

۲۶/۱۰/۹۸



سرکاری کارروائی

اکتوبر ۱۹۹۸  
تیر ۱۴۱۹  
امدادی اجلاس

## بلوچستان صوبائی اسمبلی کی کارروائی

اجلاس منعقدہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۹۸ء بمقابل ۵ مرجب المرجب سوموار

نمبر شار	مندرجات	صفنے نمبر
۱	آغاز حلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔	۵
۲	وقضیہ سوالات۔	۶
۳	رخصت کی درخواستیں۔	۵۱
۴	زیر داد ورب۔	۵۳
۵	تحریک التوانیہ۔	۲۷
۶	تحریک التوانیہ۔	۷۰
۷	مشترکہ قرارداد نمبر ۳۔	۷۷
۸	قرارداد نمبر ۳۲۔	۸۸
۹	قرارداد نمبر ۳۳۔	۹۹
۱۰	قرارداد نمبر ۳۲۔	۱۱۳
۱۱	مالیاتی کمیٹی کی رپورٹ کا ایوان کی میز پر رکھا جانا۔	۱۲۵

## بلوچستان صوبائی اسمبلی

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا تیر چوان اجلس مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۹۸ء بہ طابق ۵ مرجب  
المرجب ۱۴۱۹ھ بھری بروز سوموار ۱۱ بھگر ۳۵ منٹ پر زیر صدارت جناب اچیکر میر عبدالجبار بلوچستان  
صوبائی اسمبلی ہال کونٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اچیکر: السلام علیکم

خلافت قرآن پاک و ترجمہ

عبدالستین اخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

أَوَلَمْ يَسِيرُ ذَلِفُ الْأَرْضِ فَيَشَكُّرُوا إِنَّمَا كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ مِنْ  
تَبَلِّهِمْ وَكَانُوا أَشَدَّ مِنْ قَمَقُونَ فَمَا كَانَ اللَّٰهُ لِيَعْجِزَهُ  
مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي - الْأَرْضِ ۝ إِنَّهُ كَانَ  
عَلَيْهِمَا قَادِيرًا ۝ مدد اللہ العظیم

ترجمہ : کیا یہ لوگ لکھ میں ہے ہمارے نہیں اور فیں دکھا کہ جو لوگ ان سے پہلے  
ہو گزرے ہیں ان کا کیما (خراب) الجام ہوا حالاً لکھ مل بولتے ہیں (وہ لوگ) ان سے  
پڑو کر جائے اور اللہ (کچھ کیا گزرا) نہیں ہے کہ آسمان و زمین میں اس کو کوئی جیز بھی عاجز  
کر سکے ہے لیکن وہ سب کے حال سے واقف اور بڑی قدرت والا ہے۔

جناب اپنیکر: و قد سوالات۔ عبدالرحیم خان مندوخل سوال نمبر ۳۲۷ دریافت فرمائیں۔

## X ۳۲۷ مسٹر عبدالرحیم خان مندوخل:

کیا وزیر خوراک از راه کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) مالی سال ۱۹۹۴-۹۵ ۱۹۹۶-۹۷ کے دوران ملکہ خوراک اور اسکے ماتحت مکملوں اداروں میں محفوظہ (Enlisted) ملکیداروں کے ناموں کی ضلع وار تفصیل کیا ہے؟

(ب) مالی سال ۱۹۹۳-۹۴ ۱۹۹۸ میں کے دوران ملکہ مذکورہ اور اس سے ملک مکملوں اداروں کے ملکیداروں کے نام کام اسکیم اپر اجیکٹ وغیرہ کی سال دار اور انکی گل تجھیں لاگت بمعنای ملکیداروں نیز ان ملکیداروں کو ادا شدہ رقم اور کام کی موجودہ کیفیت کی ضلع وار تفصیل کیا ہے۔

وزیر خوراک:

(الف) مالی سال ۹۴، ۱۹۹۵ میں جن ملکیداروں کو (Enlisted) کیا گیا اسکے نام درج ذیل فہرست میں موجود ہیں اپریل ۱۹۹۵ تک ملکہ خوراک میں ملکیداروں کی کوئی درجہ بنندی چیز تھی ملکیداروں کو اطمینان صرف نظامت خوراک اور ڈویژن سطح پر کی جاتی تھیں اس طرح اپریل ۱۹۹۵ تک نظامت خوراک ہی میں اطمینان ہوتی رہی اور یہ ائمٹ شدہ ملکیدار ڈویژن کی سطح پر دونوں میں کام کرنے کے اہل تھے مگر ۱۹۹۵ کے بعد نظامت خوراک نے درج ذیل ملکیداروں کو مالی سال ۹۷-۹۸ تک ائمٹ کیا جو کہ اے کلاس کہلاتے ہیں اور یہ نظامت اور ڈویژن دونوں سطح پر ملکیدار میں حصہ لے سکتے ہیں۔

## ۱۹۹۵-۹۶

- ۱۔ اختر محمد
- ۲۔ عبدالسلام میںگل
- ۳۔ غلام سرور
- ۴۔ میرزا جاوید ایڈ ویکم کپنی
- ۵۔ حاجی عبدالقدوس شیرانی
- ۶۔ میر محمد عالم ہڑی
- ۷۔ محمد اکبر
- ۸۔ نیاز محمد ایڈ کو
- ۹۔ نذری احمد سعید
- ۱۰۔ سید عبد الباری
- ۱۱۔ شمریز خان
- ۱۲۔ ایوب ایڈ برادرز

- ۱۳۔ سید عبد الوالی  
۱۴۔ میرزا محمد ایڈ شاہد  
۱۵۔ میرزا محمد ایڈ شاہد  
۱۶۔ نصر اللہ مینگل۔

۹۷ - ۱۹۹۶

### ۱۔ نصر اللہ مینگل:

جبکہ ڈویژن کی سطح پر جو تھیکیدار ان لست کیتے گئے وہ بی کلاس کہلاتے ہیں اور وہ صرف متعلقہ ڈویژن میں کام کر سکتے ہیں جنکی ڈویژن وار تفصیل درج ذیل ہے تفصیل تھیکیدار ان نظمات خوارک جو کہ ۹۲ء ۱۹۹۳ء اور ۱۹۹۵ء تک ان لست کیتے گئے۔

- ۱۔ میرزا نیاز محمد ایڈ کمپنی۔ کونہ
- ۲۔ میرزا نیاز محمد ایڈ کمپنی۔ کونہ
- ۳۔ نعمت اللہ ولد ولی محمد۔ کونہ
- ۴۔ ملک عبد العزیز ہرزی۔ لور الائی
- ۵۔ حاجی محمد حسن ایڈ سنز۔ کونہ
- ۶۔ غلام سرورد ولد محمد رحیم۔ کونہ
- ۷۔ حاجی نذرخان ولد مطہار ج محمد ٹاؤب
- ۸۔ حاجی محمد اقبال دشتی۔ تربت
- ۹۔ حاجی محمد اقبال دشتی۔ تربت
- ۱۰۔ میرزا زیو ایں فریدرزا۔ کراچی
- ۱۱۔ عبد القیوم ولد ببرک خان۔ کونہ
- ۱۲۔ غلام حسین لوہیزی۔ تربت
- ۱۳۔ میرزا شاہد ایڈ امجد کمپنی فریدرزا۔ کونہ
- ۱۴۔ سید فیض اللہ ولد سید شاہد محمد۔ پیشمن
- ۱۵۔ سید زین الدین ولد قائد آباد۔ کونہ
- ۱۶۔ میرزا ایڈ بلدرز قائد آباد۔ کونہ
- ۱۷۔ شیرخان جمالی اوہنہ محمد،
- ۱۸۔ زائد فریدرزا، کونہ
- ۱۹۔ عبد السلام مینگل۔ کونہ
- ۲۰۔ اختر محمد ولد حاجی امیر محمد۔ ”
- ۲۱۔ جاوید ایڈ ویسٹ فریدرزا ”
- ۲۲۔ میرزا صلاح الدین ایڈ سنز ”
- ۲۳۔ حاجی فضل قادر خان ”
- ۲۴۔ میرزا زیو ایڈ کمپنی = ”
- ۲۵۔ سید عبد باری ولد سید نور الدین ”
- ۲۶۔ سید عبد الوالی ولد محمد انور = ”

- ۲۹- سید فضل محمد ولد سید محمد آغا =  
 ۳۰- حاجی عیسی خان، بیکور  
 ۳۱- میر محمد اکبر لہڑی =  
 ۳۲- میر ز محمد نواز اینڈ اصغر کمپنی کوئٹہ  
 ۳۳- میر محمد عالم لہڑی =  
 ۳۴- سید محمد سلیم ولد غلام جیلانی =  
 ۳۵- میر محمد اقبال دشتی، تربت  
 ۳۶- حاجی کودا محمد یوسف، تربت  
 ۳۷- شیر محمد ولد دین محمد، ”  
 ۳۸- نذریار حمد ولد محمد حسین =  
 ۳۹- میر ز گیلانی ٹرانسپورٹ بھیکور  
 ۴۰- داد محمد =  
 ۴۱- حاجی جبیب اللہ خان نیازی - ژوب  
 ۴۲- میر ز فتحم احمد ولد خلیل احمد حب  
 ۴۳- عبد العزیز ولد احمد علی کوئٹہ  
 ۴۴- میر ز لیاقت علی اینڈ کمپنی بی  
 ۴۵- میر ز عظیم جدون، کوئٹہ  
 ۴۶- میر ز امداد ماربل پرائیویٹ - پشاور  
 ۴۷- حاجی آغا خان ریکی خاران  
 ۴۸- علی شاہ ژوب  
 ۴۹- اقبال علی شاہ ژوب  
 ۵۰- میر ز امداد ماربل پرائیویٹ - پشاور  
 ۵۱- علی شاہ ژوب  
 ۵۲- میر ز کیرج کمپنی خاران  
 ۵۳- صابر علی بلوج خاران  
 ۵۴- راج بہادر ولد کنول خان، ڈیرہ بکٹی  
 ۵۵- عابد حسین بلوج کوئٹہ  
 ۵۶- حاجی عبد الواحد ولد غلام رسول، خاران  
 ۵۷- ارباب محمد انور، مستونگ  
 ۵۸- محمد آفتاب ولد محمد اختر محمد مستونگ  
 ۵۹- محمد اسرائیل ولد عبد الوہاب، پشین  
 ۶۰- میر ز نیاز محمد ولد صالح محمد، کوئٹہ  
 ۶۱- چاریز ولد حاجی عیسی خان، بھیکور  
 ۶۲- ہارون رشید، بی  
 ۶۳- مکمل احمد ولد حاجی عیسی خان، بھیکور  
 ۶۴- صادق اینڈ برادرز، پشین  
 ۶۵- عبدالرحمان، تربت  
 ۶۶- محتور خان، موسی خیل  
 ۶۷- چاریز ولد محمد ابراہیم، تربت  
 ۶۸- عزیز اشتوئی ولد کوڑا خان اوستہ محمد

۱۷۔ عبد الوهاب ولد فقیر محمد، تربت

۲۷۔ داد محمد ولد حاجی فقیر محمد، تربت  
۳۷۔ امان الدنیا بیز برادرز، کوئٹہ

۴۷۔ شاکرخان ولد بادل خان، کوئٹہ  
۵۷۔ مجبر عزیز اللہ ولد خدا سیداد، تربت

۶۷۔ عبدالستین ولد شاہ محمد پشین  
۷۷۔ عبدالرحمن تربت

۸۷۔ محمد حیم، ژوب

۹۷۔ حاجی داؤد ژوب

۱۰۷۔ حاجی شیر جان

**بی ڈویژن:**

۱۔ محمد آفتاب ۲۔ محمد سعیم ۳۔ سید فیض اللہ

۴۔ سید عبدالستین ۵۔ حاجی ہارون رشید ۶۔ لیاقت علی

۷۔ چنی لال ۸۔ سید فضل محمد ۹۔ عزیز اللہ

۱۰۔ ولی محمد

**قلات ڈویژن:**

۱۔ ایم ایس زہری مانیپورٹ کپنی ۲۔ لیاقت علی ۳۔ سید فیض اللہ

۴۔ سید عبدالستین ۵۔ آفتاب احمد ۶۔ سید عبدالحکیم زہری

**کوئٹہ ڈویژن:**

۱۔ محمد آفتاب ۲۔ محمد سعیم ایندہ سنز ۳۔ محمد سعیم شاہ

۴۔ لیاقت علی ۵۔ حاجی عبدالحمید ایندہ سنز ۶۔ سید عبدالستین

۷۔ سید فیض اللہ ۸۔ سید فضل محمد ۹۔ عبدالعزیز حصہ بڑی درز

۱۰۔ ملک محمد یوسف ۱۱۔ جمالی ایندہ کپنی

**ژوب ڈویژن:**

۱۔ سید عبدالستین ۲۔ سید فیض اللہ ۳۔ شیر محمد

۴۔ عبدالعزیز ہرزی ۵۔ تیقی الرحمن ۶۔ محمد آفتاب

## مکران ڈویشن:

- |                 |                   |
|-----------------|-------------------|
| ۱۔ غلام حیدر    | ۲۔ محمد اقبال     |
| ۳۔ شیر محمد     | ۴۔ محمد یوسف      |
| ۵۔ محمد الرزاق  | ۶۔ عبد الرحمن     |
| ۷۔ محمد اسماعیل | ۸۔ محمد انور      |
| ۹۔ سید فیض اللہ | ۱۰۔ محمد آفتاب    |
| ۱۱۔ محمد سعیم   | ۱۲۔ سید عبدالستین |
|                 | ۱۳۔ سید عبدالستین |

(ب) مکمل خواراک میں صرف گندم کی ڈھلانی بار برداری کے لحیے محبکیداروں کو تفویض ہوتے ہیں لہذا مالی سال 1993-94ء تا 15 نومبر 1997ء کے دوران سوال ہذا میں مذکور کسی اسکیم پر اچیکٹ کے حصے کی تحریک مکمل خواراک سے متعلق نہیں اسلئے جواب (nil) قائم متصور ہو۔

**عبد الغفور کلمتی (صوبائی وزیر):** جواب پڑھا ہوا تصور کیا گیا۔  
**جناب اپنیکر: جی پلیمنٹری۔**

**عبد الرحیم خان مندوخیل:** جناب والا سوال نمبر ۲۳۷ میں (ب) صفحہ ۸ انہوں نے جواب نہیں دیا اگرچہ ہمارا سوال ہے کہ مکمل مزکور میں آپ نے کیا کام محبکیداروں کو دیئے ہیں یہ تفصیل ہمیں دی جائیں مالی سال ۹۲-۹۳ء تا ۹۳-۹۴ء میں کے دوران مکمل مزکور اور اس مسئلہ مکملوں اور اداروں کے محبکیداروں کے تمام کام اسکیم پر اچیکٹ وغیرہ کی سال وار اور ان کی کل تخمینہ لگت بعد نام محبکیدار نیز ان محبکیداروں کو ادا شدہ رقم اور کام کی موجودہ کیفیت کی ضلع وار تفصیل کیا ہے نیز صفحہ ۸ پر انہوں نے جواب دیا ہے انہوں نے لکھا ہے مکمل خواراک میں صرف گندم کی ڈھلانی۔ بار برداری کے لحیے محبکیداروں کو تفویض ہوتے ہیں لہذا مالی سال ۹۲-۹۳ء تا ۱۵ نومبر ۱۹۹۷ء کے دوران سوال ہذا میں مذکور کسی اسکیم پر اچیکٹ کے حصے کی تحریک مکمل خواراک سے متعلق نہیں ہے ہم پوچھایا ہے کہ آپ کا کام مختلف خواہ وہ اس شکل میں ہو خواہ آپ نے کوئی کام دیا ہو وہ سرا۔۔۔

**عبدالغفور کلمتی (صوبائی وزیر):** جناب ہم نے یہ کہا ہے کہ آپ نے جو اسکیمات اور پر اجیکٹ کے متعلق پوچھا ہے ہم نے کہا کہ یہ بحکم فوڈ سے تعلق نہیں رکھتا ہے اسی لئے ہم نے جواب نہیں دیا ہے اگر آپ مال بار برداری اور گندم کے متعلق بات کرتے تو اس کا انگلے سیشن میں آپ کو جواب دیں گے۔

**عبدالرحیم خان مندوخیل:** اسی پر تو ہمارا سوال تھا جناب والا ہمارا سوال محکیداروں کے کام کا تھا۔

**عبدالغفور کلمتی (صوبائی وزیر):** یہاں پر پر اجیکٹ اور اسکیمات لکھے ہوئے تھے اسی لئے وہ جواب دئے دیا تو انگلے سیشن میں آپ کو یہ تفصیل دیں گے۔

**جناب اپیکر:** پہلے سوال تو پورا ہونے دو ان کا۔

**عبدالرحیم خان مندوخیل:** سوال ہمارا بھی تھا جناب والا۔

**جناب اپیکر:** انہوں نے سوال پورا نہیں کیا آپ نے جواب دینا شروع کر دیا۔ جی سر۔

**عبدالرحیم خان مندوخیل:** سوال جناب والا کیا کام آپ نے دیا ہے۔ وہ کام انہوں نے جو ملکی دیے ہیں سپلانی کے ذھلانی کا لست نہیں دیا ہے۔

**جناب اپیکر:** مطلب آپ کا سوال یہ ہے کہ ذھلانی اور گندم کے بار برداری کے جو ملکی دیے ہیں ان محکیداروں کے نام نہیں ہیں یہ مطلب ہے آپ کا۔

**عبدالرحیم خان مندوخیل:** ہاں یہی سوال ہے

**عبدالغفور کلمتی (صوبائی وزیر):** جناب آپ نے تو یہاں پر پر اجیکٹ اور اسکیمات لکھی تھی اس لئے ہم جواب نہیں دیا اس کا فوڈ سے تعلق نہیں ہے اگر وہ محکیداروں کا لست مانگتے ہیں جو بار برداری اور گندم کے ملکی کی بات کرتے ہیں تو انگلے سیشن میں ان کا جواب دئے دیں گے۔

**جناب اپیکر:** کیونکہ انہوں نے سوال میں پوچھا ہے نہیں آپ کا یہ کہنا ہے کہ ذھلانی کے بارے میں محکیداروں کا اور بار برداری کے بارے میں پوچھا ہے اس لئے آپ نے جواب نہیں دیا۔ محک

بے جناب منصب تا باری کے (یعنی اپنے) رسمی ملکیت  
عبدالرحیم خان مندوخیل: میں یہ کہتا ہوں جناب والا میں نے سوال پوچھا ہے میں نے تو  
سوال یہی پوچھا ہے۔

جناب اپسیکر: یہ کہتے ہیں کہ بار برداری کے بارے میں اور محکمے کے بارے میں نہیں پوچھا۔  
عبدالرحیم خان مندوخیل: نہیں نہیں جناب والا کام میں تو بار برداری بھی کام ہے ذہلانی  
بھی کام ہے محکیدار کا لست میں نے ماٹا ہے محکیدار تو سپاٹی کے لئے ہے۔

عبدالغفور کلمتی (صومالی وزیر): سوال آپ پڑھیں سراس میں واضح نہیں تھا۔  
عبدالرحیم خان مندوخیل: بالکل واضح ہے جناب والا آپ جزب میں پڑھ لیں بالکل میں  
نے تمام کو کوکر کیا ہے۔

جناب اپسیکر: ان سے مسلک تکمبوں اداروں کے محکمے پر دینے گئے تمام کام اسکیم پراجیکٹ  
وغیرہ کے سال وار سال ۹۲، ۹۳ اور ۹۴ء کے دوران مکمل مذکور نے اور تجھیہ لائگ  
محکیدار ان نیز محکیداروں کو ادا شدہ رقومات وہ کام کی تفصیل محکمہ بار برداری یہ آپ نے پوچھا ہے  
آپ لفظ ذہلانی نہیں استعمال کیا ہے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: تو جناب والا وزیر صاحب کو یہ سوچنا چاہیے کہ کام کی معنی کیا ہیں  
کام سب کو کوکرتا ہے جناب والا بلکہ میں اگر یہ لفظ اس طرح استعمال کروں کہ میں صرف کام کا لفظ  
استعمال کرتا اسکیم کا بھی نہ ہوتا یہ سب اس کو کوکر لیتا۔

عبدالغفور کلمتی (صومالی وزیر): جناب کام اور اسکیم پراجیکٹ کے متعلق پوچھا گیا  
سوال تھا اگر گندم کی ذہلانی کے بارے پوچھنا چاہتے ہیں تو اگلے سیشن میں اس کو تفصیلی جواب دے  
دیں گے۔

جناب اپسیکر: نہیں ہے کہتے ہیں ہم دیدیں گے جواب اگلے سیشن میں۔  
عبدالرحیم خان مندوخیل: تو یہ جناب والا آپ ان کو ذرا بے ادبی معاف وزیر صاحب کو یہ

تمام وزراء کو کہ ان کی جو ذمہ داری ہے اس کو اور یہ کرنے کی کوشش نہ کریں لیکن چیزیں ہوتی ہیں اور وہ اس کو اور یہ کر لیتے ہیں۔

**جناب اپسیکر:** تمیک ہے جی این سپلینمنٹری۔ جی جناب بسم اللہ خان کا کڑ صاحب۔

**بسم اللہ خان کا کڑ (وزیری ڈی اے۔ واسا):** یہاں پر جو سوال الف جز کے بارے میں جواب جو آیا ہے صرف ایک نام لکھا ہوا ہے۔ نصر اللہ مینگل اس کا مطلب یہ ہے کہ ۱۹۹۳ سے اسی سوال کا جی ہاں۔ نصر اللہ مینگل اس کا کیا مطلب ہے۔ کہ ۱۹۹۲ سے ۱۹۹۷ تک صرف ایک آدمی کو ان لئے کیا ہے نصر اللہ مینگل کی وضاحت کی جائے یہ نصر اللہ مینگل مطلب کیا ہے۔

**عبد الغفور کلمتی (صوبائی وزیر):** جناب اپسیکر یہ جو غلط پرنسٹ ہوا ہے یہ نام سولہ نمبر پر ہے یہاں پر غلط پرنسٹ ہوا ہے یہ نام۔

**جناب اپسیکر:** چلی بات تو مجھے تجربہ یہ ہو رہا ہے کہ حکومت کے وزراء صاحبان ہی اپنے آپ سے سوال کر رہے ہیں یہ تو میں سمجھتا ہوں میرا موضوع نہیں تھا ہبھر کیف چلیئے جمہوریت کا حصہ ہے کوئی کرے بیٹک کرے کیا جواب دیں گے فرمائیے۔

**عبد الغفور کلمتی (صوبائی وزیر):** سر اس میں یہ ہے کہ یہ غلط پرنسٹ ہوا ہے یہ نام سولہ نمبر پر آیا ہے اکیلانام نہیں ہے یہاں پر غلط پرنسٹ ہوا ہے سمجھ جسہ ہے۔

**جناب اپسیکر:** بسم اللہ صاحب۔ کا کڑ صاحب کہتے ہیں کہ جی غلط پرنسٹ ہوا ہے چلنے اگے چلنے جی۔ کہتے ہیں یہ شلط پرنسٹ ہوا ہے اپنی سپلینمنٹری نو نیکست کیوں چکن۔ مسٹر عبد الرحیم خان مندو خیل۔

**X ۳۶۳ مسٹر عبد الرحیم خان مندو خیل:**

کیا وزیر خوراک از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:

(الف) مالی سال ۱۹۹۷-۹۹ کے سالانہ ترقیاتی وغیر ترقیاتی بجٹ سے ملکہ خوراک اور اس سے ملک محکموں / اداروں میں جاری نئے اور مرمت و دیگر اسکیوں / پراجیکٹ کی ضلع و ارتقیل کیا ہے نیز ہر اسکم اپراجیکٹ کے لئے علیحدہ علیحدہ ترقیاتی فنڈ کی اسکم اپراجیکٹ کیا ہے۔

(ب) کیم جولائی ۹-نومبر ۱۹۹۸ کے دوران مذکورہ ہر ایکم اپر اجیکٹ کے کام مکمل کردہ فیصلہ حصہ محکیدار (اگر ہو) اور اس کام پر اب تک ادا شدہ رقم بیشتر تھا ایں وغیرہ کی تفصیل کیا ہے نیز مذکورہ مدت کے دوران جس کام ایکم اور پر اجیکٹ وغیرہ کا جمقد ر حصہ مکمل نہیں ہوا ہے۔ اسکی وجہات کیا ہیں۔

### وزیر خوراک:

چونکہ سوال (الف) اور سوال (ب) ایک دوسرے سے مرابوط ہیں۔ لہذا دونوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نوعیت کام	صلح	نام ایکم	نوعیت ایکم	تجزیہ لائگت	دوران سال منظور کردہ	جاری کردہ رقم	آخر اخراجات
ترقیاتی	کوش	منطقی کوادم	منطقی کوادم	۲۰۱۶	۱۹۹۵-۹۶	۹,۳۱۹	۹,۳۱۹، ۹,۳۱۹ ملین
"	ازان و انت	"	"	۲۰۱۷	۱۹۹۶-۹۷	۵,۱۶۸	۵,۱۶۸، ۵,۱۶۸ ملین
"	روڈ تاریاب	"	"	۲۰۱۸	۱۹۹۷-۹۸	۵,۰۴۰	۵,۰۴۰، ۵,۰۴۰ ملین
"	بیکنکل ملز	"	"	۲۰۱۹	۱۹۹۸-۹۹	۱۷,۲۰	۱۷,۲۰ ملیون
"	سر باب روزہ کوئے	"	"	۲۰۲۰	"	۱۶,۳۵۶	"

### کیفیت:

ترقیاتی فڈ سے فوڈ سیکٹر میں صرف ایک ہی ایکم زیر محیل ہے جو ۱۶,۳۵۶ ملین روپے کی لائگت سے مرحلہ وار رقم منقص کرنے کی نوعیت پر منظور کیا کیا۔ اب تک ایکم کے لئے کل مبلغ ۲۰,۱۷,۲۰ ملین روپے جاری کیئے گئے۔ اب تک محکمہ ایئڈڈ بیو نے متعلقہ کام پر مبلغ ۱۶,۳۵۶ ملین روپے خرچ کیے ہیں کام کا سالانہ ہدف پایہ محیل کو ہے صرف بھل کشش دینا باقی ہے جو دا پڑا اکی جانب سے اجراء ڈیماڈ نوٹس کی ہا منظوری کی وجہ سے درجیں ہے چونکہ مذکورہ ایکم کام محکمہ ایئڈڈ بیو سر انجام دے رہا ہے۔ اسلئے اس پر تمام مالی اخراجات کی تفصیل مذکورہ محکمہ دے سکتا ہے۔

غیر ترقیاتی:

چونکہ غیر ترقیاتی مدت سے محکمہ خوراک میں کسی بھی اسکیم پر کام نہیں ہوا رہا ہے لہذا مطلوبہ جواب فلی میں ہے۔

**عبد الغفور کلمتی (صوبائی وزیر):** جواب پڑھا ہو اتصور کیا گیا۔

**جناب اپیکر:** جواب پڑھا ہو اتصور ہوا ہے ابھی سلیمنٹری تو نیکست کیوچن سردار ستر آم سنگھ۔  
**عبد الرحیم خان مندوخیل:** نہیں جناب میر اسوال ہے۔

**جناب اپیکر:** سوال ہے آپ کہہ سمجھئے۔ آپ بینھے گئے میں نے کہا چکی سوال اگر ہے تو فرمائیے۔

**عبد الرحیم خان مندوخیل:** ۳۹۲۔

**جناب اپیکر:** ۳۹۲ ہو گیا ہے جی آپ نے کہہ دیا ہے جی۔

**عبد الرحیم خان مندوخیل:** نہیں۔ نہیں جناب والا ۳۶۲ ہو گیا۔

**جناب اپیکر:** I am Sorry ۳۶۲ ہو گیا تھیک ہے نیکست کیوچن عبد الرحیم خان مندوخیل ۳۹۲۔

**X ۳۹۲ مسٹر عبد الرحیم خان مندوخیل:**

کیا وزیر خوراک از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ خوراک اور اس سے متعلق حکاموں / اداروں کے پاس صحیح اور خراب حالت میں کل سکتہ رکنیڈر ابلڈوزر ارگ مشین کو جو دیں۔ نیز خراب مشینوں کی تعداد، مدت خرابی، صحیح اور خراب مشینوں کی جائے ایتادگی اور چارج کی ضلع وار تفصیل کیا ہے؟

(ب) کم جولائی ۱۹۹۸ء تا ۱۹۹۷ء کے دوران مندرجہ بالا رکنیڈر ابلڈوزر ارگ مشینوں نے پہلے انجی شعبہ میں ماہان کس قدر گھنٹے کام کیا ہے ضلع وار تفصیل دی جائے؟

(ج) جز (ب) میں مذکورہ مدت کے دوران مذکورہ مشینوں کے تمام صوبہ میں اراضی و سڑک اور دیگر مکمل کردہ کام کی تعداد (کیکر کلو میٹر افٹ / مکعب فٹ اور رقم وغیرہ) کی ضلع وار تفصیل دی جائے۔

وزیر خوراک:

اس سوال کا تعلق مکمل خوراک سے نہیں ہے کیونکہ مکمل خوراک کے پاس نہ تو گریڈ رارگ  
مشین ابلڈ ور نہیں ہے اور نہ ہی انگلی مرمت وغیرہ کا کام ہوتا ہے لہذا معزز رکن اس بیلی سے درخواست  
ہے کہ یہ سوال متعلقہ مکمل سے کیا جائے۔

X ۲۳۵ سردار ستر ام سنگھ:

کیا وزیر خوراک از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ پنجاب سے صوبہ بلوچستان کے لئے آنے کا روزانہ کوش کس قدر ہے نیز آئندہ کی اس  
ترسلیں کا پرنٹ کن کن ڈبلروں کے پاس ہے تفصیل دی جائے؟

(ب) صوبہ کے تمام فلور ملوں کو روزانہ کقدر گندم مہیا کی جاتی ہے فلور ملوں کے نام بمعہ مختصر کردہ  
گندم کوش کی تفصیل دی جائے؟

وزیر خوراک:

جواب ضمیم ہے لہذا اس بیلی لا نکھر یہی میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اپیکیر: X ۲۳۵ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے اینی پلینشی۔

سردار ستر ام سنگھ: میرا خصی سوال ہے کہ یہ جو تفصیل دی گئی ہے گندم کی جو فلور ملوں کو دی گئی ہے تو  
کسی کو دس ہزار بوری دیا گیا ہے کسی کو چار ہزار اس کی کیا وجہات ہیں۔

جناب اپیکیر: کسی کو دس ہزار دی گئی ہے کسی کو چار ہزار۔

سردار ستر ام سنگھ: کسی کو تیرا سو بوری دی گئی ہے کسی کو دس ہزار بوری دی گئی ہے اس کی کیا  
وجہات ہیں۔

جناب اپیکیر: کہتے ہیں کہ یہ ڈپرمنی کیوں ہے۔

عبد الغفور کلمتی (صوبائی وزیر): جناب یہ ملوں کے کمپنی پر ہوتا ہے اور اسی طرح  
 تقسیم کیا جاتا ہے اور اس کو اسی کوئی کے مطابق دیا جاتا ہے۔

**جناب اپنیکر:** ملائے کی اور کوئی کی بات ہوتی ہے۔ محیک ہے جناب چنے جی آیا ہیں سپلائمنٹری نو۔ وہ کہتے ہیں کہ وہاں کی آبادی علاقہ اس کے مطابق دیا جاتا ہے۔

**عبد الرحیم خان مندوخیل:** نہیں نہیں علاقہ کا تو کوئی ہے لیکن یہاں یہ ہے کہ کسی فلوریل والوں آپ کیوں زیادہ دیتے ہیں دوسرا کو کم دیتے ہیں یہ تو ملائے کا آپ کر سکتے ہیں پہنچن کا اتنا کوئی ہے لیکن پہنچن میں یہ ذپیکری آپ کس طرح کرتے ہیں آپ کیا معیار کھا ہوا ہے کوئی معیار ہے آپ کے پاس جناب والا مسئلہ یہ ہے سوال یہ ہے۔

**جناب اپنیکر:** سوال یہ ہے کہ آپ پرانی کس طرح رکھتے ہیں۔

**عبد الرحیم خان مندوخیل:** میں یہ عرض کر رہا ہوں بلکہ سوال محترم کا یہ تھا کہ یہ جو مختلف آپ نے دو رکھے ہوئے ہیں اس میں یہ فرق بلکہ میں اس طرح رکھوں گا یہ معیار آپ کا کیا تھا کیا معیار ہے عبد الغفور کلمتی (صوبائی وزیر): سری ہوں کی بادی ہوتی ہے کسی کی دو ہوئے ہیں کسی کے چار ہوئے ہیں اسی کے کچھ مطابق ان کا جو ہے کوئی الات کیا جاتا ہے۔

**جناب اپنیکر:** صحیح ہے چلے جناب نیکست کیوں سردار اختر جان مینگل۔

X ۵۲۲ سردار اختر جان مینگل: کیا وزیر خوراک از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال ۹۸-۹۷، اور ۹۹-۹۸، کے دوران مکمل متعلقہ میں مختلف کیفگر یز پر مشتمل محکیداران رجسٹر کے گئے ہیں؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثمار میں ہے۔ تو محکیداروں کے نام بعد پڑتے جاتے اور رجسٹر شدہ کلاسز کی تفصیل دی جائے؟ وزیر خوراک:

(الف) سال ۹۸-۹۷ میں مکمل خوراک نے کوئی نئی رجسٹریشن نہیں کی بلکہ ۹۶-۹۵ میں رجسٹر شدہ محکیداران ہی مینڈر زمزیں حصہ لیا جبکہ سال ۱۹۹۸ کے لئے نئی رجسٹریشن کی غرض سے مکمل

نے بذریعہ اخبارات خواہش مند پارٹیز سے درخواستیں مانگیں کل ۸۷ءے درخواستیں موصول ہو گئیں۔ سیرہ نرمی مکمل خوراک صاحب نے ان کاغذات کی جائیج پڑتال کے لئے ایک کمپنی بنائی۔ جسکی سفارشات پر کل ۳۱ پارٹیز (بسمول موجودہ ٹھکیندہ اران) کی رجسٹریشن کی گئی مگر رجسٹریشن کے ساتھ ہی وزیر خوراک صاحب کو شکایات ملنے شروع ہو گئیں کہ خی رجسٹریشن پانے والی پارٹیوں کے کاغذات مکمل کے مطلوبہ شرائط پر پورا نہیں اترتے کچھ پارٹیز نے اسی طرح کی شکایات کے ساتھ سینٹر سول نج کوئی کی عدالت میں درخواست گزاری وزیر خوراک نے اس کا نوش لیتے ہوئے ایک سری وزیر اعلیٰ صاحب کو بھجوائی کہ خی رجسٹریشن ختم کر کے یہ کام از سر نو ایک بائی پاور کمپنی کے پرد کیا جائے وزیر اعلیٰ صاحب کی ہدایات کی روشنی میں اب یہ کمپنی تخلیل پا چکی ہے جبکہ سینٹر سول نج کی عدالت نے بھی یہ حکم دیا ہے کہ جب تک مذکورہ کمپنی کی مکمل رپورٹ نہ آجائے نینڈ رزندہ کیتے جائیں۔

(ب) اب تک چونکہ رجسٹریشن کا کام مکمل نہیں ہوا لہذا رجسٹر شدہ ٹھکیندہ اران کی تفصیل نہیں دی جاسکتی کیونکہ مذکورہ کمپنی کی رپورٹ آنے کے بعد ہی رجسٹر شدہ ٹھکیندہ اران کی حقیقت کا نتیجہ معلوم ہو سکے گا۔

جناب اپسیکر: سوال نمبر ۵۲۲ کے متعلق کوئی خمنی سوال ہے تو سریافت فرمائیں۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

سردار محمد اختر مینگل: جناب جیسا کہ وزیر صاحب نے بتایا ہے کہ اس کے لئے ایک بائی پاور کمپنی بائی گئی ہے وزیر موصوف یہ بتانا پسند کریں گے کہ اس بائی پاور کمپنی میں ذی پارٹیٹ کے لوگ شامل ہیں یا اس میں ایک بھی اسے یا مشریک شامل ہیں کیا وہ یہ بتانا پسند کریں گے۔

عبد الغفور کلمتی (وزیر): اس میں سیکریٹری فائلس ڈائریکٹر فوڈ ہیں اور اور سیکریٹری پی اینڈ ڈی ہیں ان آدمیوں کا ایک بائی پاور کمپنی بنایا گیا تاکہ وہ چھان بین کریں کس قسم کی دھانندی ہوئی ہے یہ جو سیکشن نج کی عدالت میں کچھ ٹھکیندہ اروں نے کیس کیا تھا کچھ بے قائد گیا ہوئی ہیں۔

سردار محمد اختر مینگل: کیا جناب وزیر موصوف یہ بتانا پسند کریں گے کہ ان کو کوئی ناقص است دیا

جیا ہے کہ ان کو کب روپرٹ مکمل کر کے دی جائے۔

عبد الغفور (وزیر) : جناب سکیٹی کو ناتم دیا تھا کہ اس میئنے کے اندر اپنی روپرٹ پیش کریں لیکن سیکریٹری فنا نس کی مصروفیات کی وجہ سے کچھ دن یہاں پر غیر حاضر تھے ان سے میری بات ہوئی اور انش اللہ جلد ہی یہ سکیٹی اپنا کام کر لے گی۔

پرس موسیٰ جان : جناب انہوں نے یہ کہا کہ انکو ۸۷ء درخواستیں موصول ہوئیں اور ان کی چھان بین کے لئے سکیٹی بنائی گئی تو مطلب یہ ہے کہ قصور سیکریٹری صاحب کا ہے پھر بھی جانچ پر ہتھ ہو گا تو اس کے خلاف ایکشن ہو گا جب کہ غلطی اس نے کی ہے جب یہ موحول ہوئیں تو وزیر خوارک کوشکایات ملنا شروع ہو گئیں اور ۳۸۷ء درخواستیں آئیں کہ اس کے خلاف سیکریٹری صاحب کے خلاف۔

عبد الغفور (وزیر) : جناب یہ تھا کہ ۸۷ء درخواستیں ہیں موصول ہوئیں پچھلے سال ۹۸۔۹۷ء کے لئے جو تھیکیدار ان است ہوئے تھے۔ ان میں کچھ لوگوں کوشکایات ہوئیں انہوں نے پتہ نہیں کہ خلاف شکایات کیس ہیں۔ اسی شکایات کے ازالہ کے لئے سکیٹی بنائی۔

جناب اپسیکر : کوئی سیکریٹری کے خلاف شکایت ہیں۔

عبد الغفور (وزیر) : نہیں جناب۔ اس میں گزشتہ حکومت نے بغیر کارروائی کے تھیکید میں شامل کرایا تھا ان میں ایک انصر اللہ مینگل ہے ایک سید اسماعیل شاہ ہے ایک حاجی خان محمد مینگل ہے ایک عبد الرزاق ہے ان کے خلاف لوگ کورٹ میں گئے کہ ان کو کیوں شامل کیا گیا۔ اسی لئے ایک بائی پار کمیٹی بنائی گئی ہے تاکہ چھان بین کر سکے۔

جناب اپسیکر : اگلا سوال۔

## X ۵۲۳ سردار اختر جان مینگل :

کیا وزیر خوارک از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:

(الف) یا یہ درست ہے کہ صوبہ کو وفاقی حکومت کی جانب سے گندم مہیا کیا جا رہا ہے؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو سال ۱۹۹۷ء سے اب تک وفاقی حکومت کی

ب: بے کل استہ رکن دم مہیا یا گی نیز پرائیویٹ ادارے سے خریداری کی صورت میں ریٹ ایمیٹ  
ڈین شرکت کی عمل تفصیل دی جائے؟

وزیر خوراک:

جی باس صوبہ کو وفاقی حکومت درآمد شدہ اور پاسکو کے ذخیرے سے گندم فراہم کر رہی ہے۔

(ب) وفاقی حکومت نے صوبہ بلوچستان کو جو گندم (درآمد شدہ پاسکو) سال ۱۹۹۷ء (کم ممی  
۱۹۹۷) سے اب تک مہیا کی ہے اسکی تفصیل درج ذیل ہے۔

کل مقدار گندم سال ۹۸-۹۹ء (میکی ۲۶ نومبر ۹۸)

درآمد شدہ گندم ۲،۱۲۰۰۰ میٹر کٹن

پاسکو (پنجاب، سندھ) ۹۵،۰۰۰ میٹر کٹن

کل مقدار = ۳۰۷۰۰۰ میٹر کٹن

سال ۹۹-۰۰ء (میکی ۲۶ نومبر ۹۸)

نیز بھی تک ملک خوراک نے کسی درآمد شدہ گندم ۱،۰۳۳ میٹر کٹن

بھی پرائیویٹ ادارے سے مذکورہ پاسکو (پنجاب اسندھ) ۷۵،۰۰۰ میٹر کٹن

کل میزان ۱،۷۹،۰۰۰ میٹر کٹن

جناب اسپیکر: سوال نمبر ۵۲۳ کے متعلق کوئی ضمنی سوال ہے تو دریافت فرمائیں۔ سوال کو پڑھا ہوا  
تصور کیا جائے۔

سردار محمد اختر مینگل: جناب اسپیکر صفحہ ۵ اور یہیں کہ کسی بھی پرائیویٹ ادارے سے اتنے عرصے میں گندم نہیں خریدی کیا آئینہ مستقبل میں پرائیویٹ سینکڑ سے گندم خریدیں گے۔

عبد الغفور کلمتی (وزیر خوراک): دوٹھیکاروں نے ہمیں یہ آفرادی تھی۔ اپور مدد  
گندم خریت کے لئے ان کی درخواستوں پر غور ہو رہا ہے۔ چھان ہیں ہو گی دیکھا جائے گا اُر بھر  
خوراک کو اور دکھایا تو خرید لیں گے یہ پرائیویٹ ادارے ہیں۔

**سردار محمد اختر مینگل:** جناب اپنیکر جیسا کہ ان کے اپنے جواب میں ہے کہ صوبہ کو پا سکو کے ذریعے گندم فراہم کر رہی ہے جناب پر ایجیوٹ سینکڑ سے گندم خریدنے کا جواز کیا ہے اس کی کوئی لٹی بھرت ہے یا قیمت کم ہے یا کوئی اور سہولت مہیا کی جا رہی ہے۔ وجہ کیا ہے حکومت وفاقی حکومت کو چھوڑ کر پر ایجیوٹ سینکڑ کی طرف جا رہا ہے۔

**عبد الغفور کلمتی (وزیر خوراک):** جناب جب پر ایجیوٹ سینکڑ سے درخواستیں آئیں تو ہم نے دیکھا کہ ان کی قیمتیں اس لئے ہم لوگوں نے کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے۔

**سردار محمد اختر مینگل:** جناب یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی ہے کہ پر ایجیوٹ سینکڑ حکومت کی نسبت کم قیمت پر گندم پیچ رہا ہے معلوم نہیں ہو رہا کہ حکومت نے جو گندم کے نرخ مقرر کے ہیں اس پر ایجیوٹ سینکڑ اور گورنمنٹ کے نرخ کا فرق مجھے بتائیں گے۔

**عبد الغفور کلمتی (وزیر خوراک):** جناب ابھی تک تو ان کی درخواستیں فائیل نہیں ہوئی ہیں۔ جب فائیل ہو گا تو دیکھیں گے بعد میں فرق دیکھیں گے اگر حکومت کو فائدہ اس میں ہوا تو گندم خریدیں گے اگر حکومت بلوجستان کو نقصان ہوا تو وہ کام نہیں کریں گے۔

**جناب اپنیکر:** انہوں نے ریٹ کا تقاضا پوچھا ہے وہ کیا تقاضا ہے۔

**عبد الغفور کلمتی (وزیر خوراک):** ابھی یہ تقاضا میں نہیں بتا سکتا۔

**پرس موسیٰ جان:** جناب یہ پر ایجیوٹ سینکڑ سے جو خرید رہے ہیں اس کا کوئی کیا ہو گا گندم کو تو دیکھنا ہو گا ایک سڑا ہوا گندم اس کی قیمت کم ہو گی اس کی کوئی کیا ہو گی

**عبد الغفور کلمتی (وزیر خوراک):** جناب یہ بات ہے کہ آب نادیدم موزہ کشیدم، بھائی ابھی تک کیس زیر غور ہے۔

**پرس موسیٰ جان:** جناب یہ ان کی کار کردگی ہے۔ مجھ تک پہنچ گئے۔

**جناب اپنیکر:** آپ تشریف رکھیں آپ تشریف رکھیں۔

**پرس موسیٰ جان:** point of order وزیر موصوف صاحب شاید میر ابادت نہیں سمجھے میں

نے یہ بھاکر نحیک ہے آپ پر ایجیٹ کے ہاتھ سے خریدے چکن وہ جو اس کا کو ایشی ہو گا اتنا اچھا ہو گا  
جنما آپ سرکاری گندم خرید رہا ہے میں یہ پوچھنا چاہ رہا تھا۔  
جناب اپسیکر: نہیں ہو نحیک ہے وہ تو جب حکومت لے لی دیکھیں گے next question  
بسم اللہ خان کا کڑ: کوئی کنٹرول کا با قاعدہ ایک وہ ہوتا ہے کہ پورٹ پر جب آپ اتارتے  
ہے وہ کوئی کنٹرول پر آپ گندم in port کریں تو آپ کو اجازت ملے گا یہ اس کی پہلی شرط ہوتی  
ہے۔

جناب اپسیکر: next question Mr abdul Rahim khan Mandokhail  
جی جناب سردار اختر جان مینگل۔

سردار اختر جان مینگل: اسی میں ایک سپلائیمنٹری ہے جناب اپسیکر  
جناب اپسیکر: جی فرمائیے۔

سردار اختر مینگل: جس طرح کہ وفاقی حکومت سے جو گندم خریدی جاتی ہیں اس کی mode  
of payment کیا ہے اور پرائیویٹ سیکٹر سے جو گندم خریدی جائیگی اس کی mode of payment  
کی وضاحت فرمائیں گے۔

عبد الغفور کلمتی: پرائیویٹ کمپنی کے ابھی تو درخواست پر غور ہو رہے اس کے mode  
of payment پر ابھی تک بات نہیں ہوئی ہے لیکن مرکزی حکومت کا یہ ہے کہ ہم لوگ مرکزی  
حکومت کو ابھی تک ہمارے فائننس ڈیپارٹمنٹ نے پیسے نہیں دیے مرکزی حکومت نے جتنی گندم سپالی  
کی ہے اس کی ہم نے ابھی تک ہمیکت ہی نہیں کی ہے اور مرکزی حکومت کا یہ ہے کہ مرکزی گورنمنٹ  
چھ سو چھاس روپے تمام چاروں صوبوں کو جو ہے گندم ایک ہی ریٹ پر دے رہی ہیں اور جہاں تک  
سہی کا تعلق ہے سہی ہی جو ہے ہم لوگ خود جو ہے مطلب اپنے transportation اور  
دوسرے چار جزوی وغیرہ کا وہ جو ہے ہمارا صوبہ خود برداشت کر رہا ہے گورنمنٹ پاکستان سہی کی  
نہیں دے رہی ہے تو صرف چاروں صوبوں کو ایک ہی ریٹ پر چھ سو چھاس پر گندم سپالی کر رہی ہے

اور اس ریٹ پہ بھیں بھی دے رہی ہے۔

جناب اپیکر: صحیح ہے next question Mr Abdul Rahim khan

mandokhail

X ۵۲۳ سردار اختر جان مینگل:

کیا وزیر خوراک ارزاد کرم مطلع فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست کہ مکمل متعلقہ نے ٹرانسپورٹیشن کے لئے مینڈر طلب کے ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ٹرانسپورٹیشن کا تھیک حاصل کنندہ نام تھیکیدار بعده مکمل پتہ ریٹ کی ضلع وار تفصیل دی جائے۔

وزیر خوراک:

(الف) یہ درست ہے کہ مکمل خوراک نے مینڈر زکے لئے متعدد بار بذریعہ اخبارات مکمل خوراک کے منظور شدہ تھیکیداروں سے مینڈر طلب کے مگر چونکہ نئی رجسٹریشن کا معاملہ حل نہیں ہوا کہ اور سینٹر سول ج صاحب کی عدالت کے فیصلے کے مطابق جب تک رجسٹریشن کا معاملہ پایہ تھیک کو نہیں پہنچا مینڈر نہیں کے جاسکتے۔

(ب) جز (الف) کا جواب نئی میں ہے اسلیئے مزید تفصیل نہیں دی جا سکتی۔

سردار اختر جان مینگل: ۵۲۳ نہیں ہے جناب اپیکر۔

جناب اپیکر: اچھا آپ ہے اگلا سوال۔

سردار اختر جان مینگل: وہ 523 تھا جی 524۔

جناب اپیکر: I am sorry ا جی۔

عبدالغفور کلمتی: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اپیکر: 524 جی سردار اختر مینگل صاحب جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے any

**سردار اختر جان مینگل:** جناب اپسیکر ایک سپلیمنٹری ہے transportation کے مدینے جو ریت مقرر کیے گئے تھیں اور وہ وزیر موصوف یہ بتائیں گے اور ان میں increase ہوئی ہے یا نہیں اور اگر increase ہوئی ہے تو کس سال میں increase ہوئی ہے transportarion کی جو ریت ہے اس کی increase کس سال اور کس مہینے میں ہوئی ہے اس کی وضاحت بھی بتائے۔

**میر عبدالغفور کلمتی:** جناب یہ fresh question ہے اس کے لیے ایک اور مطلب ہے سوال کیا جائے تو ہم اسکا جواب دیں گے ابھی تک تو اس سوال میں بھی کہا گیا ہے کہ اس کے لیے سروقت چاہیے۔

**سردار اختر جان مینگل:** تھیکیداروں کے نام ہم نے معلوم نہیں کیے ہیں اس کی last increase ہوئی ہے وہ کس سال میں ہوئی ہے اور کتنی increase ہوئی ہے وہ تو بتا دے۔

**میر عبدالغفور کلمتی (وزیر):** اگلے سیشن میں ہم اس کا جواب دے دیں گے کہ جو ہے ابھی ریٹ کا جہاں تک تعلق ہے کہ ان کے ریٹ اور کوئی کے ریٹ میں توازنی بات ہے فرق ہوتا ہے ابھی وہاں پر مطلب ڈوب کے ریٹ اور خضدار کے ریٹ میں فرق ہوئے گا تو یہ تو ہوتا ہے لیکن ہم آپ کو last دے دیں گے اگلی سیشن میں آپ نے سوال اس کا نہیں پوچھا تھا اس کا۔

**جناب اپسیکر:** معاملہ اس کا حل نہیں ہو سکتا ہے کہتا ہے the case is before the judge وہ تو بتا دیں گے ہم کو وہ کہہ رہا ہے تھی اس کی جواب انہوں نے دیا ہے کہ رجسٹریشن کا معاملہ حل نہیں ہو سکا all the cases also pending وہ کہتا ہے فیصلہ ہو جائے بتا دیں گے آپ کو پھر۔

**سردار اختر جان مینگل:** نہیں جناب اپسیکر transportage وہ تو سوال دوسرا ہے یہ transportage کے مدینے جو نہیں رز ہوئے ہیں۔

**جناب اپسیکر:** 524 کا ہے۔

**سردار اختر جان مینگل:** 524 کا اس ایک ضمنی میں نے پوچھا ہے کہ جوان میں ریٹ کا

اضافہ کیا گیا ہے 97 میں کیا وجوہات تھی جس کے نئے رہت میں اضافہ کیا گیا ہے اور ان ریوں میں  
کتنا فحص increase کیا گیا ہے وہ میں وضاحت چاہتا ہوں۔

**میر عبدالغفور کلمتی (وزیر) :** جناب اپنے کہاں کا جواب یہ ہے کہ گورنمنٹ کے رہنمی  
جو ہے ہر سال دس سے پندرہ فیصد تک increase کی مد میں اور یہ تو آپ کو بھی معلوم ہے کہ  
مطلوب سال بہ سال مہنگائی برحق جاتی ہے تو نرانپور جو ہے اپنے رہنمی لازمی طور پر بڑھائیتے ہیں  
Increase کا جہاں تعلق ہے دس سے پندرہ فیصد جو ہے بڑھتا رہتا ہے ہر سال اور اگر آپ کو پوری  
تفصیل چاہیے تمام علاقوں کے تودہ ہم اگلے سیشن میں مہیا کریں گے ہم انشاء اللہ۔

جناب اپنے کہاں کا جواب اختر جان مینگل۔

**سردار اختر جان مینگل :** جناب اپنے کہاں ایک سپلیمنٹری last supplementary last جس  
طرح کا انہوں نے کہا ہے کہ جائزیشن کا معاملہ ابھی تک پایہ تکمیل تک نہیں پہنچا ہے تو ہائی کورٹ میں  
جس تھکیدار کو 75 کروڑ کا تھکید دیا گیا ہے وہ کس طرح دیا گیا ہے ایک طرح تو آپ کہتا ہے کہ  
رجائزیشن کا معاملہ پایہ تکمیل تک نہیں پہنچا ہے کیونکہ رجائزیشن نہیں ہوئی تو نیز نہیں ہونگے تو ایک  
شخص کو ایک کمپنی 75 کروڑ کا تھکید کس طرح دیا ہے۔

جناب اپنے کہاں کا جواب اختر جان مینگل۔

**میر عبدالغفور کلمتی (وزیر) :** جناب میں نے پہلے ذکر کیا ہم نے کوئی تھکید نہیں دیا ہے  
دو درخواستیں آئی تھیں ان پر غور ہو رہا ہے ان میں سے ایک درخواست گزارنے جا کر ہائی کورٹ میں کیس  
کر دیا ہے اس میں ابھی تک نہ کوئی تھکید دیا ہے کوئی agreement۔

**سردار اختر جان مینگل :** وزیر موصوف ان دو درخواستوں اور تھکید اروں کے نام زراہتا ہے  
ہمیں کہ ان تھکید اروں کے نام کیا ہیں۔

جناب اپنے کہاں کا جواب اختر جان مینگل۔

**میر عبدالغفور کلمتی :** ایک یو ایس زیڈر ہے اور ایک زیر اختر پرائیز ہے۔

سردار آخر جان مینگل: ان کے مالکان کا نام ہتا گئے ذرا وزیر موصوف صاحب۔

میر عبدالغفور کلمتی: ایک یوالیں ثریہ رز ہے اور ایک زیر اختر پرائیز یہ دو درخواستیں آئیں۔

سردار آخر جان مینگل: جناب اپنیکر دووہی ہے ایک ستار لاسی ہے دوسرا شمریز خان ہے چھرے بدل کروہی نام آگئے ہیں۔

میر عبدالغفور کلمتی: اچھا یہ پرانے ہی نکلے۔  
جناب اپنیکر: واقعی یہ دونوں وہی ہے۔

میر عبدالغفور کلمتی: پہنیں ہے سر۔

جناب اپنیکر: پہنیں ہے کیسے پہنیں ہے جی نیوٹریڈرز کے نام سے آئی ہے دو درخواستیں نہیں۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا یقتو پشتو میں وہ کہتے ہے۔

میر عبدالکریم خان نوشیروانی: point of order جناب اپنیکر مجھے ایک شعر یاد آیا اگر آپ اجازت دے۔

جناب اپنیکر: آپ شعر پڑھتے رہیے گا نوشیروانی۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا بے ادبی معاف یہ پشتو میں ہے ترجیح پھر مولانا صاحب کریں گے میر اخیال سے بسم اللہ خان یا کوئی اور کریں۔

جناب اپنیکر: چلیئے جی۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: یعنی آپ اس پر ابھی جناب والا وہ backup کر رہے ہیں کہ ابھی آپ نے واضح طور پر شمریز خان اور دوسرے لاکی صاحب جوانہوں نے اتنے جرام کیے ہیں اور آپ نے ان کو خیکے دیے اور انہی پر آپ خوش ہو گئے آپ کے وزیر صاحب نے بات کی یہ وہی یعنی اس میں تو آپ کو نا دہ ہونا چاہیے آپ کو استغفاری دینا چاہیے۔

جناب اپنیکر: what is the question۔

**عبدالرحیم خان مندوخیل:** میں یہی کہتا ہوں جناب اپیکر کیا یہ میں اس طرح اس کو رکھوں گا یہ جو دو کپنیاں ہیں اور انہوں نے غصہ کئے ہیں۔

**جناب اپیکر:** کیا پتہ ہے جی۔

**عبدالرحیم خان مندوخیل:** پڑھیں تو ثابت ہو گیا جناب والا سب کچھ ثابت تھا مددالت نے اس پر فیصلے کیے۔

**میر عبدالغفور کلمتی:** نے سروہ جواب سے۔

**جناب اپیکر:** نہیں دو کپنیوں کے نام آپ نے لیے ہیں۔

**عبدالرحیم خان مندوخیل:** ہائی کورٹ نے اس دن محکمہ cancel کیا ہے جناب والا۔

**میر عبدالغفور کلمتی:** وہ بول رہا ہے سرنیس کو رہا ہے جواب سے میں نے تو وہوں کے نام نہیں لیے اختر مینگل نے لیا ہے اس سے سوال کریں واقعی وہی کمپنی ہے میں نے کہا یہ ان کے نام میں نے تو یہاں فریڈر ز کہا ہے اور ایم ایس زیبر اخڑ پر ایئر میں تو یہ نہیں جانتا کہ ماں کون ہے اختر صاحب بتا رہا ہے ان کے ماں فلاں اب تو وہ ان سے سوال کریں سر۔

**سردار اختر جان مینگل:** جناب اپیکر جس طرح محمد علی رند کے سوالات کے جواب غفور دے رہے ہیں اسی طرح یو ایس فریڈر ز کے پیچھے ستار لاسی ہے اسی طرح زیبر کے پیچھے وہ ہے دوسرا ایم ایس پلمنٹری ہے جناب اپیکر۔

**جناب اپیکر:** جی please supplementary

**سردار اختر جان مینگل:** وہ خود کہہ رہے ہیں جناب اپیکر ابھی تک کوئی نینڈ نہیں آئی ہائی کورٹ نے جس مسئلے کا نوٹس لیا ہے وزیر موصوف اس کی وضاحت کر لیجئے کہ وہ کوئی نہایا مسئلہ ہے کہ 75 کروڑ کا محکمہ ہائی کورٹ میں جو مسئلہ آیا ہے جن دو تین محکیداروں نے جس کے خلاف پیشہ دادل کیے ہے وہ کوئی مسئلہ ہے۔

**میر عبدالغفور کلمتی (وزیر):** جناب میں نے یہ کہا ہے کہ دو درخواستیں آئی ہیں ان پر

خورہور ہا ہے۔ پتہ نہیں کسی نے اسی ۹ تاریخ جیسا کہ اختر صاحب ابھی کہہ رہے ہے یہ شریز خان اور سردار اختر لای۔ ان وکس نے بتا دیا۔

**جناب اپنیکر:** ہائی کورٹ نے کیسے نوٹس لیا اور وہ کون لوگ ہیں۔

**عبد الغفور کلمتی (وزیر خوراک):** جناب جس طرح اختر صاحب کو کسی نے بتا دیا اسی طرح کسی اور نے صحیک دار کو بتایا۔

**جناب اپنیکر:** ہائی کورٹ نے جس کا نوٹس لیا وہ کون ہیں۔

**عبد الغفور کلمتی (وزیر):** صحیک دار نے سن کہ دوسری پارٹی کو صحیک دیا گیا اس نے کورٹ میں کیس کر دیا حالانکہ ہم نے ابھی تک صحیک نہیں دیا اور درخواستوں پر خورہور ہا ہے۔ یہی بات ہے جناب

**جناب اپنیکر:** صحیک ہے آپ کو نوٹس نہیں آیا۔

**عبد الغفور کلمتی (وزیر):** نہیں۔

**سردار محمد اختر مینگل:** جناب اپنیکر۔ آپ کے سیکریٹری کو کورٹ میں بدلایا گیا کہتے ہیں کہ نوٹس نہیں آیا۔ یہ غلط بیانی ہے اس بیلی کے اندر ہائی کورٹ میں پہنچن دا خل کی ہے۔

**میر عبد الغفور کلمتی (وزیر):** جناب ان کو بدلایا گیا اور انہوں نے وہاں جا کر وضاحت کر دیا۔

**سردار محمد اختر مینگل:** جناب ابھی تک تو وہ سیکریٹری وزیر ہیں ان کو نوٹس کیا آئیں گے وزیر تو دوسرے ہیں وہ تو صرف جوابات کے لئے بیٹھنے ہیں سیکریٹری کو ہائیکوٹ میں بدلایا گیا۔

**میر عبد الغفور کلمتی (وزیر):** جناب ان کے درخواست تھی اس لئے مختار خوراک کے سیکریٹری کو بدلایا۔ ابھی تک نوٹس نہیں آیا۔

**عبد الرحیم خان مندوشیل:** جناب سیکریٹری کو بدلایا اس کا مقصد ہے حکومت کو بدلایا ہے۔ اس میں اتنی غلط بیانی وزیر صاحب اتنے بڑے غلط کام کر رہے ہیں اور پھر وہ ہائی کورٹ میں چلیج ہوتے ہیں اور ہائی کورٹ ان وہ تہذیف کر لیتے ہیں۔ اور وزیر صاحب پھر بھی یہاں کھڑے ہوئے وضاحت

کر رہے ہیں۔

**میر عبدالغفور کلمتی (وزیر) :** ان کو وضاحت کے لئے بلایا۔ لیکن اس سوال پر پانچواں  
خمنی سوال ہے۔

**عبد الرحیم خان مندو خیل :** وضاحت کے لئے ان کو بلایا گیا ہے اسی لئے بلایا گیا ہے کہ ان  
پر اڑام ہے۔ اس کو نوٹس مل رہا ہے۔

**جناب اپنیکر: تھیک ہے ہو گیا ہے اگلا سوال۔**

**X ۳۶۱ مسٹر عبدالرحیم خان مندو خیل:**

کیا وزیر سماجی بہبود از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:

(الف) ماں سال ۹۸-۹۷ء کے سالانہ ترقیاتی وغیرہ ترقیاتی بجٹ سے مکمل ہاتھ بہبود اور اس  
سے ملک مکملوں / اداروں میں جاری نئے اور مرمت و دیگر ایکیوں پراجیکٹ کی ضلع و تفصیل کیا ہے  
؟ نیز ہر ایکیم / پراجیکٹ کے لئے علیحدہ علیحدہ ترقیاتی وغیرہ ترقیاتی فنڈ کی ایکیم / پراجیکٹ و تفصیل کیا  
ہے؟

(ب) کم جولائی ۲۰۰۹ء میں ۱۹۹۸ کے دوران مذکورہ ہر ایکیم / پراجیکٹ کے کام کا مکمل کردہ  
فیصل حصہ، تحریکیار (اگر ہو) اور اس کام پر اب تک ادا شدہ رقم بشرط تخفواں میں وغیرہ کی تفصیل کیا ہے  
؟ نیز مذکورہ مدت کے دوران جس کام / ایکیم اور پراجیکٹ وغیرہ کا حصہ مکمل نہیں ہوا ہے اسکی  
وجہات کیا ہیں؟

**وزیر سماجی بہبود:**

ماں ماں ۹۸-۹۷ء میں مندرجہ ذیل ایکیوں کے لئے سالانہ ترقیاتی پروگرام منظور کیے

گئے۔ اے خصوصی تعلیم مکمل سماجی بہبود بروری روڈ کوئے کے ملازم میں کے لئے رہائشی مکانات کی  
تعمیر۔۔۔۔۔ مبلغ = ۱۰،۰۰،۰۰۰ روپے منظور کئے گئے مگر فنڈ ز سال ۱۹۹۷ء، ۹۸ء میں جاری نہیں

۲) کمپلکس برائے خصوصی تعلیم بروری روڈ کونک میں مزید کھولیات کے فراہم کرنے کے لئے مبلغ /۱۵۰۰،۰۰۰ روپے کے گے غرفتہ زیال ۹۸، ۹۹، ۱۹۹۵ء سے جاری نہیں ہوئے۔

۳) محنت کش اطفال کو ابتدائی تعلیم سے آرائتے کرنے اور تعلیم کی جانب راغب کرنے کے لئے کوئینہ سہرا اور گرد و نواح میں قائم ۳۰ مراکز میں تعلیمی سرگرمیاں جاری ہیں۔

(ب) جز (الف) میں مذکورہ بالا ایکیم نمبر ۱ اور نمبر ۲ کے لئے فنڈ نہیں ملے اس لئے ان ایکیموں پر کام شروع نہیں ہوئے۔ جبکہ مذکورہ بالا تعلیمی پراجیکٹ برائے محنت کش اطفال مقررہ مدت کے اندر مکمل ہو گیا ہے اس پراجیکٹ پر ادا شدہ رقم بیشمول تخفیف میں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تفصیل	کل ادا شدہ رقم
-------	----------------

۱) اعزازی (تخفیف میں) برائے اسامنہ بحساب	/ ۲۸۸،۰۰۰ روپے۔
فی کس (برائے تین سال)	

۲) تدریسی سامان (خریداری) (برائے تین سال)	/ ۲۰،۰۰۰ روپے
---	---------------

۳) سینئری (برائے تین سال)	/ ۲۷،۰۰۰ "
---------------------------	------------

۴) اعزازی یہ برائے کوآرڈینیٹر (برائے تین سال)	/ ۳۶،۰۰۰ "
بحساب - / ۳۰۰۰	ماہان۔

۵) اخراجات برائے ترغیبات (برائے تین سال)	/ ۵۰،۰۰۰ روپے
--	---------------

۶) اخراجات تربیتی کورس برائے اسامنہ (برائے تین سال)	/ ۱،۰۰۰،۰۰۰ "
---	---------------

۷) اعزازی (تخفیف) برائے پرو ایکس (برائے تین سال)	/ ۲۳،۰۰۰ "
بحساب - / ۲۰۰۰	ماہان۔

۸) اخراجات برائے طبی علاج و معالجہ برائے	/ ۲۰،۰۰۰ "
--	------------

جناب اپیکر: سوال نمبر ۳۶۱ کوئی ضمی سوال ہے تو دریافت فرمائیں۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

**عبدالرحیم خان مندوخیل:** جناب اس پر میراضمی سوال ہے کہ انہوں نے نمبر ۳ جواب دیا ہے۔ کہ ۹۵-۹۶ء سے جاری شدہ پروجیکٹ کے لئے مبلغ گیارہ لاکھ روپے دیے گئے ہیں۔ اس رقم سے کوئی شہر اور گرد و نواحی میں قائم تیس مرکز میں تعلیمی مرکزیاں جاری ہیں۔ میں ان سے یہ پوچھوں گا کہ جن بچوں کو آپ نے تربیت دی ہے ان کا آپ تفصیل ہاؤس میں دے سکتے ہیں۔ محنت کش بچوں کے لئے جو یہ پروجیکٹ تھا جس پر آپ نے پہ کام کیا ہے اس کا ریکارڈ آپ ہاؤس میں دے سکتے ہیں۔

**مولانا فیض اللہ اخوندزادہ (وزیر سماجی بہبود):** یہ محنت کش بچوں کے لئے تقریباً تیس سینٹر کھلے ہوئے ہیں۔ سب کا نام سٹ میں درج ہے آپ دیکھ سکتے ہیں۔ ہر سینٹر میں سولہ تا نیص پچ سڑھر ہے ہیں۔ اس کے متعلق ہمیں خاص زیادہ معلوم نہیں ہے لیکن تیس سینٹر تو کھلا ہوا ہے۔ کوئی میں ہے۔

**عبدالرحیم خان مندوخیل:** ان تیس سینٹر میں تفصیل اور اس کا مکمل ریکارڈ چاہتے ہیں۔

**فیض اللہ اخوندزادہ:** اس اجلاس میں دے دیں گے۔

**جناب اپیکر:** آپ بولیں اس اجلاس میں دے دیں گے۔

**پرنس موسیٰ جان:** جناب جس طرح میر محمد علی کے جواب دے رہے ہیں تو مولانا صاحب کے اور کوئی جواب دے دے تو بہتر ہو گا۔

**جناب اپیکر:** یہ کوئی سوال نہیں ہے۔ تشریف رکھیں۔ کوئی اور سوال۔

**X ۳۹۲ مسٹر عبدالرحیم خان مندوخیل:**

کیا وزیر سماجی بہبود از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:

(الف) محمد سائبن بہبود اور اس سے ملک حکومی اداروں کے پاس اس وقت صحیح اور خراب حالت میں کل کس قدر گریٹر بلڈوزر اگ مشین موجود ہیں؟ نیز خراب مشینوں کی تعداد، مدت خرابی صحیح اور خراب مشینوں کی جائے ایتادگی اور چارج۔

(ب) کیم جولائی ۷۶ء تا ۳۱ دسمبر ۱۹۹۸ء کے دوران مذکورہ ہر ایکیم / پراجیکٹ کے کام کا مکمل کردہ فیصلہ حصہ، تھیکیدار (اگر ہو) اور اس کام پر اب تک ادا شدہ رقم شامل تجویزات وغیرہ کی تفصیل کیا ہے؟ نیز مذکورہ مدت کے دوران جس کام / ایکیم اور پراجیکٹ وغیرہ کا جس قدر حصہ مکمل نہیں ہوا ہے اس کی وجہات کیا ہیں؟ وزیر سماجی بہبود:

مالی سال ۹۸-۹۷ء میں مندرجہ ذیل ایکیموں کے لئے سالانہ ترقیاتی پروگرام منظور کئے گئے۔

۱۔ کمپلیکس برائے خصوصی تعلیم مکالمہ سماجی بہبود بروری روڈ کونڈ کے ملاز میں کے لئے رہائشی مکانات کی تعمیر کے لئے مبلغ = 10,00,000 روپے منظور کئے گئے گرفندہ ز سال ۹۸-۹۷ء میں جاری نہیں ہوئے۔

۲۔ کمپلیکس برائے خصوصی تعلیم بروری روڈ کونڈ میں مزید کھولیات کے فراہم کرنے کے لئے مبلغ = 1500,000 روپے منظور کئے گئے گرفندہ ز سال ۹۸-۹۷ء میں جاری نہیں ہوئے۔

۳۔ محنت کش اطفال کو ابتدائی تعلیم سے آ راستہ کرنے اور تعلیم کی جانب راغب کرنے۔

۴۔ اسٹیشنری (برائے تین سال) = ۲۷,۰۰۰ روپے

۵۔ اعزازی برائے کوآرڈینیٹر (برائے تین سال) = ۳۶,۰۰۰ "

حساب = ۳۰۰۰ مہینہ

۶۔ اخراجات برائے ترمیمات (برائے تین سال) = ۵۰,۰۰۰ "

۷۔ اخراجات ترمیتی کورس برائے اساتذہ (برائے تین سال) = ۱,۰۰,۰۰۰ "

۹۔ اعزازیہ (تکوازیں) برائے پسروائزر (برائے تین سال) = ۲۳،۰۰۰/-

حساب = ۲۰۰۰/- ماہانہ

۱۰۔ اخراجات برائے طبی علاج و معالجہ برائے = ۳۰،۰۰۰/- روپے

زیر تعلیم محنت کش اطفال (برائے تین سال)

جناب اپنیکر: سوال نمبر ۳۹۲ کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے کوئی اور سخنی سوال ہے تو دیریافت فرمائیں سردار عبدالرحمن حکتران: جناب اسی سوال کے توسط سے میں عبدالرحیم خان مندوخیل سے گزارش کر دیں گا کہ ہر اجلاس میں عبدالرحیم خان مندوخیل کے سوال۔ بلڈوزر گریڈر اور مختلف نوع کے سوال ہوتے ہیں تو مہربانی کریں ابھی تو رگ بلڈوزر گریڈر سے حکموں کی جان چھوڑیں۔ اگر بلڈوزر اور گریڈر اتنے بلوچستان کوں جاتے تو بلوچستان بن جاتا۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا میں بالخصوص صنعت کے مکنے سے پوچھوں گا کہ انہوں نے کتنا کام کیا اور وہ کام بھی کرتے ہیں میں نے آپ وزیر صاحبان سے پوچھتا ہے کہ اب کوئی کام کرتے ہیں یا نہیں اور آپ کیے جو فریکٹر اور دوسری چیزوں کو پرائیوریٹ لوگوں کو دیتے ہیں یا آپ نے خود کام کیا ہے۔ یہ آپ کو جواب دینا ہو گا۔

جناب اپنیکر: اگلا سوال۔

۱۱۔ سردار سترا م سنگھ: کیا وزیر سماجی بہبود اور راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ، سال ۱۹۹۷-۹۸ کے بحث میں محلہ ہذا کے لئے کل کس قدر رقم مختص کی گئی تھی نیز اس رقم کی مصرف کے لئے متین ترجیحات کی تفصیل بھی دی جائے؟ وزیر سماجی بہبود:

(الف) سال ۱۹۹۸ء۔ ۱۹۹۹ء کے غیر ترقیاتی بحث میں محلہ ہذا اور مسلک دفاتر کو کل مبلغ ۵۶۰۔۵۰۔۷۰ (سات کروڑ ۵ لاکھ باسٹہ ہزار چھ سو بیانوے صاف) ای گئی تھی جسکی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

۱) سیکرٹریت سماجی بہبود	روپے ۳،۷۸۳،۲۲۳/-
۲) نظامت سماجی بہبود۔	" ۶،۹۲۲،۸۰۵/-
۳) نظامت سماجی بہبود برائے ناخواندگی تعلیم	" ۶۶۷،۲۱۳/-
۴) ایڈمنیسٹریو خصوصی تعلیم سماجی بہبود۔	" ۲،۹۰۳،۳۶۶/-
۵) او۔ پی پی سیٹرز سماجی بہبود۔	" ۳،۷۲۲،۳۹۰/-
۶) میجر و میفیسٹر ہوم گدا اگری سماجی بہبود	" ۱،۱۷۱،۳۶۵/-
۷) سوچل سرومن، میدیہ یکل سنترز سماجی بہبود۔	" ۶،۱۰۱،۵۰۲/-
۸) کینونی سنترز سماجی بہبود	" ۳۲،۳۵۳،۳۰۸/-
۹) صوبائی زکوٰۃ انتظامیہ (سیکرٹریت)	" ۱،۷۰۱،۱۱۹/-
۱۰) ضلع زکوٰۃ کمیشیاں ہانے بلوچستان	" ۸،۷۳۰،۹۰۰/-
۱۱) تفصیل زکوٰۃ کمیشیاں ہانے بلوچستان	" ۲،۳۵۲۹۰۰/-

(ب) ۱۹۹۷ء، ۹۸ کے ترقیات بجٹ میں مبلغ ۸۲۳،۰۰۰/- روپے کوئی و گردناح کے تینیں مراکز برائے محنت کش اطفال دیے گئے۔ یہ قم محنت کش بچوں کی تعلیم و تربیت اور علاج معالجہ پر خرچ کر دیے گئے ہیں۔

جناب اپنیکر: اور سوال نمبر ۲۳ سردارسترام سنگھ صاحب کا ہے جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے کوئی ضمنی سوال ہے تو دریافت فرمائیں۔

سردارسترام سنگھ: جناب میرا ایک تو یہ ضمنی سوال ہے کہ اوپر وزیر صاحب نے ڈیٹائل دی ہے کہ سات کروڑ پانچ لاکھ روپے پیچے جو تفصیل دی ہے وہ تو دس بارہ کروڑ سے زیادہ ہے۔ یہ جو تقریباً چھ کروڑ ہیں وہ تو صرف نظامت سماجی بہبود نے خرچ کئے ہیں۔ کس کو یہ تفصیل کیسے دی ہے اوپر تباہیاً ہے بجٹ سے جو رقم سات کروڑ پانچ لاکھ ملکی تھی اس کی تفصیل۔

مولانا فیض اللہ اخوندزادہ: یہ سب تقسیم موجود ہے آپ دیکھیں۔ سات کروڑ کی دی گئی ہے

سردار سترام سنگھ: جناب یہ تفصیل دی ہے بحث سے زیادہ ہے۔ یہ تو چکر کروڑ بیانوں سے لاکھ انھیں روپے سیریل نمبر دو پر ہیں۔ انہوں نے نظمت سماجی بہبود سے خرچ کئے ہیں جناب اپنیکر۔ وہ فرماتے ہیں یہ تفصیل اور آپ کے دینے گئے فکر ہیں ملتے ہیں اعداد و شمار نہیں ملتے ہیں۔  
مولانا فیض اللہ اخوندزادہ: تفصیل موجود ہے۔

جناب اپنیکر: یہ تو زیادہ ہے پہلے چار لاکھ ہے پھر چھ لاکھ ہے یہ کیسے بن سکتا ہے۔  
مولانا فیض اللہ اخوندزادہ: اگر وہ مزید تفصیل چاہتے ہیں وہ ہمارے دفتر آجائیں تو پھر انکو تفصیل دے دیں گے۔

جناب اپنیکر: آپ سوال کا جواب الف سے پڑھیں۔  
مولانا فیض اللہ اخوندزادہ: تفصیل تو دی ہے اگر مزید تفصیل چاہتے ہیں تو بعد میں دے دیں گے۔

جناب اپنیکر: جواب سمجھ میں نہیں آیا۔ سوال کا جواب آپ نے لکھا ہے اور اس کی تفصیل کی رقوم آپ کے اس جملے سے زیادہ بخی ہیں۔ یہ کیوں ہے فرق کیوں ہے مس پرنسٹ ہے۔  
مولانا فیض اللہ اخوندزادہ: اگر فرق ہے تو نکالیں گے تفصیل بتا دیں گے۔ آئندہ اجلاس میں بتائیں گے۔

جناب اپنیکر: اس کے متعلق جیسا ہر میں جانا وہ سب سمجھا دیں گے۔  
سردار سترام سنگھ: جناب میرا ایک اور ضمنی سوال ہے یہ سیریل نمبر چار پر ہے خصوصی تعلیم۔ تو یہ خصوصی تعلیم کیا ہے۔

جناب اپنیکر: یہ پوچھ رہے ہیں کہ خصوصی تعلیم کیا ہوتی ہے۔  
مولانا فیض اللہ اخوندزادہ: گونئے بھرے پھول معدود افراد کے لئے تعلیم ہوتی ہے۔  
سردار سترام سنگھ: جناب اپنیکر یہ رقم جو گونئے اور بہر دل پر خرچ کی گئی ہے تو یہ کہاں پر کی گئی ہے  
جناب اپنیکر: انہی پر خرچ کی گئی ہے۔

سردار ستر ام سنگھ: کونہ میں خرچ کی گئی ہے کہیں اور کی گئی ہے بلوچستان میں اس کی یہ ترجیحات ہیں تفصیل دیں گے۔

جناب اپیکر: گوئے اور بہروں کے متعلق مزید تفصیل بعد میں بتادیں گے۔

سردار محمد اختر مینگل: جناب اپیکر جیسا کہ یہ ریل نمبر ۸ میں ہے خصوصی تعلیم تو کی وزیر موصوف یہ بتانا پسند کریں گے کہ اس خصوصی تعلیم کے ذریعے انہیں بہرے گونوں کو سالانہ کتنے بچوں کو تعلیم دی جاتی ہے۔

مولانا فیض اللہ اخوندزادہ: تقریباً تین سو افراد زیر تعلیم ہیں۔

جناب اپیکر: بعد میں بھی بتادیں گے۔

پنس موی جان: جناب یہ فیجرو ملٹری سماجی بہبود گداگری پر گیارہ لاکھ روپے خرچ ہوئے کیا وہ بتائیں گے یہ کس مد میں خرچ ہوئے ہیں گداگروں کو دیتے ہیں کس کو دیتے ہیں۔

جناب اپیکر: اس کا تو جواب دیا ہے اور اس کا جواب ہے جی سردار صاحب۔

سردار ستر ام سنگھ: جناب میرا ایک شخصی سوال ہے۔ یہ ریل نمبر ۸ پر ہے تین کروڑ تیس لاکھ چون ہزار روپے کیونکی سفر پر خرچ کئے۔ تو یہ کیونکی سفر کہاں بنے ہیں۔

جناب اپیکر: کہتے ہیں سلسلہ نمبر ۸ پر لکھا ہوا ہے کیونکی سفر سماجی بہبود۔ یہ کہاں کہاں بنائے ہیں

مولانا فیض اللہ اخوندزادہ: یہ سفر تمام بلوچستان میں کھلے ہوئے ہیں۔

جناب اپیکر: نجیک ہے کوئی اور سوال نہیں۔ اچھا آخری سوال۔

ڈاکٹر تارا چندر: جناب ان کیونکی سفر کا کیا مقصد ہے اور اس معاشرے میں اس کا کیا رول ہے انہیں کیا مقصد ہے

جناب اپیکر: مقصد بتائیں۔

مولانا فیض اللہ اخوندزادہ (وزیر): اس کا مقصد اور کام یہ ہے کہ جو سماجی تنظیموں کی نگرانی، کام کے لئے افسروں کو تعینات کیا گیا ہے اور کام ہو رہا ہے سماجی بہبود وہ کیونکی سفر کی نگرانی

کرنی ہے۔

جناب اپنیکر: اگلا سوال۔

## X ۵۰۵ سردار غلام مصطفیٰ خان ترین:

کیا وزیر ملazم مٹھاء و امور انتظامیہ از راہ۔ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری ملazمین کی رہائش کے لئے حکومت نے متعدد کالوینیاں تعمیر کی ہوئی ہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو ان کا لوینیوں میں سرکاری مکانات کی کل تعداد کس قدر ہے۔ اور یہ مکانات کن کن آفیسر ان اور ملazمین کو والات کر دے گئے ہیں۔

(ب) کیا کوئی سے باہر نہ انسفر کردہ آفیسروں سے مکان خالی کروایا جاتا ہے۔ اگر جواب نعمی میں ہے۔ تو کیا ان آفیسروں سے ہاؤس رینٹ وصول کیا جاتا ہے۔ نیز کوئی سے باہر نہ انسفر شدہ کون کو نے آفیسر اب تک اپنے سرکاری مکانات پر قابض ہیں۔ کیا حکومت ان آفیسر ان سے یہ مکانات خالی کروانے یا ان سے ہاؤس رینٹ وصول کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ تفصیل دی جائے۔

وزیر ملazم مٹھاء و امور انتظامیہ:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ حکومت بلوچستان نے متعدد کالوینیاں سرکاری ملazمین کی رہائش کیے تعمیر کی ہوئی ہیں جن میں سرکاری مکانات کی کل تعداد نو سو سچپن (۹۵۵) ہے۔ جو کہ ملazم بائی عوامی نظم و نسق اور دیگر صوبائی محکموں کے ماتحت کام کرنے والے اگریہ اتنا ملazمین ملazمین کے گئے ہیں تفصیل کی فہرست ضمیم ہے لہذا اسکی لاجبری یہی ملائختہ فرمائیں۔

(ب) جی ہاں! جن ملazمین کا کوئی سے باہر تباہہ ہو جاتا ہے ان سے صابطے کے مطابق مقرر شدہ حدت کے اندر مکانات خالی کروائے جاتے ہیں۔ اور وہ ملazمین جو کہ تباہہ کے بعد بھی مکانات پر قابض ہوتے ہیں ان کے خلاف محکمانہ چارہ جوئی عمل میں لاکی جاتی ہے اور عدالت میں ایسے چند ملazمین کے مقدمات بھی زیر غور ہیں۔ جن ملazمین کا کوئی سے باہر نہ انسفر ہو چکا ہے اور اب بھی مکانات پر قابض ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) محمد جعفر۔ ذی المیں پی۔ مکان نمبر ۳۰۔ پر ابھی تک قابض ہے انکے خلاف کارروائی شروع ہے۔

(۲) عبدالواحد پرمند نٹ مکان نمبر ۲۵ جو نیز استھن کا لوئی پر قابض ہے اور کارروائی عدالت میں زیر غور ہے۔

(۳) محمد الدین فٹک مکان نمبر ۲۵ جو نیز استھن کا لوئی پر قابض ہے ان کے خلاف کارروائی شروع کی گئی ہے۔

(۴) شریا یا سین مکان نمبر ایف۔ ۲۳ وحدت کا لوئی پر قابض ہے اور کارروائی عدالت میں زیر غور ہے۔

**جناب اپنیکر:** سوال نمبر ۵۰ کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے اس پر کوئی ضمنی سوال ہے تو دریافت فرمائیں۔

**سردار غلام مصطفیٰ خان ترین:** جناب کیا وزیر صاحب یہ بتائیں گے کہ انہوں نے جو اس دیا ہے انہوں نے اس میں صرف تین چار آدمیوں کا نام دیا ہے کیا یہ بتائیں گے کہ یہ چھ بھیں جو ہیں ذی المیں پی کا مقام ہے اور بہت سے لوگوں کو الٹ ہو چکے ہیں۔ وہ خالی نہیں کراز ہے ہیں تو یہ کب تک ان سے خالی کروائیں گے۔

**صالح محمد بھوتانی (وزیر):** جناب بہت سے مکان ہیں جو ابھی تک خالی نہیں ہو رہے ہیں اس کو نے ذی المیں کو لکھا ہوا ہے اور کارروائی کر رہے ہیں اونچاری پوری کوشش ہے کہ جتنا جلد ممکن ہو سکے ان کو خالی کرایا جائے۔

**سردار غلام مصطفیٰ خان ترین:** جناب کیا وزیر صاحب بتائیں گے کہ ان کا ہاؤس رینٹ جو ہے وہ سو فیصد ملازیں سے وصول ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا ہے۔

**صالح محمد بھوتانی (وزیر):** ہاؤس رینٹ تو سو فیصد وصول ہو رہا ہے ایسی کوئی شکایت نہیں ہے اگر معزز مبہر کے پاس کوئی ثبوت ہے تو پیش کریں۔

**سردار غلام مصطفیٰ خان ترین:** جناب والاسب سے پہلے تو میں یہ ثبوت ڈی ائی سی پی صاحب کا پیش کر سکتا ہوں کہ وہ اس وقت اوہ نہیں ہے اور وہ باہر ہے کیا آپ اس سے سو فیصد ہاوں رینٹ وصول کر رہے ہیں۔ میرے علم میں ہے کہ ان سے وصول نہیں ہو رہا ہے۔

**میر صالح محمد بھوتانی (وزیر):** نہیں جی ان نے کرایہ وصول ہوتا ہے وہ حکومت کے ملازم میں ہیں۔ ان کی تجویز سے کئے گا۔

**جناب اسپیکر:** ان کے خلاف کارروائی ہو رہی ہے جو بھی کارروائی ہے ہو جائے گی۔ اگلا سوال۔

### X ۵۱۲ سردار اختر جان مینگل:

کیا وزیر ملازم متمہءہ و امور انتظامیہ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ ۲۹ جولائی ۱۹۹۸ء سے تا حال حکمہ میں گریداً تا گریداً ۲۰ کے کل سکقد رآفیسر ان راہبکار ان کا تباہ لہ ہوا ہے اور انہیں ڈی اے ڈی کی مدین کل سکقد رقم ادا کی گئی ہے۔ تفصیل دی جائے۔

**وزیر ملازم متمہءہ و امور انتظامیہ:** سوال ہذا کے متعلق تفصیلات کا تعلق محکمہ ہذا کے ماتحت شعبدہ جات سے ہے اور ان تفصیلات کی حصول تدوین اور ترتیب ڈی کے لئے وقت درکار ہے۔ لہذا مکمل جواب آئندہ اجلاس میں دیا جائے گا۔

**جناب اسپیکر:** ۱۴۵ کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ کوئی ضمنی سوال ہے تو دریافت فرمائیں۔

**میر صالح محمد بھوتانی (وزیر):** جناب یہ سوال بہت سارے ملازم میں کے متعلق ہے اس کا جواب اور تفصیل ہم اس وقت نہیں دے سکے بہت لمبا چوڑا ہے مختلف شعبدہ جات سے سوال ہے لیکن ہمارے ائمہ ائمہ جی اے ڈی سے تعلق رکھتے ہیں ان میں ہم نے بھتر ہزار ایک سو اتنیس (۲۱۲۹) کوئی اے ڈی اے دیا ہوا ہے۔ باقی ملازم میں جو ہیں مختلف محکمہ جات کے ہیں جہاں پر وہ جاتا ہے اس کو وہاں سے ائمہ اے ڈی اے ملتا ہے اس لئے ہم نے کہا پورا جو ہے بہت سارے ڈی پارٹمنٹ ہیں اس کے لئے ایس نامہ پختے تو میں آپ کے توسط سے عرض کروں گا کہ وہ ہمیں ناممکن ہیں۔

**جناب اسپیکر:** وقت دے دیں اگلے اجلاس میں پیش کر دیں گے۔

**سردار محمد اختر مینگل:** اگرے اجلاس میں ہم دوسرے ڈیپارٹمنٹ کے متعلق تفصیل آئندہ کے اجلاس میں انتظار کریں گے۔ جس طرح انہوں نے کہا ہے کہ ۲۷ ہزار کے قریب اُنی اے ڈی اے ڈی گی ہے، کتنے ملازمین ہیں جو جواہی ۷۹ء سے اب تک زرناسفر کے گئے ہیں۔

**صالح محمد بھوتانی (وزیر):** ۲۰۵ ملازمین ہیں جن کو زرناسفر کیا گیا ہے اپنی معلومات کے مطابق ہے۔

**سردار محمد اختر مینگل:** جناب یہ صرف ڈیہیوں میں زرناسفر ہوئے ہیں تو خدا حافظ۔

**جناب اسپیکر:** اگلا سوال۔

### X ۳۹۹ سردار سترا مسکن ڈیوبکی:

کیا وزیر پر انحری ایجوکیشن از راؤ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ دو تین سالوں سے ایک جامع پروگرام کے تحت صوبہ کے تمام پر انحری، مڈل اور ہائی اسکولوں کو تدریسی اشناf جامع نئے فرنچیز کی فراہمی ڈاکٹریٹ آف پر انحری ایجوکیشن بلوچستان کے توسط سے عمل میں لائی جا رہی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پروگرام کے تحت صوبہ کے دور راز علاقوں میں واقع اسکولوں کے نئے فرنچیز کی فراہمی کا تمیک مقامی آفسر (P.E.D) جعفر خان کی ملی بھگت سے قواعد و ضوابط کو نظر انداز کرتے ہوئے ضلعی سطح کے بجائے صرف کونڈ کے چند من پسند فرموموں کو دیا جاتا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ فرنچیز غیر معیاری اور اس میں استعمال ہونے والا میٹریل ناچس ہونے کی بناء پر صوبہ کے دور راز علاقوں میں واقع چند مخصوص اسکولوں کو فراہمی کے دوران خوش بچھوت جاتا ہے۔ جبکہ سپلائی پر حکومت کو کرایہ کی مدد میں بھاری اضافی اخراجات بھی برداشت کرنے پڑتے ہیں۔

(د) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اسکی وجہات کیا ہیں۔ نیز سال ۱۹۹۶-۹۷ اور ۱۹۹۷-۹۸ء کے دوران فرنچیز کی فراہمی کی مدد میں سال وار کل سخت مردم مختص کی گئی تھی۔ اب تک خرچ

شده رقمی تفصیل کیا ہے۔ نیز مبینا کردہ فرنچیز کی تفصیل اور صوبہ میں جن اسکولوں کو فراہم کی گئی ہے۔ ان کے نام، صوبہ کے تمام اسکولوں کی فہرست اور ان اسکولوں کو فراہم کردہ مختلف قسم کے فرنچیز کا ریٹ بیع متعلقہ فرم کے مکمل تفصیل دی جائے نیز صوبہ کے پہمانہ علاقوں میں واقع اکثر اسکولوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ضروری فرنچیز فراہم نہ کرنے کی وجہات بھی بتائی جائیں۔؟

وزیر پرائمری ایجوکیشن:

(الف) یہ درست ہے کہ عالمی بینک کے تعاون سے جاری پرائمری پروجیکٹ کے تحت صوبے کے تمام مدارس کے پرائمری حصہ کے لئے تدریسی سامان اور فرنچیز مہیا کرنے کے پروگرام باقاعدہ عملدرآمد ہو رہا ہے پرائمری طلباء طالبات کو تعلیمی سہولیات مہیا کی جا رہی ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے بلکہ اس کے لئے سامان عالمی بینک کے باضابطہ پروجیکٹ کے تحت سپالی کیا جاتا ہے۔ کوئی مقامی آفسر کسی سے ملی بھگت نہیں کرتا بلکہ فرموں کا انتخاب انکی قابلیت معیار اور مناسب رہیں کی بنیاد پر عالمی بینک کی باضابطہ منظوری کے بعد کیا جاتا ہے۔

(ج) مدارس بلوچستان کے دور راز علاقوں میں واقع ہیں اگر سامان کی نوٹ پچھوت ہوتی ہے تو متعلقہ فرم اسے دوبارہ تھیک کرنے کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ سامان کی کوئی کو باضابطہ چیک کیا جاتا ہے۔ حکومت کو کرایہ نہیں ادا کرنا پڑتا ہے بلکہ سامان کے رہیں میں کرایہ شامل ہوتا ہے۔

(د) سنال ۱۹۹۶ء اور ۱۹۸۷ء کے دوران فرنچیز کی فراہمی کے لئے جو رقم مختص کی گئی اور جہاں اس پروجیکٹ کی طرف سے عمارت تعمیر ہوتی ہیں وہاں فرنچیز اور دیگر متعلقہ سامان بھجوایا جاتا ہے۔ جوں جوں عمارتیں تعمیر ہوتی جاتی ہیں دیسے دیسے سامان سپالی کر دیا جاتا ہے۔ اس وقت صوبہ میں ۹۰۰۰ مدارس میں سے ۷۰٪ کی ضروریات پوری کی گئی ہیں اور ہر سال حسب ضرورت اور گنجائش سے اور اس امداد کو یہ سہولیات مہیا کی جاتی ہیں۔ ہر سال تقریباً سات کروڑ کا فرنچیز اور سامان نوشت و خواندن مدارس میں تقسیم کیا جاتا۔ جناب والاسوال کے آخری حصہ کا تعلق سکھل نوائی اور تقسیمات سے ہے۔ اس لئے ان معلومات کو مختلف سیکشنوں سے اکٹھا کر کے ترتیب دیا ہے جس میں وقت صرف

ہو کا۔ جو نئی مطلوبہ تفصیلات کامل درستیاب ہوئیں برائے ملاحظہ پیش خدمت کر دی جائیں۔

جناب اپیکر: آگے چلئے۔

جناب اپیکر: سوال نمبر ۲۹۹ کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے کوئی ضمی سوال ہے تو سردار صاحب دریافت فرمائیں۔

سردار سترام سنگھ: جناب اپیکر ایک تو میراثمنی سوال یہ ہے کہ صفحہ نمبر ۲۹ جزو (ب) پر ہے کہ جو سامان عالمی بینک یادگیر سے باضابطہ سپلائی کیا جاتا ہے تو اس کا پرویز ہجر کیا ہے۔

سردار عبد الرحمن کھٹران: اس کا پرویز ہجر یہ ہے کہ یہ ولد بینک کی فائزگ ہے اور اس کا باضابطہ ایک ریہاں نمائندہ ہے اور ان کی ایک کمیٹی ہے جو اس کو منظور کرتی ہے۔ اس کے بعد یہ فرنچر ہوتا ہے پی ڈی میں سپلائی ہوتا ہے اس کے باقاعدہ کنسلنٹ ہیں اور اس کی ایک باضابطہ کمیٹی ہے۔ اس کے ذریعے یہ کام ہوتے ہیں۔

سردار سترام سنگھ: کیا ان کے نینڈر کے جاتے ہیں اشتہار دئے جاتے ہیں۔

سردار عبد الرحمن کھٹران (وزیر): جناب بھی تو میں عرض کر رہا ہوں کہ باضابطہ ایک طریقہ کار ہوتا ہے۔ کمیٹی اس کو منظور کرتی ہے اور کچھ فرمیں ہیں۔ سپلائی کرتی ہیں ان کا جائزہ لیا جاتا ہے اس کے بعد جب وہ کمیٹی منظور کرتی ہے تو اس کے بعد باضابطہ نینڈر ہوتے ہیں۔ ان میں ایک مینے کا ٹائم دیا جاتا ہے اس ایک مینے میں اوپن نینڈر ہوتے ہیں کوئی بھی پارٹی حصے لے سکتی ہے۔

سردار سترام سنگھ: جتنے بھی نینڈر را خبار میں ہوئے ہیں اس کی کاپی اس باوس میں دین گے۔

سردار عبد الرحمن کھٹران: یہ میرے وقت میں تو نہیں ہوئے ورنہ میں نینڈر کی کاپی آپ کو ضرور دیتا۔ دفتر سے لے سکتے ہیں۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: ان کے جو نینڈر یادگیر کاغذات ہیں وہ آپ باوس میں پیش کریں۔

سردار عبد الرحمن کھٹران: جناب اگر آزِ جل ہاؤں کی خواہش ہے تو ہاؤں میں پیش کر دیں۔

سردار سترام سنگھ: جناب جو فرنچر جس اسکولوں کو دیا گیا ہے جو میں نے سوال پر پوچھا ہے۔ وہ اصل سوال بے اس کی کوئی تفصیل نہیں ہے کہ وہ کہاں کہاں دیا گیا ہے۔ اس پر کیا خرچ ہوا ہے کیا تفصیل ہے۔

سردار عبدالرحمان کھتران: جناب اپنے محکمہ پہلے ہمارے پاریمانی لینڈ ر صاحب کے پاس تھا یہ اس وقت کی بات ہے ہمارے زمانے میں ایک کرسی بھی سپلائی نہیں ہوئی ہے تو ہم یہ معلومات اکٹھی کر رہے ہیں۔ میں خود اس کی انکوارٹی کر رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں کہ اس فرنچر کا معیار کیا تھا اور کن اسکولوں کا سپلائی ہوا ہے میں نے تمام ذی اوز کو حکم دیا ہے کہ وہ مجھے تفصیل دیں کہ واقعی اسکولوں کو مہیا کیا گیا ہے۔

جناب اپنے سکریر: اگلا سوال

### X ۵۰۳ سردار مصطفیٰ خان ترین:

کیا وزیر پرائزمری / اسکینڈری ایجوکیشن از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جے وہی اور جے اسی تھجرازبی۔ اے، بی ایڈ، ایم اے کرنے کے باوجود ترقی نہیں پاتے صرف سلیکشن گریڈ دیا جاتا ہے اور بحیثیت جے۔ وہی اور جے۔ اسی ریاضاڑ ہوتے ہیں۔ جبکہ دیگر محمد جات کے ملازم میں جونیئر کلرک سے سکرٹری اور حوالدار سے اسیں پی کے عہدہ تک ترقی پاتے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ پالیسی ہے۔ وہی اور جے۔ اسی۔ اسی کے ساتھ زیادتی نہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جے۔ وہی اور جے۔ اسی۔ اسی کو ترقی نہ دینے کی پالیسی پر نظر ثانی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ نیز اگر جواب اسی میں ہے تو وہ بتلاتی جائے۔

وزیر پرائزمری / اسکینڈری ایجوکیشن:

یہ درست ہے کہ جے۔ وہی اور جے دا۔ اسی۔ اسی۔ بی ایڈ اور ایم۔ اے کرنے کے

با و جو دیراہ راست ترقی نہیں پاتے۔ بلکہ سروں روڑ کے مطابق انہیں سلیکشن گریڈ یا ایڈے، اس انگریزیت دیے جاتے ہیں۔ البتہ مکمل تعلیم کی ہر اسائی کے لئے حاضر سروں اساتذہ کو اشرون یو اور نیٹ میں شامل ہونا پڑتا ہے کیونکہ یہ آسامیاں بذریعہ ترقی پر نہیں کی جاتیں۔ بلکہ ان پر برداشت تعیناتی سروں روڑ کے تحت / مطابق عمل میں لائی جاتی ہیں۔ جہاں تک کلرکوں کی ترقی کا تعلق ہے تو وہ انکو انکے سروں روڑ کے مطابق دی جاتی ہے۔

(ب) بے۔ وی اور بے۔ ای۔ ای اساتذہ کے ساتھ نا انصافی نہیں ہے کیونکہ جب یہ بی ایڈے یا ایم۔ ایڈ کرتے ہیں۔ وہ ایس۔ ایس۔ ای کی بھرتی کے لئے اشرون یو اور نیٹ دیتے ہیں۔ اور کامیابی کی صورت میں برداشت بھرتی کے جاتے ہیں۔ اور بعد ازاں درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہوئے گریڈ ۲۰ تک (سرودیں روڑ کے مطابق) پہنچ جاتے ہیں۔

جناب اپیکیکر: سوال نمبر ۵ کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے کوئی ضمنی سوال ہے تو دریافت فرمائیں۔ عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا یہ بے۔ وی بھر اور بے۔ ای۔ ای بھر جو ہیں ان کو سلیکشن گریڈ دیا جاتا ہے بس باقی ان کا پرموشن اور ترقی نہیں وی جاتی۔ اب اس طرح یہ سوال ہے کہ آپ اس طریقے کو تبدیل کر سکتے ہیں آپ کو کتنا چاہئے جب وہ ایم۔ اے اور ایم۔ ایڈ کر لیتے ہیں جیسے کے وہرے ایس ایس ایس ایس ان کو ترقی دیں بجائے اس کے ان کو پرموشن کے اور قوانین بنائیں۔

سردار عبدالرحمن کھران: جناب جب بے۔ وی بھر بھرتی ہوتا ہے میرک ہوتا ہے پھر اب ضروری ہو گیا ہے کہ اس کو پی ایسی کی سند لینی پڑتی ہے۔ تو اس سلسلے میں یہ مری اپنی خواہش ہے کہ جس طریقے سے ایک جو میرک ترقی کرتے کرتے ہے۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ اسکیل میں جاتا ہے۔ بھر کو بھی انگریز کرنا چاہئے تاکہ وہ زیادہ محنت کریں اور ترقی کرے۔ باہر انگریزیشن میں جائے تو میری اس ایوان سے گزارش ہے کہ کسی بھی آئندہ اجلاس میں کوئی بل تحریک لائیں۔

جناب اپیکیکر: اگلا سوال۔

سینے وذر پر امری / سکینڈری ایجوکیشن از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

۲۹ جولائی ۱۹۹۸ سے تا حال ملکہ متعلقہ میں گریٹ آتا ۲۰ کے کل کمقدار آفسران / الہکاران کے تباہ لے ہوئے ہیں اور انہیں لی۔ اے / ڈی۔ اے کی مد میں کل کمقدار قم ادا کی گئی ہے۔ تفصیل دی جائے؟

**وزیر پر امری / سکینڈری ایجوکیشن:**

جواب خیم ہے ہندہ اسپل لا بھری میں ملاحظہ فرمائیں۔

**جناب اپنیکر:** تجاویز لا کیں اور موٹن کی شکل میں وسکس ہو۔ نجیک ہے جی۔  
**عبدالرحیم خان مندوخیل:** نجیک۔

**جناب اپنیکر:** سوال نمبر ۱۳ کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ کوئی ضمیں سوال ہے تو دریافت فرمائیں۔

**سردار محمد اختر مینگل:** جناب میں ایک چیز کی وضاحت چاہوں گا ملکہ تعلیم کے دو سیکشناواریے گئے ہیں ایک پر امری سیکشن اور دوسرا ہائی سکینڈری۔ ہمیں جو علم میں آیا ہے اس کے وزیر بھی دو ہیں تو ہمارے وزیر موصوف کس سیکشن کے ہیں سکینڈری کے تو سردار شارٹی ہزارہ ہیں وہ اس کا جواب دیں۔

**سردار عبدالرحمان کھتران:** جناب سردار صاحب اپنا سوال دیکھ لیں کہ ۱۳ اس میں لکھا ہے کہ وزیر پر امری اور سکینڈری کیا ہے تو ان دونوں سے سوالات کے ہیں ہم دونوں حاضر ہیں کیونکہ ابھی تک ہم دو بھائیوں کا بنوار نہیں ہوا ہے انشاء اللہ جلدی ہو رہا ہے جس سے پوچھنا چاہتے ہیں تو حاضر ہیں۔

**سردار محمد اختر مینگل:** جناب جواب میں لکھا ہے کہ وہ خیم ہے تو تین مہینوں میں اتنا خیم ہو گیا ہے کہ ہم اسپل کی لا بھری میں ملاحظہ فرمائیں۔ اچھا دوسرا کل ٹوٹل افسران کتنے ہیں جن کا تباہ لہ ہوا ہے۔ میں نے ایک سے تین تک بریک اپ مانگا ہے۔

**سردار شارٹی ہزارہ:** جناب میں اس کا جواب دے دوں گا۔

**سردار عبدالرحمن کھتران:** چھوٹا بھائی حاضر ہے میں اس کی وضاحت بھی کر دوں سول اگست کو ہماری نئی حکومت نئی اسکول سائیڈ میں کل ۱۳۲ تجادلے ہوئے ہیں اور اس میں وضاحت کر دوں ہمارے جو آز ہب ممبر ہیں اس میں تجادلے کے اختیارات ڈی او ز کو دے دیئے تھے اور اس سے جے ای فلی وغیرہ کے ڈی ٹی ڈی ڈی کھٹریں کو ہم نے دے دیئے تھے اور ایک ڈسٹرکٹ میں ضرورت کے مطابق وہ یہ فرانس فر کر رہے ہیں۔

**جناب اپیکر:** جی جناب مینگل صاحب؟

**سردار محمد اختر مینگل:** جناب اپیکر اگر next session میں مجھے اسکا breakup اگر دیہیں کہ ایک گرینڈ سے لے کر ہیں تک تفصیل ہم کو دیہیں گے کیونکہ اس میں breakup نہیں دیا گیا ہے۔

**(وزیر تعلیم پر ائمہ ایجوکیشن):** جی اب۔ اس میں breakup بھی نہیں دیا گیا اور اس میں ایک data mention بھی نہیں ہیں۔

**سردار محمد اختر مینگل:** data کس تاریخ تک۔  
**(وزیر تعلیم پر ائمہ ایجوکیشن):** جی ہاں کیونکہ اس میں کیتے mixup ہیں۔ اب کچھ ایسے نام میرے سامنے first time ہیں کہ میں نام دیکھ کے اگلے تجادلے سڑھ گریڈ کے یا سول گریڈ کے کیونکہ۔

**جناب اپیکر:** موجودہ وقت کیا آپ کو چاہیئے۔  
**سردار محمد اختر مینگل:** میں چاہتا ہوں کہ آج تک ان کا breakup چاہئے ایک گرینڈ سے ہیں گرینڈ تک۔

**(وزیر تعلیم پر ائمہ ایجوکیشن):** next session میں جناب اپیکر صاحب ہم ضرور provide کریں گے۔ کیونکہ میں خود بھی یہ جواب آیا ہے اسکو ایک تو یہ mixup کر دیا گی ہے ہائی اسکولز ایس ہی اوز ڈی او ز حالانکہ انکو الگ کر دینا چاہئے تھا۔

جناب اپیکر: صحیح ہے۔

(وزیر تعلیم پر انحرافی ایجوبوکیشن): مجھے بھی آج ہی یہ ملا ہے اس بھلی میں پہلے پیش نہیں کرو یا اسی  
مجھ سے اسکی aproval نہیں لی گئی تھی۔ تو میں خود بھی satisfy breakup نہیں ہوں کیونکہ  
وغیرہ نہیں ہیں۔ انشاء اللہ next session میں اسکو provide کریں۔ مراس میں ساتھ  
سامنہ تھوڑا سا with dur respect یہ عجیب ایک روایت چل پڑی ہے کہ اخباروں میں دے  
کے پھر بھی اسکی تحریک التواہ کی صورت میں بھی ہمارے آزادی میں ہائی کورٹ کے سامنے لے جایا  
جاتا ہے آج صبح میں جنگ اخبار پڑھ رہا تھا تو اسکیں ہمارے ہی سول ڈائریکٹریٹ کے پانچ آفیسرز کا  
ذکر تھا کہ جی انکو O.S.D کر دیا گیا ہے۔ تو میں اس ایوان کے توسط سے بتادینا چاہتا ہوں کہ کسی کو  
بھی O.S.D نہیں کیا گیا ہے۔ میرے پاس نام ہیں جن پانچ آفیسرز کا انہوں نے اخبار میں ذکر کیا  
ہے۔ رشید بلوچ ہے ہمارے ایکیں تھے وہ اسٹریلیا پر کینیڈا کے لئے جا رہے ہیں اسکی جگہ پہم نے  
آفیسرز دوسرا پوسٹ کیا ہے۔ احمد خان مینگل پر کرپشن کا کیس ہے سردار اختر جان کے دور سے ہی تو  
اس پر اس نے باکیں اسکوں ایسے ہیں جو کہ بالکل سرے سے انکا جو دنیں ہے ذریہ بکھی اور کوہلو میں۔  
اور ان صاحب نے انکو ہمیشہ کی ہوئی ہیں تو ہائی کورٹ نے باضابطہ اس پر یہ اپنی  
جمالت judgement ناپ کر دی تھی کہ جی اس کے خلاف کارروائی کریں لیکن وہ شخص پر یہ کورٹ  
میں چلا گیا پر یہ کورٹ نے اسکو stay دیا ہوا ہے۔ تو اسکی وجہ سے ہم نے اسکو اپنی جگہ سے ہنار دیا ہے  
اس طریقے سے ایک ظہور جمالی صاحب ہیں جو کوئی نہ کے ایکنگ ایکسین کے طور پر جو نیز بندہ ہے کام  
کر رہا تھا ہم نے اسکو اپس O.S.D نہیں کیا ہے بلکہ اسی ڈی اوی لگا دیا ہے اسی جگہ پر جو نیز تھا ہم  
نے اسکو ایکسین بنایا اس طریقے سے ایک زیر کھوس ہے جو تھا اسکو ہم نے لگایا ہے جمل مگری آوازان  
میں ہماری دو پوشن خالی ہیں تو میں نے کہا وضاحت کر دوں کیونکہ اخبار میں کل تحریک التواہ آئی ہے  
اور پھر آزادی میں ہائی کورٹ بھی اس چیز کا نوش لے لیتا ہے تو اس قسم کی ہمراہی کر دی  
جناب اپیکر: جی جناب اختر مینگل صاحب؟

**سردار محمد اختر مینگل:** ایک سپمینزری سوال میں پوچھوں گا۔

**جناب اسپلیکر:** جی ہاں اختر جان مینگل صاحب۔

سردار نثار علی (وزیر تعلیم پر امری ایجوکیشن) : سردار صاحب میں وضاحت کر دوں آپ نے جو سوال کپاے ہی۔

**سردار محمد احتر مینگل:** وہ تو جواب دے دیا ہے میرے خیال میں۔

**جناب اپنے statement نہیں دیا سنوالوں کے جواب دینے ہیں یہاں ائمہ نہیں ہے جی جناب فرمائیں۔**

سردار محمد اختر مینگل: جناب اپنے کریمہاں پر جو جواب دیا گیا ہے اسکی لائبریری میں اُنیٰ اے/ڈی اے T.A/D.A میں ایک صفحہ پر ہے کہ تقریباً سات لاکھ احکامیں ہزار روپے اور دوسرے صفحے پر ہے کہ تقریباً 70 افران کے تباولے عمل میں لائے گئے ہیں اور انہیں اے/ڈی اے کی مد میں بھی تقریباً سات لاکھ تو آیا پا ایک ہی ہے یا سات لاکھ ایک چند افران کو دے دیے گئے ہیں اور سات لاکھ تک اسی ہزار روپے افران کو۔

میر عبدالرحمٰن کیتھران (وزیر تعلیم پر ائمہ ایجوکیشن): اکثر بادلے جو within District ہوتے ہیں اس پٹی اے/ڈی اے دغیرہ ایک نجپر اگر ایک اسکول سے دوسرے اسکول میں D.O. بھجوادیتا ہے یا S.D.O. بھجوادیتا ہے اس پتوں جوئی اے/ڈی اے کی مد میں ہے وہ سات لاکھ اخواتیں ہزار تو سو اکھتر روپے یہ تو routine چل پڑی ہے کہ جسکا دور آتا ہے victimization ہوئی ہے کچھ ایسے لوگ تھے جنکو کیا گیا تھا بچھے دور میں اب ذریہ بگشی کے نجپر۔۔۔۔۔۔

**جناب اپیکر:** نہیں سوال چھوٹا مختصر سا سوال تھا۔  
**(وزیر تعلیم پر اسراری ایجوکیشن):** جی، ہاں میں وہی اسی کا جواب دے رہا ہوں۔

جناب اپنے کریم: میں اے/ڈی اے کی بات کر رہے ہیں آپ سے میں اے/ڈی اے کا پوچھنگیں

رہا ہوں۔  
(وزیر تعلیم پر ائمہ ایجوکیشن): وہی نبی اے/ڈی اے کے سلسلے میں میں تحوزی ہی  
وضاحت کرتا ہوں شاید کسی کو ناگوار گز رہی ہو کہ اب جیسا کہ ڈیرہ بکھنی کا نیچر جب میں تھا ہم نے  
اسکو واپس بھجوادیا تو اسکا حق تھا ہم نے اسکو نبی اے دیا ہے یا ڈیرہ بکھنی کی لاث تھی وہ نیچروں کی  
بارکھان میں اسکو ہم نے واپس بھجوادیا تو ہم نے نبی اے/ڈی اے دیا ہے انکا حق بناتا تھا Victamize  
ہوئے تھے وہ۔

جناب اسپیکر: چلینے جتاب۔  
سردار محمد اختر مینگل: جناب اسپیکر میرے سوال کا صحیح جواب نہیں ملایا ہاں پر آپ کے دو  
پرچے ہیں ایک میں لکھا ہے سات لاکھ چھیسا ہزار دوسرے میں لکھا ہے کہ سڑ آفیسر ان کو ٹرانسفر  
کرنے پر سات لاکھ روپے نبی اے/ڈی اے ملا ہے تو آیا یہ جواب ایک ہی ہے یا ان سات لاکھ الگ  
 رقم ہے اور یہ سات لاکھ چھیسا کی ہزار دوسرے۔

(وزیر تعلیم پر ائمہ ایجوکیشن): جناب میں نے عرض کیا کہ اس جواب میں بھی مطمئن  
نہیں ہوں جو Table کیا گیا ہے تو ہم نے جو ٹرانسفر کی مدد میں ہے سات لاکھ انھائیں ہزار نو سو  
اکھتر روپے ہے نبی اے/ڈی اے کی مدد میں دیا گیا تھا۔

جناب اسپیکر: ایک ہی ہے جی۔  
سردار محمد اختر مینگل: تو اسکو آپ ۲۹ نومبر کو رکھ دیں تاکہ تسلی بخش جواب ہمیں دیدیں کیونکہ  
وزیر موصوف خود بھی اس سے مطمئن نہیں ہیں۔

(وزیر تعلیم پر ائمہ ایجوکیشن): گزارش ہے کہ اتنے Short time میں ہم نہیں دے  
سکیں گے next session میں ہم ضرور آپ کو تفصیل دیں گے۔

جناب اسپیکر: As said by the Honourable Minister.....  
عبد الرحیم خان مندوخیل: اس سیشن کے لئے.....

جناب اسپیکر: As said by the Honourable Minister it has been

deferrerd.

عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا نحیک ہے انہوں نے خود کہا کہ لوگوں کو victimize کیا گیا ہے۔

جناب اسپیکر: Deffered. جی ختم ہو گیا۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: لوگ victimize ہوئے ہیں ہم بھی کہ رہے ہیں یہ جو آپ اتنے تادلے کر رہے ہیں ابھی آپ victimize کر رہے ہیں یعنی ابھی آپ کا کیا معیار ہے کہ یہ جو آپ victimize نہیں کر رہے ہیں بھی تو بات ہے اسٹائے اس سوال کو defer کر کے۔

جناب اسپیکر: کر دیا جی defer کر دیا۔

(وزیر تعلیم پرائزی ایجوکیشن): جناب اسپیکر میں اسکی وضاحت۔

جناب اسپیکر: نہیں No, now further arguments as the question has been deferred therefore it will be discussed in other

session that is all.

میر محمد اسماعیل چکنی: پوائنٹ آف آرڈر جناب اسپیکر صاحب کو حال ہی میں ضلع آواران میں ایک ایس ڈی او تعینات ہوا ہے جو کہ سول نجیسٹر بھی نہیں ہے اور اسکو بغیر تشریف کے اس کو ایس ڈی او کا دیا گیا ہے کیا وزیر موصوف صاحب اسکی وضاحت کریں گے کہ اسکو کیسے وہاں تعینات کیا گیا۔

جناب اسپیکر: جی آپ سوال کریں اپنے اس Question Hour میں تشریف رکھیں جی۔

(وزیر تعلیم پرائزی ایجوکیشن): نہیں نہیں میں جواب دینے کو تیار ہوں۔

جناب اسپیکر: There is no bba The question has been deferred

more question more question to be discussed now.

(وزیر تعلیم پرائزی ایجوکیشن): سر میں۔

جناب اپیکر: جب سوال ہی deffer کر دیا گیا ہے تو اسکا دوبارہ سوال کرنے کی ضرورت نہیں ہے ہاں جی میر بانی کر کے تشریف رکھیں جی سیکرٹری صاحب اگر کوئی چھٹی کی درخواست ہو؟

عبدالرحیم خان مندوخیل: ہمارے deferred question اس سیشن کے لئے آج کے sitting کے لئے۔

جناب اپیکر: اچھا اچھا۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: تو ابھی ہمارے questions ہیں ابھی۔

جناب اپیکر: I don't know | اچھا نہیں ہے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: یہں جناب والا آپ پوچھ سکتے ہیں۔

جناب اپیکر: میں پوچھتا ہوں سیکرٹری صاحب۔

(وزیر تعلیم پر اگری ایجوکیشن): جناب اپیکر صاحب یہ deffer ہوئے چوبیس تاریخ کے اجلاس میں کیونکہ جو مندوخیل صاحب تھے وہ لیٹ late آئے تھے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے آپ پوچھ سکتے ہیں آج۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: میر بانی ٹکریہ۔

جناب اپیکر: کس تاریخ کے لئے deffer ہوئے تھے سیکرٹری صاحب deffer کر دئے گئے تھے تاریخ مقرر نہیں ہوئی تھی تو کب لارہے ہیں اسکا آپ ۲۹ کو جی۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: ۲۹ کو یہ سب سوالات۔

جناب اپیکر: جی ہاں جو deffer ہوئے وہ ۲۹ کو آرہے ہیں۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: ٹکریہ جی۔

جناب اپیکر: اگر کوئی چھٹی کی درخواست ہے تو پڑھیے جی۔

رخصت کی درخواستیں

آخر حسین خان (سیکرٹری اسیبلی): وزیر عبدالحالمق صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ

سرکاری دورے پر کوئی سے باہر گئے ہیں اسلئے وہ آج کے اجلاس میں اور ۱۲۹ اکتوبر کے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکتے۔

جناب اپسیکر: چلیئے۔

(سیکرٹری اسمبلی): مولانا اللہزاد خیر خواہ صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ کراچی میں زیر علاج ہیں اسلئے انہوں نے آج اور ۱۲۹ اکتوبر کے اجلاس میں شریک ہونے سے مغدرت کی ہے۔

جناب اپسیکر: چلیئے۔

(سیکرٹری اسمبلی): میر اسرار اللہزادہ ہری صاحب نے اطلاع دی ہے کہ انکی طبیعت نمیک نہیں ہے اسلئے وہ آج کے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکتے۔

جناب اپسیکر: چلیئے۔

(سیکرٹری اسمبلی): میر محمد علی رند صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ مکران کے دورے پر گئے ہوئے ہیں اسلئے وہ آج کے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکتے۔

جناب اپسیکر: چلیئے آگے That's all اگلا آئیتم ہے آج کرنا چاہیں گے آپ آج برس کافی ہے اگر آپ مجھے اعتراض نہیں ہے اگر ہاؤس کی یک sense بنتی ہے تو مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا جو کہ برس کافی ہے آج۔

سردار محمد اختر مینگل: مشریق نہیں گے تو ہم بھی بیٹھیں گے پورا دن چلاں میں اسکو۔

جناب اپسیکر: مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا نہیں جو بات کرنی ہے اب کیا فرماتے ہیں حکومت کیا کہتی ہے جی۔

مولوی امیر زمان (سینئر منسٹر): جناب میں خان صاحب سے گزارش کروں گا کہ جو کاروائی ہے وہ زیادہ ہے۔

ملک محمد سرور خان کا کڑ (وزیر مال): کام زیادہ ہے آپ آج کے Zero Hour کو فتح کر دیں۔

**عبدالرحیم خان مندوخیل:** آپ نے اتنے خالی دن کیوں رکھے یعنی ایک دن اجلاس ہے درمیان میں دو دن فارغ ہے یعنی کیا ہے صرف وہاں خانہ پری کی ہے کہ ہمارے ستر دن پورے ہو جائیں اسکیل کی ذمہ داریاں ہیں اور یہی ذمہ داریاں ہیں کہ انہوں نے پوری کرنی ہے یا تو آپ ایسا کریں کہ کل رکھیں کل اجلاس ہو یعنی کل اور پرسوں sitting ہو یہ سب چیزیں۔

**جناب اپسیکر:** do agree with you امّیں آپ سے اتفاق کرتا ہوں کیونکہ یہ ہے ہمارے۔

**عبدالرحیم خان مندوخیل:** کل ہم نے چار دن کام کیا ہے یعنی دس پندرہ دن میں یہ تصحیح نہیں ہے ابھی آپ ایسا کر سکتے ہیں کہ ایک سنتک رکھا جائے۔

**جناب اپسیکر:** مجھے آپ کی اس بات سے بالکل اتفاق ہے کہ زیرِ ہادر ہونا چاہیے مگر کیونکہ آج بُرنس کچھ زیادہ ہے اگر ہاؤس کی sense ہتھی ہے تو میرے خیال میں اسکو اگر آپ آج نہ کرو دیں تو بہتر ہے۔

**عبدالرحیم خان مندوخیل:** تو پھر اسکو یعنی ایک دن رہ جاتا ہے ۲۹ کو بھی لا اے ایڈ آرڈر پر بہت یعنی طویل بحث ہونگے۔

**جناب اپسیکر:** آپ شام کو بیٹھتے ہیں تو میں شام کو بیٹھنے کو تیار ہوں۔

**عبدالرحیم خان مندوخیل:** اس لئے آج یہ طریقہ کرو آج شام کو یا کل سنتک کروادیں۔

**جناب اپسیکر:** اگر نہیں نہیں have no objection Zero Hour جی

every-body can speak

**عبدالرحیم خان مندوخیل:** مسائل ہیں۔

**جناب اپسیکر:** Let's go now

**سعید احمد ہاشمی:** دس منٹ دیے چاٹ ہو گئے میرے خیال میں اسم اللہ کریں شروع کریں۔

**جناب اپسیکر:** چلیں جی پھر آدھا گھنٹہ Zero Hour

**عبدالرحیم خان ایڈ ووکیٹ:** یہ جناب والا ہمارے صوبے میں پہلی بار ایک پرائیویٹ یونیورسٹی کا اجراء ہوا۔ افتتاح ہوا جونپر یونیورسٹی اور اس میں بنیادی طور پر ایم بی اے اور بی بی اے کے کالاسز شروع ہوئے اور اسکی سرپرستی جناب گورنر صاحب کی تھی اور افتتاح میں وزیر اعلیٰ صاحب تھے تو یہ ایک ایسی بھی ایک اہم سمجھیت ہے ایڈ فسٹریشن اسکا ہمارے صوبے میں طالب علموں کے لئے جو موقع ملا اس پر ہم سب لوگ خوش تھے لیکن جو لوگوں نے داخلہ لیا اور اسکیں کافی فیس اور خرچ کیا اب جو ہے وہ یونیورسٹی اسکی کارکردگی ایسے حالت میں ہے کہ تقریباً اسکی کوئی ضمانت نہیں ہے کہ وہ یونیورسٹی آگے چل کے ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں اسلئے ہمارا مطالبہ ہے جناب والا کہ اس یونیورسٹی کو یعنی ایک ضمانت ہونا چاہیے کہ یہ یونیورسٹی چلے گی اور جن لوگوں نے داخلے لیئے ہیں اور جو بعد میں داخلے لیں گے وہ تو بعد کی بات ہے جنہوں نے داخلے لئے ہیں فیس دی ہے انکا تحفظ ہو اور انکے کورس کا تحفظ ہو گا اسکا ایسا انتظام ہونا چاہیے اگر نہ ہو تو جناب والا اس میں گورنمنٹ بالخصوص ذمہ دار ہوتی ہے سرپرست بھی کی اسکا افتتاح بھی کیا لوگوں کو اعتماد بھی انہوں نے دلایا اب جو ہے ہوتہ بذب میں ہیں اور اسکا بڑا مشکل مسئلہ ہے اسلئے گورنمنٹ سے ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ اسی طرح اور بھی ایک پرائیویٹ یونیورسٹی ابھی بن رہی ہے تو اس یونیورسٹی کے لئے کیا ضمانت ہو گی ایک یونیورسٹی ابھی بن رہی ہے بی ایڈ اور ایم ایڈ کو رسز کے لئے اور اس کا نام الحیر یونیورسٹی ہے ہاں یعنی خیر ہو جائے تو اس لئے یہ پرائیویٹ یونیورسٹیاں پرائیویٹ ادارے اس میں کافی خرچ گورنمنٹ یعنی حکوم کا ہوتا ہے۔ اور ان کو رسز کا اجراء جو ہے ہو بھی بڑا پرکشش ہے ایسیں یکیتو ہے ایسا اعلان ہو کہ بی ایڈ اور ایم ایڈ اور ایم بی اے بی بی اے جو ہیں انکے کو رسز کا اجراء ہے لیکن اسکیں بڑا خرچ اور پھر اس سے ہمارے غریب لوگ اس پر بڑا خرچ کرتے ہیں اور اسکی پھر ضمانت نہیں ہے اور پھر نقصان ہوتا ہے اسلئے ہم گورنمنٹ سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اس کا تحفظ کیا جائے یونیورسٹی کو مجبور کیا جائے اس پر کہ باقاعدہ وہ یہ کو رسز ان کو پڑھائیں گے جنہوں نے فیس دی ہے جنہوں نے داخلہ کیا ہے اور اگر انہیں تو اسکا بھی پھر تبادل انتظام گورنمنٹ کرے۔

جناب اپنیکر: شکر پیچی۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: ان بچوں کا جو وہ کورس یونیورسٹی کی غلطیوں کی وجہ سے مکمل نہ کر سکیں شکر پیچی۔

جناب اپنیکر: مولانا صاحب آپ بتائیں گے کچھ۔  
پنس موکی جان: جناب اپنیکر آپ کی اجازت سے گورنمنٹ کے نوٹس میں یہ لانا چاہوں گا کہ چاہے اپوزیشن کی ہوں یا گورنمنٹ ہمارے کافی جوواڑ پلاینز ہیں جو بورڈ ہیں جو آجکل سیپ پروگرام میں ہیں چاہے وہ ہمارے دور میں تھے اب ہیں وہ کافی دری سے میں اپنے علاقے کی بات کرتا ہوں۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: ہمارے صوبے میں ہمیں بار ایک پرائیوریٹ یونیورسٹی کا اجراء ہوا ہے یا افتتاح ہوا جو نیپر یونیورسٹی اور اس میں بنیادی طور پر ایم بی اے اور بی بی اے کے کلاس شروع اور اس کی سرپرستی جناب گورنر اور افتتاح میں وزیر اعلیٰ صاحب بھی تھے تو یہ ایک ایسی بھی ایک اہم سمجھیک ہے ایڈ فیسٹریشن اس کا ہمارے صوبے میں طالب علموں کیلئے جو موقع ملا اس پر ہم سب لوگ خوش تھے لیکن جب لوگوں نے داخلہ لیا اور اس میں کافی نیس اور خرچ کیا اب جو ہے وہ یونیورسٹی اس کو کارکردگی ایسے حالت میں ہے کہ تقریباً اسکی کوئی ہمانت نہیں ہے کہ وہ یونیورسٹی آگے چل سکے ایسے حالات پیدا ہو گئے ہیں اس لئے ہمارا مطالبہ ہے جناب والا کہ اس یونیورسٹی کو یعنی ایک ہمانت ہونا چاہیے کہ یونیورسٹی چلے گی اور جن لوگوں نے داخلے لیں یا جو بعد میں داخلہ لیں گے وہ تو بعد کی بات ہے جنہوں نے داخلے لیں ہیں اور فیس بھی دیئے ان کا تحفظ ہو گا اور ان کے کورس کا تحفظ ہو گا اس کا ایسا انتظام ہونا چاہیے اگر نہ تو جناب والا گورنمنٹ اس میں ملخصوں ذمہ دار ہوتی ہے یعنی بھی ہے کہ انہوں نے اس کو یعنی باقاعدہ سرپرستی بھی دی اس کا افتتاح بھی کیا لوگوں کو انہوں نے اعتماد دلایا اب وہ جو ہے تذلیل میں ہے اور اس کا برا مشکل مسئلہ ہے اس لئے ہم گورنمنٹ سے مطالبہ کرتے ہیں اسی طرح اور بھی ایک پرائیوریٹ یونیورسٹی ابھی بن رہی ہے تو اس یونیورسٹی کی کیا ہمانت ہو گی ایک پرائیوریٹ ابھی

بن رہی ہے بی ایڈ اور ایم ایڈ کو سکر کرنے اور اس کا نام الخیر یونیورسٹی ہے تو اسلئے یہ پرائیورٹ  
یونیورسٹیاں اور پرائیوریت ادارے اس میں کافی خرچ عموم کا ہوتا ہے اور ان کو سکر کا اجراء جو ہے وہ  
بڑا پرکشش ہے Attractive ایسا اعلان ہو کر بی۔ ایڈ اور ایم۔ ایڈ۔ ایم بی اے اور بی بی اے یہ جو  
ہے ان کے کو سکر کا اجراء ہے لیکن اس میں بڑا خرچ ہے اور پھر ہمارے غریب لوگ بڑا خرچ کرتے  
ہیں اور اس کی کوئی خلافت نہیں ہے اور لوگوں کو نقصان ہوتا ہے اس لئے ہم گورنمنٹ سے یہ مطالہ  
کرتے ہیں کہ اس کا تحفظ کیا جائے یونیورسٹی کو مجبور کیا جائے اس پر کہ وہ باقاعدہ یہ کو سکر ان کو  
پڑھائیں گے جنہوں نے فیس دی ہے اور داخل لیا ہے اگر نہیں تو پھر گورنمنٹ اس کا مقابل انتظام  
کرے ان بچوں کا جو کو س یونیورسٹی کی غلطیوں کی وجہ سے کھل نہ کر سکے۔ مہربانی۔

جناب اپیکر: مولانا صاحب کچھ بتائیں گے۔

پنس موسیٰ جان: جناب اپیکر۔

جناب اپیکر: ہی۔

پنس موسیٰ جان: جناب اپیکر آپ کی اجازت سے گورنمنٹ کی نوٹس میں یہ لانا چاہوں گا کہ  
چاہے اپوزیشن ہو یا گورنمنٹ ہمارے کافی واٹر سپلائی کی بورنگ کے ہے وہ آج کل سیپ پروگرام میں  
ہے چاہے وہ ہمارے دور میں تھے یا اب ہے وہ کافی دری سے میں اپنے علاقے کا بات کرتا ہوں میرا  
علاقہ وہ علاقہ ہے جہاں پانی کی بہت قلت ہے اور بعض بچوں میں یہ بورنگ لگے ہوئے ہیں لیکن ان  
میں سر سیل وغیرہ کا بندوبست نہیں کوئی دس سال سے یہ لگے ہوئے ہیں تو میں مجزز منشہ صاحبان کو یہ  
کہوں گا کہ اس کے لئے گورنمنٹ بلوچستان کوئی تجویز چونکہ اس پر کروڑوں روپے خرچ ہوئے اور یہ  
بند ہے اور لوگ اب یہاں تک تیار ہے کہ اپنے طور پر چلانے کیلئے تو میں حکومت کو یہ توجہ دلانا چاہتا  
ہوں کہ مہربانی کر کے کوئی نوٹس لے ان پر کہ اشارث کروائیں گے بھی یا نہیں کچھ تو جناب ایسے  
ہیں جن میں سامان وغیرہ بھی فٹ ہوا ہے لیکن بعض ایسے جیسے کہ دگاب ہمارا ایک علاقہ ہے وہاں پر تن  
بور لگے ہوئے ہیں لیکن ان میں ان مشین وغیرہ نہیں جبکہ وہاں بجلی کی سہولت میرے ہے لوگوں کو پینے کے پانی کا

مسئلہ درپیش ہے گورنمنٹ اس جانب توجہ دے شکریہ۔

**میر محمد اسلم پچی:** جناب اسپیکر ایک انجمن برائے فلاج بہود غریب و نادار طباع یہ ہمیں تمام ممبر ان کو موصول ہوا ہے میں سمجھتا ہوں یہ ایک اہم مسئلہ ہے کہ پرائزیری ایجوکیشن میں چھپلے پچاس سالوں سے گورنمنٹ اسکولوں میں پہلی سے پانچویں جماعت تک کتابیں مفت دی جاتی تھیں۔ اس سال اسکو بہت کم کر دیا گیا ہے جس سے غریب بچے بغیر کتاب رو گئے پرائزیری ایجوکیشن میں جب کہ ذکر ادھر یہ ہے کہ میں کروڑ پرائزیری ایجوکیشن کیلئے ہیں کہ Writing & Reading Material کیلئے ہیں اور کتابوں کا خرچ جو نیکست بک الگ ہے وہ دو کروڑ سے زیادہ نہیں ہے یہ بھی رینڈنگ اور رینڈنگ میزیل میں آ جاتا ہے اور کتابیں لوگوں کو نہ ملنے کی وجہ سے کیونکہ والدین میں یہ سکت نہیں ہے کہ وہ اپنے طور پر بچوں کے لئے کتابیں خرید سکیں تو یہ ایک اہم مسئلہ میں زیر و آف آور سے فائدہ اٹھا کر اس ہاؤس کے توسط سے گورنمنٹ تک پہنچانا چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کو جلدی حل کریں کیونکہ امتحانات ابھی قریب ہے۔ شکریہ۔

**جناب اسپیکر:** کوئی اور معزز رکن۔ جی ظہور خان کھوسہ صاحب۔

**میر ظہور خان کھوسہ:** دیے ہے مسئلے تو بہت ہیں صوبے کے فی الحال میں اپنے حلے کے متعلق بتاؤں گا اس ایوان کو اس سے پہلے بھی کی رفتہ question کی صورت میں بھی اور زیر آور پر بھی بات کر چکا ہوں اس ایسپلی کے فلور پر وہ یہ ہے کہ میرے حلے میں ایک تو روڑ نہیں ہیں ان کو ایڈوانس Payment کی گئی تھیں وہ مکمل طور پر بنے نہیں تھوڑا سا حصہ بناتے ہے باقی پیسے وہ غبن کر کے ہیں جس طرح ایک روڑ ہے مولوی قادر بخش صحبت پورے نکلتا ہے جو آگے تقریباً کلو میٹر ہے یہ ۳۸ کلو میٹر پر گرام تھا چھپلے دور حکومت کا اس میں میرے خیال میں کوئی تھوڑا سا کام ہوا ایک کروڑ روپے کو قریب اس میں غبن ہے آج تک اس کے اوپر کچھ نہیں پہلے بھی یقین دہانی کرائی گئی ہے اس فلور سے کہ ہم اس کی انکوارری کرائیں گے اور اس روڑ کو مکمل کر لیں گے لیکن اس کو کتنا عرصہ گزر گیا ہے ابھی تک کوئی انکوارری نہیں ہوئی اور نہ ہی اس کام کو مکمل کرانے کی کوشش کی گئی دوسرے روڑ ہے ایک جمیں دین سے ماہی

پور سا بیں ایم این اے تمیں چالیس لاکھ روپے رکھے تھے ارجح و درک پہلے سے اس کا مکمل تھا اور اس پر تھوڑے سے پتھر دہاں گئے اور اس کے بعد وہ ایس۔ ڈی او صاحب ہے جس کا نام میں نے کئی رفع دیا ابھی مناسب نہیں کہ میں بار بار اس کا نام لوں وہ ڈی۔ سی کے معرفت کام ہوا تھا وہ لوکل گورنمنٹ کا ایس۔ ڈی۔ او تھا اور اس نے وہ پیسے نہیں کرنے اور یہاں یقین دھیانی بھی کراہی گئی کہ ہم پر انکو اُزی کریں گے اور اس روڈ کو مکمل کرائیں یعنی آج تک اس پر کوئی کارروائی نہیں ہوئی ہے میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں روڈ کو ان سے پیسے وصول کر کے مکمل کیا جائے ایک مولوی قادر بخش روڈ ہے جو ایک کروڑ یا ۸۰ لاکھ کے قریب ایڈوانس دیا گیا ہے دوسرا ہیر دین ماٹھی پور روڈ ہے جو کہ چالیس لاکھ روپے یا پچاس لاکھ روپے کے قریب ہے تھوڑے سے پتھر رکھیں ہیں تھیکدار نے اور باقی پیسے اس نے کھالیں ہے شکر یہ۔

**جناب اپیکر: یہی مصطفیٰ خان ترین صاحب۔**

**سردار غلام مصطفیٰ خان ترین:** جناب اپیکر آپ کی بڑی مہربانی جناب والا سب سے پہلے میں یہ کہوں گا کہ ہاؤں کو ذرا آپ کشرون کرے بسم اللہ خان نے اسے ہوٹل بنایا ہوا ہے یہ ہوٹل ہے یا اس بیلی ہاں۔ جناب والا زیر آور جو کچھ ہم کہتے ہیں معلوم نہیں گورنمنٹ والے اس کو سنتے بھی ہے یا نہیں سب سے پہلے میں گورنمنٹ کی نوشی میں یہ لانا چاہتا ہوں کہ ہمارے زمیندار بھائیوں کے جو قرضے زرعی لحاظ سے دیے جاتے ہیں اس میں جناب والا جو بھی زمیندار قرضہ لیتا ہے مثال کے طور پر اگر وہ ایک لاکھ روپے قرضہ لیتا ہے اس میں چالیس ہزار روپے اس کو رشتہ کے طور پر دینا پڑتا ہے اور سانچھہ ہزار اس زمیندار کو بڑے مشکل سے ملتا ہے جناب والا ہماری گورنمنٹ سے یہ درخواست ہے کہ یہ زمیندار بیچارہ طرف سے مارا جاتا ہے کبھی ان کے بچلی کا مسئلہ ہے کبھی روڈ کا مسئلہ ہے ان کے مارکینک کا مسئلہ ہے لیکن جب وہ قرضے لیتا ہے جناب والا وہ سارا آدمی سے زیادہ payment ان کو دہاں کے جینک آفران کو کرنا پڑتا ہے تو اس پر اگر صوبائی گورنمنٹ خاص توجہ دے دوسرا جناب والا میں اپنے حلقوں کی ہمتاں کی بات کرتا ہوں جو کہ اس وقت دہاں گیس پاپ لائیں

غیرہ بچھے ہوئے ہیں لیکن ان کو میرنہیں دیا گیا صرف ایک میٹر کی جگہ سے جو اتنے عرصے سے ہسپتال میں گیس کا کوئی انتظام نہیں اس سے پہلے سردیوں میں ہسپتال میں گھوٹکے وغیرہ کے پیسے ملتے تھے لیکن وہ بھی ابھی ہند کر دیا گیا ہے تو اب سردیوں کا موسم آ رہا ہے اور وہاں مریض وارڈ میں محنتی میں پڑے ہوئے ہیں ہمارے خیال میں اس کو دیسے ہی گولی مارنا چاہیے کہ ایک ایک گولی سب کو مارے تاکہ وہ فارغ ہو جائے وہاں نہ گھوٹکے کے پیسے اس کو ملتے ہیں نہ گیس کی میٹر لگاؤئی جاتا۔ تو جناب والا آج ان کا وزیر صاحب موجود نہیں ہے لیکن مولوی امیر زمان صاحب موجود ہے اس پر خاص توجہ دینا چاہیے کہ ہمارے طبقے میں جو پیش ہسپتال ہے اس کا سب چیزیں مکمل ہے صرف ایک گیس کی میٹر باقی رہتا ہے لہذا اس کو گیس کی میٹر لگاؤئی جائے سمجھ کر یہ۔

**ڈاکٹر تارا چند:** Thank You جناب اپنیکر صاحب سب سے پہلے میں صوبائی حکومت کو ملازمتوں پر پابندی ہٹانے کی مبارک باد دیتا ہوں کہ ایک اچھا کام کیا ہے لیکن میں اس کو اچھا اور خوبصورت تب سمجھوں گا جب وہ انصاف کی بنیادوں پر انصاف کو مد نظر رکھتے ہوئے صوبے کے تمام نوجوانوں کو ایک نظر دیکھ کر ان کو ان ملازمتوں میں نمائندگی دے گی جناب اپنیکر صاحب پاکستان کے آئین میں ہے جو کہ میرے سامنے ہیں کہ مملکت اقلیتوں کے جائز حقوق اور مخالفات کا جن میں وفاقی اور صوبائی ملازمتوں میں ان کی مناسب نمائندگی شامل ہے تحفظ کر گی لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے جناب اپنیکر صاحب کافی دنوں سے اخبارات میں اشتہارات آرہے ہیں ملازمتوں کی بھرتیوں کی حوالے سے اور جو بھی اس وقت تک بھرتیاں ہوئی ہے تھوڑی بہت اور جو اگلے دنوں میں آنے والے دنوں میں جو بھرتیاں ہو گی تو ان میں آپ اقلیتوں کی جو نوجوان ہے ان کے لئے کوئی آپ خاطر خواہ آپ کو ریزرب دیکھائی نہیں دیگا میں سمجھتا ہوں یہ ملک کے آئین اور قانون کی بھی خلاف ورزی ہے اور ملک کے بانی قائد اعظم محمد علی جناح صاحب نے ارشادات فرمائے تھے کہ اس ملک میں تمام شہریوں کے برابر کے حقوق ہو گئے بغیر کسی رنگ نسل مذہب تو میں سمجھتا ہوں اور پہ میں آپ کے توسط سے صوبائی حکومت سے پر زور مطالبہ کرتا ہوں کہ ملک کے آئین اور قائد اعظم محمد علی

جناب کی ارشادات کی پیروی کرتے ہوئے اقلیتوں کو ملازمتوں میں ترجیحی نبیادوں پر لیا جائے شکر یہ۔  
جناب اپنیکر: سردار اختر جان مینگل۔

**سردار محمد اختر مینگل:** Thank You جناب اپنیکر۔ زیر و اور کے حوالے سے تو سائل کافی ہے ہمارے پاس کیونکہ اس سیشن کے دوران پہلا دن ہے جو تمیں زیر و اور پر بولنے کی آپ نے اجازت دی ہے اس سے پہلے بقول ہمارے آز-ہبل ممبر نواب مگسی کے کہنے کے مطابق تمام چیزوں کو بلڈوز کیا جا رہا تھا و نہیا یت ہی اہم سائل جناب اپنیکر ایک ادارہ تحفظ ماحولیات اور مکمل جگہات میں جو لوگ بھرتی کئے گئے تھے اور دوسرا ہے یونیٹی سٹورز کار پوریشن اسلام آباد میں جن بلوچستان کے ملازمین کو فارغ کیا جا رہا ہے سب سے پہلے تو میں اس مسئلے کی طرف آرہا ہوں چو جیس فروری ۱۹۹۸ کو اس وقت کی حکومت نے پراجیکٹ پوسٹوں سے میں لفت کیا ہوا تھا اور ادارہ تحفظ ماحولیات کی طرف سے پروجیکٹ کے لئے باقاعدہ اخباروں میں اس کے لئے اشتہارات دیے گئے اور مکمل بذائے چند اسامیاں عارضی طور پر کی جا رہی تھیں اس سلسلے میں یہ روزگار جنوں جوان تھے ان کو انڑوں کیلئے کال کیا گیا اس سلسلے میں ایک Recmonded Salection commette میں ایک کمیٹی کے علاوہ ہمارے آز-ہبل سینسٹر فشر اس میں موجود تھے یکریزی ایس ایڈجی اے ذی بھی اس میں موجود تھے انڈر دیو کے ایک کے بعد از یکمیٹر کی طرف سے بھرتی کئے گئے تو جوانوں کو پا یونٹیٹ آرڈر جاری کئے گئے یہ آرڈر تقریباً ۲۵ جون کو جاری کئے گئے تھے جس میں چھ لوگ اس میں اسنٹ ڈائریکٹر ہے تین کے قریب پہنچی آندر ہے ریسرچ آف راہیڈ میں آفر ۱۶ B کے جب یہ افسر تعینات کے لئے گئے تو چار مہینے کا عرصہ گزرنے کے باوجود جناب اپنیکر پے سلیف جاری نہیں کی گئی ان کو ابھی تک چار مہینے گزرنے کے باوجود تجوہ اسی نہیں دی جا رہی اور وہ بغیر تجوہ کے کام کر رہے ہیں ان اس کی یہ چار مہینے کی تجوہ کہاں گئی کہا چلی گئی ان کا از-ہبل ممبر ان جو فریزی ہی خپر پر بیٹھے ہیں خاص کر سینسٹر فشر سے جواب مانگیں گے جس یکریزی کی طرف سے جناب اپنیکر ادارہ تحفظ ماحولیات کے ڈائریکٹر کو لیش جا چکا ہے کہ ان کو فرمائیت کیا جائے ان کی وجوہات ہم معلوم کرنا چاہیے گے کہ کن نبیادوں پر انہیں

ژمینیت کیا جا رہا ہے جب تک وہ تمام کیڈی یشن اخبار میں اشتہارات اور اس کے ساتھ ساتھ ان انٹرو یو کالاڑ کے گئے انٹرو یو میں وہ تمام آپ کی ریکنڈ سلیکشن کمپنی موجود تھی جنہوں کے ان کی اپا بکھرٹ لیٹر سک بھجوادی ہے اب ان کو فارغ کیا جا رہا ہے کونسی وہ ضروریات تھی جو وہ پوری نہیں کی گئی کونے وہ اصول تھے جو اس کمپنی سے پوری نہیں کی گئی اگر اس کمپنی نے جو اصول تھے ان کی پابندی نہیں کی گئی تو اس سلیکشن کمپنی کے خلاف ایکشن کیا گیا تھا کہ ان بیرون گاروں کو جن کی چار مہینے سے تنخوا ہیں بند کی گئی ہے دوسری جو سب اہم بات ہے جناب اپنے بیک یہ ولڈ بینک کا پراجیکٹ ہے جس میں ۸۳ پرسنٹ جو ہے ولڈ بینک کا فنڈ ہے جن کہ باقی ۷۶ ایصد صوبائی حکومت اس کی پے کر گئی ولڈ بینک کی طرف سے بھی یہ لیٹر آیا ہے باقاعدہ جولائی میں ڈرافٹ آیا ہے کہ اوارہ حفاظت ماحولیات کے آفسروں کو تبدیل کیا گیا ہے تو یہ پراجیکٹ ہم روں بیک کر یعنی اب ان چھ آفسروں کو جو تعینات کیا گیا ہے ان کو نکانے کے لئے اتنا بڑا پروجیکٹ جس کو ولڈ بینک ڈوز کر رہا ہے اس موجودہ حالت میں جس کے ہم کچکوں کیا دیکھ لے کے دنیا دنیا میں گھوم رہے ہیں کہ ہمیں امداد دی جائے کچکوں تو ہم نے پھینک دیا جناب اپنے بیک پہلے تو کچکوں کی بات تھی خود ہمارے حکمران کہتے ہیں کہ ہم نے کچکوں توڑ کے گئے ہیں اب تو کچکوں سے بات آگے جا چکی ہے جا کہ ولڈ بینک خود ہمیں کسی پراجیکٹ کے سلسلے میں فنڈ مہیا کر رہا ہے اس کو صرف اس بیان پر کہ ہمارے من پسند لوگ اس میں کیوں بھرتی نہیں ہوئے ہم اس کو روں بیک کرنے کی آیا اس وقت ہمیں سبقت ہے موجودہ معاشری حالت میں جس میں یہ ملک بنتا ہے اور دن بدن یہ ملک اس معاشری حالات کے دلدل میں گرتا جا رہا ہے ہمارے اپنے حکمرانوں کے اعمالوں کی وجہ سے ہم غلط پالیسیوں کی وجہ سے آیا اس وقت ہمیں خاص کر اس صوبے کو مشکل سے یہ ولڈ بینک کی طرف سے فنڈ ملے ہیں آیا اس وقت ہمیں سبقت ہے کہ ہم اس کو روں بیک کرے دوسرے جو مسئلہ ہے جناب اپنے بیک یونیٹی شور کار پوریشن اسلام آباد نے ۲۶ جولائی ۱۹۹۸ سے ملک میں کنٹرکٹ ملازم میں نکانے کا سلسہ شروع کیا ہے جہاں ۲۳۹ ملازم میں کی جگہ صرف ۱۳۰ ملازم میں بر سروز گار ہے ۲۳ ملازم میں کوئی رینج سے فارغ کئے جا رہے ہیں جناب اپنے بیک میں گورنمنٹ کی توجہ اس مد میں لا نا چاہو گا کیونکہ

کوئی سے تعلق ہے ان کا اور کنٹرکٹ پرو ہ بھرتی ہوئے ہیں اور ان کا تعلق میرے خیال میں کسی بڑے گھرانے سے نہیں ہوگا اس پیشی سنور میں کام کرنے والے ملازمین کا تعلق اس گھرانے سے ہو گا جس کا لوگ آج کل دعویدار بنے ہوئے ہیں میں سمجھتا ہوں یہ بھی ایک بہت اہم مسئلہ ہے جس کا نہ صرف صوبائی حکومت بلکہ مرکزی حکومت کو بھی اس کا نوٹس لینا چاہیے تھیک یوجناب اپنکر۔

میر عبدالکریم نو شیر وانی (صوبائی وزیر) : جناب اپنکر صاحب میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے ہمیں موقع دیاز روڈ اور میں سردار صاحب نے جوبات کہا تھا اس نے صحیح کہا میں سردار صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جناب آپ کے دور میں دوسو لیڈی ٹپر دوں کو آپ نے بیک وقت ایک جنس قلم میں آپ نے جو نکالے تھے وہ بھی درلہ بینک کے پر ایجیکٹ تھے جن کے کوالیٹیشن بھی صحیح تھے جن سے اثر دیو بھی لیا گیا تھا جناب بلوچستان گورنمنٹ نے ابھی تک ایسی قدم نہیں اٹھایا ہے کسی کو ابھی تک نکلا بھی نہیں گیا ہے۔

سردار اختر جان مینگل : پوچھت آف آرڈر جب تک کہ کیجنت کا فصلہ ہے ہمارے سینٹر وزیر نے گزشتہ اجلاس میں خود کہا تھا کہ گزشتہ دور حکومت میں تم سو کے قریب لوگ بھرتی کے گئے تھے ان کو فارغ کیا جا رہا ہے۔

میر عبدالکریم نو شیر وانی (صوبائی وزیر) : جناب اپنکر صاحب ان پر غور ہو رہا ہے ان پر چھان نہیں ہو رہا ہے کہ وہ صحیح بھرتی ہوئے ہیں یا غلط جناب آپ کے گورنمنٹ نے دوسو ٹپر جن کے کوالیٹیشن بھی صحیح تھے درلہ بینک کے ٹیم نے ان کو سیکٹ کیا گیا تھا جو کہ وہ پورے دو سالوں سے وہ روزگار پر لگے ہوئے تھے مگر بد شریعتی میں آپ کے گورنمنٹ نے ایک جنس قلم پر ان کو نکلا گیا آیا وہ درلہ بینک پر ایجیکٹ نہیں تھا درلہ بینک کے ذو نیشن نہیں تھے مگر پھر بھی ہم اس پر غور کر رہے ہیں ان کا چھان بین ہو رہا ہے کہ یہ صحیح بھرتی ہوئے ہیں یا غلط بھرتی ہوئے ہیں یہ گورنمنٹ بلوچستان کے عوام کے مخادرات کے خلاف کوئی ایسا کام نہیں کریگا جو کل ہم پر یہ دھمک لگ جائے ہماری یہ کوشش ہے جو کہ دو مینے ہوا ہے اس گورنمنٹ کو وجود میں آیا ہے آپ چیک کر سکتے ہیں ہم آپ کو پرا گرس بھی دے سکتے

ہیں کہ ہم نے اور ہمارے گورنمنٹ نے کیا کیا۔

جناب اپیکر: عبدالرحیم مندوخیل صاحب۔ آپ تشریف رکھیں۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: میں بات کرتا ہوں میری بات سنیں۔ سینئر وزیر صاحب گزارش کروں گا۔

جناب اپیکر: تمہری یہ جی دیکھیں میری بات سنیں۔ تشریف رکھیں آپ۔ جب میں بونا چاہوں یا میں بول رہا ہوں تو مہربانی کر کے میری بات سنیں پھر اس کے بعد اپنی بات کریں دیکھیں ان سوالات کی جو باتیں آئی ہیں زیر و آور میں حزب اختلاف کی طرف مسائل اٹھائے گئے ہیں ان کا جواب اگر آپ سب صاحبان نے تعفیہ کیا ہے کہ کریم نو شیر و افی نے دینا ہے تو پھر صحیح ہے ورنہ اگر سینئر زیر کہتے کہ نہیں درست نہیں تو پھر آپ جواب دیں اگر آپ سب نے فیصلہ کیا کہ کریم نو شیر و افی نے جوابات دینے ہیں تو درست پھر جواب دیتے رہے جی۔ جناب۔

جعفر خان مندوخیل (وزیر زراعت): میرے خیال میں جس حصے کا کریم نو شیر و افی نے جواب دیا ہے اس حصے کا سینئر مقرر صاحب جواب نہیں دیں گے بلکہ اس سوالات کا جوابات دے گا گورنمنٹ سائیڈ کوئی بھی دے سکتا ہے۔

جناب اپیکر: آپ تشریف رکھیں جی ایسا کوئی نہیں اٹھ سکتا ہے جی۔

جعفر خان مندوخیل (وزیر زراعت): آپ جو پوچھ رہے تھے اسی کا میں بتا رہا ہوں جناب اپیکر۔

جناب اپیکر: آپ تشریف رکھیں جی۔ آپ تشریف رکھیں۔

سردار عبدالرحمان ھمیران (صوبائی وزیر): جناب اپیکر اس زیر و آور کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میں ایک منت لوں گا آپ کے توسط سے اس ایوان سے گزارش ہے میری خیال میں ۱۹ تاریخ کے یا ۲۲ تاریخ کے اجلاس میں بھی ہمارے معزز ساتھی ذوالفتخار مکسی صاحب نے ریکویسٹ کی تھی اور آج پھر میں ریکویسٹ اپنادھراوں گا کہ گورنمنٹ آف بلوچستان کی بہت ساری گاڑیاں غیر

قانونی طور پر لوگ کے قبضے میں ہیں جن کا ہمارے پاس لست ہیں اور یکہنٹ میں یہ فیصلہ ہوا تھا مجھے اس کمپنی کا چیئرمن بنایا گیا اس ایلوان کے توسط سے میرے ساتھی ہیں سابق وزراء صاحبان یا ایسے سکریٹری صاحبان جو کہ ایک ذپارٹمنٹ سے دوسرا ذپارٹمنٹ میں چلے گئے ہیں یا ایسے کمشنر صاحبان ہیں یا ذپی کمشنر ہیں اسی سیکشن آفیسر ان ہیں ان سے میری یہ گزارش ہے کہ آئندہ کی بذریعیت سے بچنے کے لئے کیونکہ ہم اس پر مسٹریک کا روائی کرنے لگے ہیں آئندہ بخت سے اور اس میں ہم غیر متعلق افراد کے خلاف ایف آئی آر کو ناکامیں گے اور وہ جو سرکاری اہلکار ہیں ان کے خلاف ہم حکما نے طور پر کارروائی کریں گے تو میری گزارش ہے کہ کسی بذریعیت سے بچنے سے پہلے یہ گازیاں مہربانی کر کے سکریٹری ایس ایڈجی اے ذی یا متعلقہ محکمے کو یہ داپس کر دیں۔

**جناب اپیکر:** بہت اچھی بات ہے میں بھی آپ اس بات سے مکملاتفاق کرتے ہوئے آپ کے حکومت سے گزارش کرونا گا کہ پہلے گھر سے شروع کیا جائے اس عمل کوتا کہ دوسروں پر اثر پڑے اور جو حضرات اس وقت حکومت میں ہیں ان کو چاہیے کہ اپنی وہ گازیاں واپس کریں اگر وہ اس کے حجاز نہیں ہیں بہر کیف بہت شکریاً آپ کا مولانا صاحب آپ جوابات ملاحظہ فرمائیں گے۔

**مولانا امیر زمان (سینئر وزیر):** بسم اللہ الرحمن الرحيم! جناب اپیکر زیر و آور میں جو ساتھیوں نے بات کی ہیں ایک بات تو میرے خیال میں وہ یونیورسٹی کے متعلق خان صاحب نے کی ہے جہاں تک اس یونیورسٹی کے معاملات ہیں یہ جیسے انہوں نے خود کہا تھا کہ اس کے جزو ذمہ داری ہے وہ شاید میرے خیال میں گورنر صاحب کی ہے تو میں کم از کم اس فلور سے یہ یقین دھانی کرتا ہوں کہ تمام کیس ہم منگوائیں گے ابھی میں نے ابھو کیشن غیر سے یہ بات کی اس کا تفصیلی جائزہ ہم لے لیں گے اور انشاء اللہ جیسے کہ انہوں کے کہا کہ لوگوں نے پیسے جمع کئے ہیں اور ان کو ضمانت نہیں ملابے اور ہم یہ یقین دھانی کرتے ہیں کہ ان کو ہم ضمانت دے دیں گے انشاء اللہ اور جہاں تک واٹر سپلائی کی بات ہوئی واٹر سپلائی جو ہے وہ میرے خیال میں میر صاحب وہ چلا گیا نہیں وہ موجود ہے یہ تمام تفصیل میرے خیال میں پہلے سے ان کو معلوم ہے گورنمنٹ کا حصہ رہا ہے کہ اس میں کچھ واٹر سپلائی اس طرح

ہیں کہ وہ کیونی سُمُّ کی وجہ سے بند پڑئے ہیں ابھی تک وہ اشارت نہیں کئے گئے ہیں اور نہ اس اسکیمات پر ورلڈ بینک والوں پاہنڈی لگائی ہے کہ اس وقت تک آپ اس کو نئے اسکیم نہ دیں جب تک وہ پرانے اسکیمات آپ نہ چلا کیں اور جہاں تک وہ بورکی بات انہوں کے کی کہ وہاں پر سرسیمل کی ضرورت ہے اور اس طرح کا مسئلہ ہے کچھ بورا اس طرح ہیں کہ وہ خالی بورلڈ بینک کی توسط سے کوئی تین بورا ایک حلقوے میں یادو بورا ایک حلقوے میں ہوئی ہیں اس کے متعلق ابھی تک کوئی ہدایات نہیں ہیں جو ہدایات میں تو انشاء اللہ اس ہدایات کے مطابق چونکہ ورلڈ بینک کا پروگرام ہے اور اس کے مطابق وہ چل رہے ہیں تو انشاء اللہ جو بھی باقی حلقوں کے لئے تھے انشاء اللہ اس کے ساتھ بھی وہی سلوک ہو گا اور جہاں تک وہ سماجی تنظیموں کی تعاون کی بات کی ہے اس میں ہماری بھی دلچسپی ہے ہمارے بھی خواہش ہے کہ جتنا جلدی ہو سکے انشاء اللہ ہم کوشش کر لیں گے کہ اس کو کر لیں اور روڑ کی بات جو میرے صاحب نے کی وہ تو میر صاحب نے کی وہ میرے خیال میں فخر صاحب موجود ہے پہلے بھی یہاں اس اسکلی میں ہم نے ان کو بھی یقین دھانی کرایا کہ اس ہم انکو اسزی کر کے جو بھی رپورٹ ہوا آپ کے سامنے رکھ دیں گے میں آج بھی یہ کہتا ہوں چونکہ فخر صاحب خود موجود ہے کہ وہ جتنی جلدی ہو سکے ان کی انکو اسزی کر دیں اور تمام تفصیل معلوم کر لیں کہ اس میں کیا ہے درحقیقت کہ وہ روؤں نہیں بن رہے ہیں تو میرے خیال میں اگر ان کے آپس میں ابھی بات بھی ہوگی تو بات کا ان کو پڑتے ہو گا کہ انہوں نے کیا بات آپس میں کیا ہے کم از کم ہم نے پہلے بھی یقین دھانی کرائی تھی آپ بھی یقین دھانی کرتے ہیں کہ اس کو انکو اسزی کے بعد جو تفصیل سامنے آجائیں گی اس پر عمل دوآمد ہو گا اور جہاں تک زرعی قرضوں کی بات ہے زرعی قرضوں کے متعلق جناب اپنے کریم ایک بات یہ ہے کہ وزیر اعظم کو جو پروگرام ہے اور جس انداز وہ چلاتا چاہتے ہیں اور جو کہتے ہیں افسر جو رشتہ لیتے ہیں اس کی نشاندہی کرایا جائے اور میں سمجھتا ہوں کوئی چیز میں نے سب کو فیکس کے نمبر، میلیفون کے نمبر بھی دیئے ہیں کہ ان نمبروں پر مجھے فیکس کیا جائے کہ فلاں جگہے میں بے ضابطگی ہیں اور یا اس نمبر پر مجھے میلیفون کیا جائے فلاں جگہے ضابطگی ہے اور جہاں تک اس میں کچھ مسائل ہیں اس کے متعلق ایک قرارداد بھی

آرہا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ معزز ارکین اس پر بات بھی کر سکتے ہیں پھر اسی حوالے سے ہم یہاں ہمارے جوانپا گزارشات ہیں وہ ہاں تک پہنچا بھی سکتے ہیں اور جہاں تک وزیر اعظم کا پروگرام ہے وہ میرے خیال میں سب ساتھیوں نے پڑھا ہو گئی وی اخبارات میں اگر کسی کی شکایات ہیں وہ عام آدمی بھی کر سکتا ہے اور ممبر اسیلی تو میرے خیال میں بلا وجہ اور بلا جھجک کر سکتا ہے اور پیش کر سکتا ہے اور جہاں انہوں نے بات کی ہے ہم اپنے توسط سے کم از کم ان کی جو خواہشات ہیں وہ پہنچا دیں گے اور جہاں تک سول ہسپتال پیشیں کی بات ہوئی ہیں وہ جرنیٹر ہیں لگایا گیا ہے اس میں مسئلہ اس طرح تھا کہ وہ پیچا س فیصد کٹ لگایا گیا حکموں پر اس وجہ سے غیر ترقیاتی بحث کے حوالے سے مجھے بالکل بخوبی ابھی جو ہمارے کامینے نے فیصلہ کر لیا کچھ دنوں پہلے کہ یہ ۰۷ فیصد ہم واپس ان کو دئے دیں گے تو اس حوالے سے ہم یقین وحاظی کر سکتے ہیں کہ پیشیں کے میٹر ہے وہ انشاء اللہ ہم لگا دیں گے اور جہاں تک ملازمتوں کی بات ہوگی میں سمجھتا ہوں کہ یہ کہلی دفعہ ہے کہ ملازمتوں کے متعلق اشتہارات آرہے ہیں پہلے تو چیکے لوگوں کو لگائے تھے آب اس دفعہ وہ پریم کورٹ کا مر ہوں منت ہے اور گورنمنٹ کا مر ہوں منت ہے جو بھی آپ سمجھتے ہیں با قاعدہ طور پر اشتہارات آرہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ جن ساتھیوں کے چاہے اس کا جس براوری سے اس کا تعلق Qualafication صحیح ہو اس کو انشاء اللہ ملازمت اپنے جو اصول ہیں اس کے مطابق ملے گا ایسا مسئلہ مجھے نظر نہیں آرہے ہیں اگر جیسے پہلے لگائے تھے اس طرح اگر ہوتا تو پھر شاید وہ معزز ساتھی یہ اعتراض کر لیتے آب چونکہ با قاعدہ طور پر اس طرح وہ اشتہار کے بعد لوگوں کو لگایا جاتا ہے تو اس اشتہار کے بعد جن کا قسم ہو وہ لگ جائیں گے اور جن کی قسم نہ ہوں تو پھر جیسے اختر صاحب کے تھے۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ وہ تفصیل بھی میں ان کے حوالے کر سکتا ہوں دے سکتا ہوں وہ پڑھ لیں اور جو کچھ اس میں مشکلات ہیں وہ میں بتا سکتا ہوں اگر وہ مطمین نہ ہو سکے تو وہ پھر دوسرے زیر و آور پر یہ بات کر لیں میں ان کو یقین دلاتا ہوں میں ان کو جواب دے دوں گا اب میرے خیال میں اس وقت اس حوالے سے یہاں بات مناسب نہیں ہے اور جہاں تک کنٹریکٹ ملازمین کی بات ہوئی ہے یہ ملازمین ہمارے

پاس بھی آئے تھے اور یہ مسئلہ کے متعلق ہم نے مرکز سے بات بھی کی ہے میں سمجھتا ہوں واقعہ ایسا مسئلہ  
ہے جس کے مسئلہ ہے اور ہم اس ایوان کے توسط سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ بلوچستان کے جتنے لوگ  
کنٹریکٹ پر ہیں اور جو برسرے روزگار ہیں ان کو کم از کم بے روزگار نہ کیا جائے اگر باقی نہیں دے  
سکتے ہیں یہ جن کو ملے ہیں ان کو بے روزگار نہ کیا جائے اور ان کو روزگار ملا ہے ہم ان کے ساتھ ہمدردی  
روکھتے ہیں اور افسوس سے بات کرتے ہیں کہ بے روزگار والے لوگوں کو نکالنا یہ یقیناً زیادتی ہو گی اور ظلم  
ہو گا تو ہم اس ایوان کے توسط سے مرکزی حکومت سے گزارش کرتے ہیں کہ ان کو بحال کیا جائے۔

**جناب اپنیکر:** شکر بھی سب کا آب نے بتا دیا زیر و آور اور۔

**میر عبدالکریم نوشیر والی:** جناب اپنیکر میں ان تحریکوں کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں چونکہ میں گورنمنٹ کا ایک حصہ ہوں یہ تو چاہیے تھا کہ جتنی تحریکیں ہیں اور قراردادیں ہیں ان کو آپ دیکھئے۔

**جناب اسپیکر:** نہیں میں اور تحریک کی بات کر رہا ہوں میر ظہور حسین خان کھو تو تحریک الٹا نمبر ۸ پیش کرس۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ: تحریک انوانبر ۸۔ میں دوچڑی میں فوری اہمیت عامہ حال ہی  
وقوع پذیر مسئلہ پر تحریک انوانبر نوٹس پیش کرتا ہوں مسئلہ یہ ہے کہ گزشتہ ماہ سیشن نجع ذیرہ مراد جمالی کو سکے  
آتے ہوئے ذیرہ مراد جمالی کے قریب ڈاکوں کی فائزگ کی زدی س آگیا جلکی سرکاری گاڑی کو خست  
لگسان پہنچا اور وہ خود بال بال بچ گئے اس واقعہ پر مقامی انتظامیہ عدالتی افسران اور علاقے کے عوام  
عدم تحفظ کا شکار ہیں اور اپنے آپ کو غیر محفوظ پار ہے ہیں اور پورے علاقے کے عوام کی حالت غیرسلی  
بخش ہے لہذا اس بدلی کی کارروائی روک کر اس اہم مسئلہ پر بحث کی جائے۔

**جناب اپیکر:** تحریک یہ ہے کہ گزشتہ ماہ سیشن بچ ڈیرہ مراد جمالی کو سن آتے ہوئے ڈیرہ مراد جمالی کے قریب ڈاکوں کی فائرنگ کی ذمیں آگئے جس سے سرکاری گاڑی کی سخت نقصان پہنچا اور وہ خود بال بال بچ گئے اس واقعہ پر مقامی انتظامیہ عدالتی آفیسر ان اور علاقے کے عوام عدم تحفظ کا شکار

ہیں اور اپنے آپ کو غیر محفوظ پار ہے ہیں پورے علاقے میں اس وامان کی حالت غیر تسلی بخش ہے لہذا اسیلی کی کارروائی روک کر اس اہم مسئلے پر بحث کی جائے۔

جناب اپسیکر: میر ظہور حسین خان کھوسہ آپ اس مسئلے پر بات کریں گے۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ: جناب اپسیکر یہ تحریک جو میں نے پیش کی ہے یہ بہت اہم ہے اور وہاں پر اس وامان کی حالت بہت غریب ہے ہر طرف سے اور ہر طریقے سے چونکہ یہ تحریک ۲۹ نومبر کو اس وامان کے مسئلے بحث میں آ رہی ہے اس لئے میں اس دن اس پر بات کروں گا اور آج میں اس پر زور نہیں دیتا ہوں۔

جناب اپسیکر: تمیک ہے زور نہیں دیا گیا۔ اگلی تحریک اتو امیر ظہور حسین خان کھوسہ کی ہے پیش کریں۔

ملک محمد سرور خان کا کڑ (وزیر قانون): جناب اپسیکر اب ایک تحریک اتو اجو انہوں نے پیش کی ہے اس کے بارے ہیں انہوں نے کیا فیصلہ کیا ہے جب وہ محکم اس پر زور نہیں دے رہے ہیں تو آپ اس کو رجیک کر دیں اور اوٹ آف آرڈر کر دیں۔

جناب اپسیکر: آپ درست کہتے ہیں ہو گیا ہے۔

عبد الرحمن خان مندو خیل: جناب جو مشر صاحب کر رہے ہیں وہ یہ ہے یہ تحریک آز ہبل ممبر نے پیش کیا اس کے معنی یہ نہیں ہے کہ معزز ممبر نے زور نہیں دیا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ رجیکت ہوا یہ اور مسئلہ ہے جو وزیر صاحب کر رہے ہیں اگر رجیکت کا مسئلہ ہے یا اذ میز بلٹی کا مسئلہ ہے تو پھر اس پر دوٹ ہو گا اس لئے وہ *Not Pressed* تحریک کو بنادیا گیا۔

ملک محمد سرور کا کڑ: جب ایک تحریک اتو اپیش ہو گیا اس کے متعلق یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ آپ اس کو ذیفر کریں۔

جناب اپسیکر: میں نے ذیفر نہیں کیا میرے بھائی دو تحریک اتو ایک دن کیسے پیش ہو سکتی ہیں آپ اسیلی کے روز ۵۷ پڑھیں دو تحریک اتو ایک دن میں نہیں پیش ہو سکتی ہیں آپ رول پڑھیں۔

جناب اسپیکر: میں نے پڑھا ہے آپ پڑھیں اس تحریک پر زور نہیں دیا گیا ہے۔

شیخ جعفر خان مندو خیل: جناب آپ دیکھیں روڑ کے مطابق اگر آپ ایک دن میں پچاس تحریکیں کی اجازت دیں گے تو ہمیں اعتراض نہیں ہے مگر اصول کے مطابق ہو آپ کے روڑ اس کی اجازت آپ کو نہیں دے رہے ہیں جب وہ ایک تحریک کو پر لیں نہیں کرتے ہیں تو وہ اس کو پیش کیوں کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: پیش تو اس لئے ہوئی ہے کہ وہ آن ریکارڈ ہے پیش ہوئی ہے۔

شیخ جعفر خان مندو خیل: پھر آپ قانون کے مطابق فیصلہ دیں تاکہ فیصلہ آن دی ریکارڈ ہو جائے۔

جناب اسپیکر: انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ پر لیں نہیں کرتے ہیں اس پر فیصلہ ہوا not come again بات ختم ہو گئی اور یہ چونکہ پر اپنی ہاؤس کی بن چکی تھی جعفر صاحب پر اپنی ہاؤس کی بن چکی چونکہ ہاؤس کی پر اپنی بننے کے بعد آئی ہے جس کا پڑھنا لازمی ہے اس کو لانا ہاؤس میں لازمی ہے اب وہ پر لیں نہیں کرتے۔

شیخ جعفر خان مندو خیل وزیر: جب آپ فیصلہ کرتے ہیں تو روڈ کے مطابق یہ پھر پیش نہیں ہو سکتے۔

ملک محمد سرور خان کا کڑ (وزیر): جناب اسپیکر یہ پر اپنی نہیں ہے یہ ۱۹ تاریخ سے ایک تحریک التوا آرہا ہے اس کے اوپر ایک فیصلہ ہوا تھا ۲۹ تاریخ کو امن نام کی حالات پر بحث ہو گی اس میں سب ڈسکس ہونگے اور یہ روز تحریک التوا لارہے ہیں اور آج یا کل کے جو نئے واقعات ہوئے ہیں ان کو موقع نہیں مل رہا ہے لہذا امہر یا نی کریں تو اسی روز ہیں اگر آپ نے اس کو باضابطہ قرار دیا ہے تو آپ دوٹ کریں اگر باضابطہ نہیں ہے تو اس کو ختم کریں۔

جناب اسپیکر: Not Pressed یہی تو میں کہ رہا ہوں اگلی تحریک التوا میر ظہور حسین خان کھوسے صاحب پیش کریں۔

**میر ظہور حسین خان کھوسمہ:** تحریک اتو انبر ۹۔ میں درج ذیل فوری اہمیت کے مسئلے عوامی اہمیت کے حال میں وقوع پذیر مسئلہ پر تحریک اتو اپر نوش پیش کرتا ہوں مسئلہ یہ ہے کہ تقریباً ایک ماہ کے واقعہ ہے کہ چند نامعلوم ڈاکوں نے ڈیرہ مراد جمالی کے تاجر سیٹھ جو بیت مل جو کہ اپنی گاڑی میں جا رہے تھے گن پوائنٹ پر ان کو گاڑی سمیت جبراً غواہ کیا گیا جو کہ تا حال با آمد نہیں ہوا ہے اس قسم کے واقعہ سے دہان کے اقلیتوں میں سخت پریشانی پائی جا رہی ہے لوگ عوام عدم تحفظ کا شکار ہیں تا حال انتظامیہ کی طرف سے کسی قسم کا کوئی کارروائی عمل میں نہیں لایا گیا ہے اور دہان کے لوگ اپنے آپ کو غیر محفوظ بھرہ ہے ہیں اور علاقے میں امن امان کی حالت بھی غیر تسلی بخش ہے اور آئے دن اس قسم کے واقعات رومنا ہو رہے ہیں اسیلی کارروائی روک کر اس اہم واقعہ پر بحث کی جائے۔

**جناب اپسیکر:** مسئلہ یہ ہے کہ تقریباً ایک ماہ کے واقعہ ہے کہ چند نامعلوم ڈاکوں نے ڈیرہ مراد جمالی کے تاجر سیٹھ جو بیت مل جو کہ اپنی گاری میں جا رہے تھے گن پوائنٹ پر ان کو گاڑی سمیت جبراً غواہ کیا گیا جو کہ تا حال برآمد نہیں ہوا ہے اس قسم کے واقعہ سے دہان کے اقلیتوں میں سخت پریشانی پائی جا رہی ہے لوگ عوام عدم تحفظ کا شکار ہیں تا حال انتظامیہ کی طرف سے کسی قسم کا کوئی کارروائی عمل میں نہیں لایا گیا ہے اور دہان کے لوگ اپنے آپ کو غیر محفوظ بھرہ ہے ہیں اور علاقے میں امن امان کی حالت بھی غیر تسلی بخش ہے اور آئے دن اس قسم کے واقعات رومنا ہو رہے ہیں اسیلی کارروائی روک کر اس اہم واقعہ پر بحث کی جائے۔

**جناب اپسیکر:** جی جناب ظہور صاحب یہ میں نے سنائے کہ وہ تو برآمد بھی ہو گیا ہے۔

**میر ظہور حسین خان کھوسمہ:** جناب اپسیکر یہ دونوں تحریک میں نے پہلے دن لائے تھے چونکہ وہ چونکہ محل برآمد ہو چکے ہے اور اس وقت ان پر برآمد نہیں ہوئے تھے اور امن و امان کا صورت حال نہیک نہ تھا۔

**جناب اپسیکر:** آپ کو اس کو آگے لانا نہیں چاہتے ہے ختم ہو گئی بات بس چھوڑیے آپ نہیں لانا چاہتے ہیں چلیں جی اگلی تحریک اتو انبر ۱۰ سردار محمد مینگل۔

**سردار محمد اختر مینگل:** ہم اسیلی کے قواعد و انصباط کار 1974 کے قاعدہ ستر کے تحت یہ تحریک التوا کا نوش دیتے ہیں کہ اس ایوان کی معمول کی کارروائی روک اس عوایی اہمیت کے فوری مسئلے پر بحث کی جائے کہ بلوچستان کے ساحتی علاقوں میں کراچی کے ٹرالر ماہی گیری کے لئے پچس سے لے کر تیس ہزار روپے رشتہ لے کر مچھلی کاشکار کی اجازت دیتے ہیں اس طرح مقامی ماہی گیر متاثر ہو رہے ہیں یہ فوری اہمیت کا حامل مسئلہ ہے جس سے صوبے کے عوام میں ختم تشویش پائی جاتی ہے۔

**جناب اپسیکر:** تحریک التوا نمبر 10۔ تحریک التوا یہ ہے کہ ہم اسیلی کے قواعد و انصباط کار 1974 کے قاعدہ ستر کے تحت یہ تحریک التوا کا نوش دیتے ہیں کہ اس ایوان کی معمول کی کارروائی روک اس عوایی اہمیت کے فوری مسئلے پر بحث کی جائے کہ بلوچستان کے ساحتی علاقوں میں کراچی کے ٹرالر ماہی گیری کے لئے پچس سے لے کر تیس ہزار روپے رشتہ لے کر مچھلی کاشکار کی اجازت دیتے ہیں اس طرح مقامی ماہی گیر متاثر ہو رہے ہیں یہ فوری اہمیت کا حامل مسئلہ ہے جس سے صوبے کے عوام میں ختم تشویش پائی جاتی ہے۔

**سعید احمد ہاشمی:** جناب اپسیکر ہمیں اعتراض نہیں ہے اسے admit کیا جائے ظمینت کے لئے We have no objection it may be admissibility

- Admitted for debate

**سردار اختر جان مینگل:** ایک دن میں تقریباً ایک ہی تحریک التوا (admit) کر یعنی توہاری یہ خواہش ہے اگر اسکو ہم 29 Next کے لئے رکھ لے اور آج ہے جو اہم مسئلہ ہے۔

**جناب اپسیکر:** نہیں اس کو آپ کیا کرنا چاہتے ہے۔

**سردار اختر جان مینگل:** ہم اس کو فی الحال پر لیں نہیں کرنا چاہتے ہے اس کو د

**جناب اپسیکر:** اس کو پھر آپ ختم کر لیں گے آپ ان کو ختم ہو جائیں گے پھر۔

**سردار اختر جان مینگل:** کیونکہ اس سے اہم مسئلہ جو تحریک التوا ہے دوبارہ ہم لوگ۔

**جناب اپسیکر:** وہ آپ پر لیں نہیں کرنا چاہتے وہ ختم ہو جائیں گے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: زرداری کے لئے - With due respect

سعید احمد ہائی: ہماری خواہش ہے کہ آئیے اس پر debate یہ تو بہت بڑا الزام لگایا گیا 25 سے 30 ہزار روپے ٹارمیں لیے جا رہے ہیں verify - We take verify

شیخ جعفر خان مندوخیل: ہم گورنمنٹ کے اپوزیشن پر Clarify کریں گے اچھا ہے پرانے ریکارڈ آجائیں گے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا یہ تھیک کہہ رہا ہے یہ کوئی مسئلہ نہیں لیکن اس میں ہمارا مسئلہ یہ ہے یہ ہمارے Admissibility کا مسئلہ ہے اس لیے جناب والا میں پہلے عرض کیا کئی دن ہمارے خالی گئے تو اس میں ہمارے یہ جو تحریک التواب ہے آج چونکہ قرارداد آ رہا ہے Forbes کی پہلی کا کہ ان کو وہ دیے گئے ہیں اور ہماری تحریک التواب ہے اسی حوالے سے اس لیے ہم اس کو ایک جگہ لانا چاہئے ہیں ذرا آپ مہربانی کریں جناب اب Admissibility کا مسئلہ ہے تو اس لیے یہ جب ہو جائیگا تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ جو ہمارے Forbes والا ہے اسکو admit کا اجازت نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ ایک دن ایک admit ہے اس لیے ہم اسکو آج stress کرتے 29 کے لیے رکھے اس پر بحث ہو۔

میر محمد اسلم بلیدی: جناب اپنے کیسا اس پر آج بحث ہوئی چاہیے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: یا جناب والا آپ ایسا کریں اسکو Admit شکریہ کل دن رکھے مہربانی کریں دیکھے جناب والا ہمارے پاس دو دن ہیں دیکھئے آپ مہربانی کریں۔

جناب اپنے کیسا: دیکھئے جب میں admit کروں گا تو دوسروی کوئی نہیں آئے گی۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: نہیں تو آپ اسے کریں کل کا دن رکھے sitting کا۔

جناب اپنے کیسا: اذان ہو رہی ہے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: اس میں ہم اس کو admit کرو کر اس پر قفل بحث کریں گے جس طرح ہمارے دوست چاہئے ہیں۔

جناب اپیکر: اذان ہو رہی ہے ذرا۔

میر عبدالکریم خان نو شیر وانی: نہیں جناب اپیکر اس پر بحث آج ہونا چاہئے آج اس کو آج admit کروتا کہ اسکے سخت پر اثر نہ پڑے گل تک۔

جناب اپیکر: آپ مسلمان ہیں اذان ہو رہی ہے اذان ہونے دو پھر بات کریں آپ۔

جناب اپیکر: جی سردار کیتھران صاحب۔

سردار عبدالرحمان خان کیتھران: جناب اپیکر یہ جو تحریک التواب ہے کہ اپنی کے نرالز کے متعلق ہے اس پر الزام لگایا گیا ہے کہ ۲۵ سے ۳۰ ہزار جو قرارداد آئی ہے میں نے اور غنور گفتگو نے Forbes کے متعلق ہم نے بھی دیا ہے قرارداد تو اس میں ہے باہر کی کمپنی ہے جس کو Bardehle کے پاس ساتھ متعلق نہیں ہے اسکو آج admit کر لے۔

جناب اپیکر: نہیں اس سے متعلق نہیں ہے یہ تھیک ہے میں نہیں بات ہے کی کہ admissible کر کے اس کو رکھنا ہے آیا نہیں رکھنا۔

سردار عبدالرحمان خان کیتھران: یہ اس کے ساتھ متعلق نہیں ہے اس کو آج کر لے۔

جناب اپیکر: میں نہیں کر رہا ہوں آپ کی بات درست ہے میں تسلیم کرتا ہوں بات ہے admissibility کی کوئی admissible کر کے اس کو آیا رکھنا ہے نہیں رکھنا ہے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: اسکو admissible کریں گے جناب والا۔

جناب اپیکر: دیکھتے تھے آچکی ہے میری بات سنئے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: آگئی۔

جناب اپیکر: آچکی ہے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: تھیک ہے۔

جناب اپیکر: اس پر بات ہوئی ہے admissibility پر کہ admit کیا جائے نہ کیا جائے تھیک ہے جی یا تو کہ کہ not press فتح کیا جائے اسکو ختم کرتے ہے ہم لوگ یا آپ

admissibility پر بات رہیں۔

عبدالرحیم خان مندو خیل: ہم کہتے ہیں جناب والا آن کو ذیفر کریں۔

جناب اپسیکر: نہیں نہیں ذیفر no under the rules I can't defer it just clear all rules can notreles permit بات کریں جناب کل آجائیں باقی۔

عبدالرحیم خان مندو خیل: جناب والا ہم یہ کہتے ہیں کہ اس کو admit کریں۔  
جناب اپسیکر: ہاں۔

عبدالرحیم خان مندو خیل: admit کریں۔

جناب اپسیکر: تو آپ کریں میں تو یہی کہہ رہا ہوں وہ تو کہہ دیا انہوں نے admit ہو گئی بس صحیک ہے جی اسکو کب کے لئے کرنا چاہئے آپ۔

عبدالرحیم خان مندو خیل: admit کے لئے وہجگ ہو

جناب اپسیکر: آج یہی بات کریں گے آج تین روز کا نوش ہو گا اس میں۔

سردار اختر مینگل: تین روز ہو گے۔

جناب اپسیکر: تین دن کا نوش ضروری ہے وقفہ ہوا تھا تین دن کا اس میں It will come under the rules on notice بھیجھے تین دن دینے پڑھتے ہیں اس میں کہ تیاری کری جائے ہاؤس تیاری کر لے کے ۲۹ well you کے لئے۔

عبدالرحیم خان مندو خیل: جناب والا ۲۹ کو تو law and order کا منکد ہے

جناب اپسیکر: یا بھی آجائیں فکر نہ کریں آپ۔

سردار اختر خان مینگل: pint or rder جناب اپسیکر جس طرح کے ابھی آپ نے rule quote کیا کہ ایک تحریک اتوا admit ایک دن ہوئی تو دوسری admit نہیں ہو سکتی اسی طرح ایک تحریک اتوا پر دو تحریک اتوا پر ایک دن بحث بھی نہیں ہو سکتی۔

**جناب اپسیکر:** نہیں بحث تو ہو سکتی ہے اس میں کوئی rule نہیں ہے اس میں کوئی rule ہے کہ صرف تین دن کا وقفہ ناپڑھتا ہے یہ نہیں ہے کہ اس ضروری ہے ایک آچکی ہے دوسری نہیں آجیگی تین دن کا وقفہ ضروری ہے اس میں will bw met agait after the house is now adjourned for 25 minutes thank you (اجلاس کی کارروائی دوبارہ زیر صدارت جناب اپسیکر میر عید الجبار دو، مگر پندرہ منٹ پر شروع ہوئی۔)۔

### (قرارداد دیں)

**جناب اپسیکر:** اب ہماری قراردادیں ہیں ان کے متعلق میں ہاؤس سے گزارش کروں گا کہ عرض کرنا چاہوں گا کہ قراردادیں حکومتی وزرا کی جانب سے پیش کرتا یہ کوئی ہماری پارلیمانی روایت نہیں ہے کہ حکومت کے وزرا قراردادیں ہاؤس میں پیش کریں اور جوان کے اپنے خلاف اور حکومت کے خلاف ہی ہوتی ہیں ان کے مرکز کے خلاف ہوتی ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پارلیمانی روایت کو جس طرح اس کی روح ہے اس طرح بحال کریں تو بہتر ہے گا بجائے اس کے حکومت کے خود وزرا قراردادیں پیش کریں اور سمجھنیں آتی کہ کس کے خلاف یہیں حکومت اپنے خلاف کیسے پیش کرے گی اگر حزب اختلاف پیش کرتی ہے تو پھر بات سمجھو آتی ہے اگر حکومتی وزرا صاحبان ہی کرتے ہیں تو وہ بات میرے خیال یہ بات پارلیمانی روایت کے خلاف ہے اس دفعہ اور اس وقت قراردادیں ہیں وہ سب وزراء صاحبان کی جانب سے ہیں میری یہ ہاؤس سے گزارش ہے اور آئینہ اس بات کو دیکھیں کہ وزراء صاحبان کی جانب سے الیکی قراردادیں نہ آئیں تو بہتر ہے دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ گو کہ یہ پارلیمانی روایت نہیں ہے یہ ایک طریقہ ہو سکتا ہے کہ اگر متعلقہ کوئی ایسا مسئلہ ہے تو اس مجھے کا متعلقہ وزیر اس بات کو اس چیز کو اس مسئلے کو جواہم نوعیت کا وہ سمجھتے ہیں اور اس پر بحث ہوئی چاہئے تو ایسے مسئلے کو وہ پہلے اپنی کابینہ میں پیش کریں کابینہ میں اس کی ڈسکشن ہو اس کے بعد جو کابینہ فیصلہ کرتی ہے وہ کرتے۔

**سردار محمد اختر مینگا:** جناب کو مٹونا ہوا ہے وہ پورا کرائیں۔

**جناب اپنے کریم صاحب گھنٹیاں بخواہیں۔**

**جناب اپنے کریم:** شکریہ کو مرد پورا کرتا اور حاضری کو صحیح رکھنا رابطہ رکھنا اصلیٰ یکرثیت میں اور حکومت میں چیف ویب اس سلسلے میں حکومت کی جانب سے ہوا کرتا ہے۔ میری طرف سے حکومتی پیغام سے گزارش ہے کہ آپ اپنے میں سے کوئی چیف ویب مقرر کر لیں تاکہ وہ ان باتوں کا مدعا کرتا رہے وہ اس کی ذیولی ہو گی کہ وہ حزب اختلاف سے رابطہ رکھے آپ سے رابطہ رکھے اصلیٰ یکرثیت سے رکھے باوس کو مکمل کرنا ہو گا اس سلسلے میں اگر میری گزارش پسند ہو تو آپ اس طرف موجود ہیں۔

**جناب اپنے کریم:** سعید احمد ہاشمی۔

**سعید احمد ہاشمی (وزیر):** جناب آپ نے جس چیز کا نوش لیا اور جس چیز کی بھیں نشان دہی کرائیں آپ سے اتفاق کرتا ہوں کہ وہ ہمارے روڑا اگرچہ یہ اجازت دیتے ہیں کہ وزراء صاحبان قرارداد میں لا سکتے ہیں تین دن کے نوش پر۔ لیکن روایت ہے کہ مشرک کے لئے پہلا فورم کا بینہ ہوتی ہے اور جب اسکے پاس وہ فورم ہے اور ہونا چاہیے اگر کوئی چیز پیش کرنی ہے وہ پہلے اس فورم پر کرے وہاں منظور کرائے اگر صوبائی معاملہ ہے وفاق ہے تو بھی کہنٹ سے منظور کرو اکر پیش کرے وفاق کو اشوٹ لے جائے اور میں اس سے اگیری کرتا ہوں کہ ہم اپنی پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں اس اشوٹ کو دیکھیں کوئی فیصلہ کریں اور دوسرا جو آپ نے چیف ویب کی بات کی ہے اسکا بھی ہم انشا اللہ اپنی پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ میں بینہ کر کوئی فیصلہ کریں گے اور کسی نہ کسی ساتھی کو یہ ذمہ داری سونپ دیں گے۔

**جناب اپنے کریم:** شکریہ اب قرارداد میں ہیں اور اسکے بارے میں مولا نا صاحب کی رائے یہاں چاہتا ہوں وہ کیا فرماتے ہیں۔

**مولانا امیر زمان (سینئر مشرک):** جناب اس بارے میں بات ہو گئی ہے اور جیسا کہ ہاشمی صاحب نے کہا ہے یہ بات ہو گئی ہے کہ چونکہ پہلے ہماری روایت پہلے رہی ہے حکومت کی طرف سے ہو یا پوزیشن کی طرف سے ہو قرارداد میں پیش ہوتی رہیں ہیں اگر آپ چاہتے ہیں کا کوئی قاعدہ ہے تو آپ اس کو باقاعدہ سر کو لیت کر دیں اور ہم بینہ کر فیصلہ کر لیں گے اور آج کی جو کارروائی ہے اس کو

آگے چلا کیں۔

جناب اپسیکر: شکریہ آج کی جتنی قراردادیں ہیں وہ چلاتے ہیں اور ہاؤس کو آپس کے مشورے سے آگے چلانا اچھی روایت ہے بہتر ہوتا ہے اس سے مسائل بھی حل ہوتے ہیں اور ہم اچھے قدم انہا کر اپنے ملک کے لئے اپنے علاقت کے لئے اچھے اقدام کر سکتے ہیں۔

جناب اپسیکر: سرکاری کارروائی۔ قراردادیں مشترکہ قراردادیں ہے کوئی آپ میں سے ایک پیش کریں۔

### مشترکہ قرارداد نمبر ۳۱

مولانا امیر زمان (سینئر منیر): یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ مرکزی حکومت سے رجوع کرے کہ صوبہ بلوچستان کورتی کے لحاظ سے فنڈ زفراہم کے جائیں اور ساتھ ہی نئی صنعتیں لگائے اور موجودہ بند صنعتوں کو چلانے کا فوری طور پر انتظام کیا جائے نیز خود روزگار اسکیمیں اپنائی جائیں تاکہ لوگوں کو روزگار میسر ہو سکے۔

جناب اپسیکر: قرارداد یہ ہے کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ مرکزی حکومت سے رجوع کرے کہ صوبہ بلوچستان کورتی کے لحاظ سے فنڈ زفراہم کے جائیں اور ساتھ ہی نئی صنعتیں لگائے اور موجود بند صنعتوں کو چلانے کا فوری طور پر انتظام کیا جائے نیز روزگار اسکیمیں اپنائی جائیں تاکہ لوگوں کو روزگار میسر ہو سکے۔

جناب اپسیکر: محکمین صاحبان میں سے کون صاحب بات کریں گے۔

سردار محمد اختر مینگل: جناب اس قراردادیں پر مولانا صاحب سے پہلے میں یہ عرض کروں گا کہ ایک تو ہم فنڈ ریل گورنمنٹ سے درخواست کر رہے ہیں کہ صوبے کورتی کے لحاظ سے فنڈ زدیے جائیں کیوں نہ ہم پر نفل اتنا نومی پر ایک قرارداد لائیں جس میں تمام ممبران بحث کریں جس میں تمام آجاتے ہیں دوسرا مسئلہ جہاں صنعتوں کا ہے جناب اپسیکر صنعتیں وہاں لگائی جائیں گیں جہاں آپ صنعتکاروں کو اس کی چھوٹ دیں گے وہ صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے اور لوگوں گورنمنٹ

کے جو نئے ہیں میں جب تک چھوٹ نہیں دی جاتی ہے۔ اور فیدر میں گورنمنٹ کے مسائل اور صوبائی حکومت کے مسائل تو میں حیران ہوں کہ ان دونوں مختلف مسائل کو کس طرح سے ایک ہی مسئلہ میں لایا گیا ہے ایک قرارداد میں لایا گیا ہے۔

جناب اپنے پریکر: خیر وہ تو بعد کی بات ہے اب وہ اپنا مسئلہ پیش کریں گے ارشاد فرمائیں۔

مولانا امیر زمان (سینیٹر مشر): جناب ایک بات جو سردار اختر میں گل نے کی ہے کہ یہ رقبے کے لحاظ سے فندہ دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں یہ ہمارا بہت زمانے بے مطالبہ ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ۶۲-۶۳ کے آئین میں ہے اور ضمانت موجود ہے اور اگر چوہ آئین اس وقت اس پر عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے لیکن جس وقت اس پر عمل درآمد ہو رہا تھا اس میں رقبے اور پسمندگی کا باقاعدہ ان دونوں آئین میں ذکر ہے کہ ان صوبوں کو جو پسمند ہیں انکو رقبے اور پسمندگی کی بنیاد پر فندہ دیا جائے گا تو لحاظ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی اسی بات نہیں ہے کہ اس بات سے کسی کا اتفاق نہ ہو اور بلکہ بلوچستان کے یوں پرس ساتھیوں کا اس بات پر ایک اتفاق ہے اگر تمام ساتھیوں کی رائے ہے کہ یہ جو صوبائی خود مختاری کی یہ قرارداد آرہی ہے ہم یہ دفعہ اس میں ضم کر دیں میں اس سے اختلاف نہیں کرتا ہوں اور بذات خود میرا اس سے اختلاف نہیں ہے آپ اس میں یہ بات ضم کریں میں اس سے اتفاق کرتا ہوں اور جہاں تک باقی بات ہے جو بند صنعتیں ہیں دیگر نئی صنعتیں لگانا ہیں اور یا خود روزگار اسکیمیں بنانی ہیں اس سے میں سمجھتا ہوں اسکے متعلق اس قرارداد میں ہم بات کر سکتے ہیں اور کہہ سکتے ہیں کہ ایسی صنعتیں ہمارے بلوچستان میں موجود ہیں اور جو اس وقت بند پڑے ہیں اور مرکز سے تعلق رکھتے ہیں ہماری صوبائی حکومت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے مسئلہ ہر نالی دوں مزکا ہے اب ہر نالی دوں مل جو اب بند پڑی ہے اس کے کپڑے کا کوئی ساری دنیا سے بہتر ہے اور جو اس کپڑے کی قیمت ہے تو دنیا میں کسی اور کپڑے کی قیمت اتنا بہتر نہیں ہے جتنا ہر نالی دوں مل کی ہے یا مثلاً جا آپ کی یہ نئت کی فیکٹری ہے وہ یہ نئت کی فیکٹری سب سے بہتر فیکٹری ہے اب اس وقت جو بند ہے اور آپ کا جو بولان بیکشناک مل ہے اب اس وقت بند پڑا ہے اور لوگ ہے روزگار ہیں آپ کے

میرے خیال میں جو پرائیورٹ اسٹائل ہیں ایک پیشین میں موجود ہے ایک کوئی میں موجود ہے اور اسے ساتھ میں نے خود بات کی ہے اور یہ لوگ کمی دفعہ مرکز تک گئے ہیں پیشین میں ہے مدرسے سے آگے جب گزر جائیں اس سے آگے ہے میں گیا ہوں اور خود دیکھا ہے اسکا بچلی کا مسئلہ ہے بچلی کی دلیچ وباں کم ہے جب لوہا گرم ہوتا ہے اور جب دلیچ کم ہوتا ہے تو وہ دوبارہ سرد ہو جاتا ہے اسکے لئے باقاعدہ ہم نے جزیرہ خریدے ہیں اور اب جزیرہ کے لئے مرکز سے کچھ انجینئرنگ ہاں سے پہنچ گئے اب واپس اولے اسکے لئے انہیں این اوی نہیں دے رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہاں پر یہ صنعتیں باقاعدہ سے موجود ہیں اور بڑی بڑی صنعتیں ہیں لہذا اسکو اگر ہم چلا کیس تو اس میں صوبے کا مقابلہ ہے اور عوام کا مقابلہ ہے اور لوگوں کا اس سے روزگار کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے اور اسی طرح جب ہم خود روزگار اسکیم کی بات کرتے ہیں اگر ہم اس طرح سے توجہ دیں۔

**سردار محمد اختر مینگل:** جتاب لو ہے کو پکھانے کے لئے بچلی کی نہیں گیس کی ضرورت ہو گی۔  
**مولانا امیر زمان (سینئر فنшیر):** جتاب بچلی کی ضرورت ہے میں آپ کو دکھا سکتا ہوں میں اسکے لئے سی سالی بات نہیں کرتا ہوں۔

**جناب اپنیکر:** یہ پاور جزیرہ سن ہوئی ہے آپ جس چیز سے بھی کریں۔  
**مولانا امیر زمان (سینئر فنشیر):** ایسا ہے آپ بیٹک جا کر دیکھ سکتے ہیں یہ افسوس کی بات بھی ہے کہ آپ سابق وزیر اعلیٰ ہوتے ہوئے آپ کے علم میں نہیں ہے کہ یہاں پر ایک اسٹائل موجود ہے۔ اب یہ کراچی کرنی ہے جہاں تک یہ معاملات ہیں اسکی تمام حضرات نے گزارش کروں گا کہ اس کو اسی قرارداد کے حوالے سے مرکز سے مطالبه کر لیں اور اس قرارداد کو پاس کر لیں اور ایک نئے جیسا ساتھیوں نے چاہا اسکو بعد میں لے لیں گے بے شک لے لیں لیکن ہمارا یہ مطالبه ہے کہ بلوچستان کو ربیعی اور پسمندگی کی بنیاد پر فائز کرنے جائیں اسکے متعلق ہمارے پاس دلائل بھی ہیں اور ہمارے ساتھ گزشتہ آئین کے حوالے بھی ہیں اور ہم کہہ سکتے ہیں اور ہمارے یہاں کروز دلائل نہیں ہیں مضبوط دلائل پہلے بھی کہے ہوں گے۔

جناب اپنیکر: میر ظہور حسین خان کھوسے۔

میر ظہور حسین خان کھوسے: جناب میں اپنی طرف سے اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اور اپنی پارٹی کی طرف سے بھی بھرپور حمایت کرتا ہوں کہ یہ جوں ہند پڑے ہوئے ہیں بولان نیکست مل مل ہے سیاہ نائی وولن مل ہے اسکو تجھیک کر کے چلا بیجا نے تاکہ لوگوں کو روزگار ملے اور ہماری چیز باہر بکے اسکے علاوہ ایک اور میں نشاندہی کروں گا ہمارے نصیر آباد میں ایک شوگر کیم منظور ہو اتحا اور سابق سینئرڈا اکٹر رسول بخش لہری صاحب نے اس پر کام بھی کیا پڑ بھی رکائے تو اس علاقے کیلئے ایک بڑا چیز ہے اگر اس علاقے کیلئے ایک شوگر کیم بنائے ایک تو کاشنکاروں کو زیادہ منافع ملے گا اچھے پیے میں گے یہاں لاکھوں کا شنکار و بزرگری کرتے ہیں اور دوسرا وہاں لاکھوں لوگوں کو روزگار ملے گا تو میں چاہتا ہوں اسکو بنایا جائے اور جو آدھے میں پڑا ہوا ہے اسکو تکمل کیا جائے اگر اس طرح نہیں ہو سکتا تو حکومت کو چاہیے کہ کوئی اور جگہ دوسرا شوگر کیم کھولے یہ اس علاقے کی ضرورت ہے دوسرا بات ہے وہاں پر ایک جنگ فیکٹری بنتی تھی اس پر پیسے لگے تھے اسی کے لئے پلاٹ مختص ہو اتحا پتہ نہیں اس کا کیا ہوا تو میں چاہتا ہوں اس کے ساتھ وہاں ایک جنگ فیکٹری دہاں قائم ہونی چاہیے وہاں کائن پیر کوشش ہو رہی ہے اسکا کوئی فائدہ نہیں ہے تو میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔

جناب اپنیکر: شکر یہ۔ مسٹر عبدالرحیم خان مندوخیل۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب اپنیکر میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے قرارداد نمبر اکٹیس پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا تو جناب اپنیکر پہلا یہ نکتہ ہے کہ ہم یہ کریں کہ ایک قرارداد صوبائی خود مختاری کے بارے میں واضح تیار کریں یہ ہمارے صوبے کا مسئلہ ہے کہ اسکا سب کو علم ہے اب جو بجزان ہے معاشری وہ اسی صوبائی خود مختاری سے متعلق ہے اور اسی طرح جو پچھلی حکومت کے مسائل تھے وہ اس سے متعلق تو اس لئے ہمارے صوبے کے مفاد میں ہے کہ سب پارنسیاں مل کر ایک موقف اختیار کرو اور ایک قرارداد پیش کریں اس میں یہ اسکا پہلا جو حصہ اس میں شامل کریں باقی چونکہ مولا نا صاحب کہہ رہے ہیں کہ اس قرارداد پر ابھی بحث میں جائے اور اسکو اسی شکل میں ابھی

منظور کیا جائے تو ہمارا اس سے بھی اتفاق ہے اور ہماری یہاں صنعتیں بند ہیں میں تائید کرتا ہوں جتنا کی  
وون مل۔ ایک بالکل معیاری وون مل تھی اور ہمارے علاقے وہاں بھیڑ بکریوں کے اوون سے وہاں  
رامیر میں مل سکتا ہے اسکا معیار تمام دنیا میں مانا ہوا ہے اسی طرح بولان نیکشاں مل سریا ب  
نیکشاں دوسرے ہمارے مختلف نیکشاں مل میں اسکے متعلق افسوس ہوتا ہے لوگ اس پر ناراض ہوتے  
ہیں اور یہ وہی مسئلہ ہے جسکے متعلق ہم ہمیشہ فریاد کرتے ہیں کہ لاہور کے حکمران ہیں انکی امنشیری ہے  
ہم اسکی کالوںی ہے اور وہ اپنی صنعت کو ترقی دینے کیلئے ہماری صنعت کو آگے چھوڑتے نہیں ہیں ہماری  
صنعتیں تھیں اسکے بغیر ہم خود کفیل کیسے ہو سکیں گے اپنے پاؤں پر کیسے کھڑے ہو گئے اس وقت ہوئے  
جب ہماری صنعتیں ہو گئیں ہمارا اپنا پوششل ہے ہمارا اپنا امنیر ہے اور استعمال ہو تو ہمارا روزگار بھی  
ہو گا اور ہم پروڈکشن کریں گے تجارت ہو گی وہ بد قسمی سے کالوں میں ازم کا شکار ہیں استعماریت کا  
نوآبادیت کا یہ ایک اہم اظہار ہے کہ ہم اپنی صنعتوں کو ترقی نہیں دے سکتے ہیں اس لئے میں اس  
بات کی مجموئی طور پر تائید کرتا ہوں کہ ہمارے صنعتوں کو تمام کو بحال کیا جائے تاکہ ہماری صنعت  
ہو اور یہ مزدور دوبارہ کام پر لگ جائیں۔ مستوگ کا ایک کارخانہ تھا جو بند کیا جائے اسکو خلام کیا گیا یہ  
ایسی چیز ہیں انکو دیکھنا ہے۔

جناب اپسیکر: سردار محمد اختر مینگل۔

سردار محمد اختر مینگل: شکریہ جناب اپسیکر جیسا کہ ممتاز ممبر جناب مندوخیل صاحب نے کہا کہ  
ہم نے ٹریوری بیچ سے بات کی تھی کہ ہم پروٹسل اٹانوی پر ایک قرارداد لانا چاہتے ہیں اس اس  
میں میرے خیال میں ہو بے کہ جس ممبر کا جس حلقت سے بھی تعلق ہو جمایت کرے گا وہ اس مسائل کے  
بارے میں جن کو آج کل نظر انداز کیا گیا ہے اسکا انکو بجا احساس ہے لیکن ہم چاہتے ہیں کہ اس ایوان  
سے جو قرارداد منظور کراتے جائے اسکی شکل اسی ہو اس کو کوئی زور نہ کر کے کوئی ٹھوں مواد اس میں ہو  
اسکی ڈرافٹنگ اس طرح ہو کہ مدقائق جو ہمارا فریق ہے وہ ایک جنپش قلم سے اسکو جیکٹ ن  
کر سکے۔ جہاں تک رقبے کے لحاظ سے میرے خیال میں کسی کو اعتراض نہیں ہو گا کہ رقبے کے لحاظ

سے بلوچستان کو فنڈ نہ دیا جائے لیکن سب سے بڑی بات ہے کہ کسی کو کہا گیا کہ ہم آپ کو کارہاں میں شامل نہیں کرنا چاہتے اس نے کہا کہ میں اونٹ پر بنیوں گا ابھی تک جو آبادی کے مطابق انہوں نے طے کیا ہے وہ فنڈ نہیں مل رہے ہیں رقبہ تو ہماری ڈیماڈ ہے اسکے متعلق ہم کوئی پچھلی بھی لاسکتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے مگر قرارداد جو بلوچستان اسلامی سے پیش کی جائے ڈیماڈ کرنے والی یہ اسلامی ہے درخواست کرنے والی یہ اسلامی ہے تو اس میں وہ پچھل پوایخت جسکے لئے مدقائق فریق انکار نہ کر سکے دوسری جو بند صنعتیں ہیں اس میں کوئی شک نہیں جنکا تعلق مرکزی حکومت سے ہے جن پر نیکس اگائے گئے ہیں اور جوان کو رعایات دی گئی تھی وہ بند کردی گئی ہیں اور جسکو فنڈ گیک مرکزی حکومت کی جاتی تھی لیکن پچھلے صنعتیں ایسی ہیں جو صوبائی میکسزر کی وجہ بند ہوتی جا رہی ہیں جب کی مثال جو سیمیر مشری مواد ایمیر زمان صاحب نے دی ہے جناب اسپیکر حب کی صنعتیں ہیں کراچی کے مقابلے میں جو لوکل آکڑا نے لگ رہا ہے وہ دون پوائنٹ فائیو ہے اور کراچی میں دون پر سدھ ہے تو وہ صنعتکار کراچی کا علاقہ چھوڑ کر توریاں آباد یا گورانوال علاقہ چھوڑ کر حب میں صنعتکاری کیوں کر کے گا جب تک آپ نے اسکو یہاں بہتر کیوں نہ دی ہو اب سننے میں آیا ہے کہ دون پوائنٹ فائیو کو تحری پر سدھ کیا جا رہا ہے صرف اسلئے کہ لوکل گورنمنٹ کے تحکید ار کو اوپلاج کرنے کے لئے اسکی وضاحت ہماری کر سکے گی آیا اس میں اضافہ کیوں کیا جا رہا ہے آیا ہم اس علاقہ کے لوکل گورنمنٹ سے اس مخصوص طبقے کو اہمیت دینے کے لئے تمام صنعتوں کو تالا لگانے کے لئے سوچ رکھا ہے اگر اب ہم اس میں کمی کریں تو ہو سکتا ہے بعد میں ان فنڈز میں صنعتیں لگنے سے اس میں اضافہ ہو جائے اسی حوالے سے ہم چاہیے ہیں کہ اس میں یہ ترمیم کی جائے جو مقامی صنعتیں ہیں جنکا تعلق صوبائی حکومت کے میکسزر سے ہے اسکے اوپر بھی نظر ثانی کی جائے۔

**جناب اسپیکر:** شکریہ ہی بسم اللہ خان کا کڑا  
**بسم اللہ خان کا کڑا (صوبائی وزیر):** جناب یہ جو قرارداد پیش ہوئے ہیں اور اسے پیش  
پیش ہوتے رہے ہیں یہ یہ گہ کیا جاتا رہا ہے کہ یہاں قرارداد میں پاس ہوتی ہیں پیش ہوتی ہیں لیکن اسکا

اڑپیس ہے اسی فلور پر بھی ہمارے مھر زر کن یہ گد کرتے رہے ہیں تو میں سمجھتے ہوں اور اس چیز کا تائید کرتا ہوں کہ صوبائی خود مختاری کے حوالے سے بھی ہمیں ایک قرارداد پاس کرنی چاہیے تاکہ ہمیشہ یہ نہ کہیں کہ وفاق ہمیں یہ چیز دے وفاقد ہمیں اور وہے بلکہ کچھ معاملات ایسے ہوں جس میں ہم خود فیصلہ کرنے اور اس کے چلانے کا مکمل اختیار رکھتے ہوں تو ہمیشہ ہر چیز کے حوالے سے مانگتے رہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ بند صنعتوں کو چلانا۔ اور رقبے کے طالع سے فنڈ دینا تو میں کہتا ہوں کہ رقبے کو مد نظر کھا جائے کہ آپ سمجھتے ہیں کہ پاکستان کے نوٹل بجٹ کا ۳۶ فیصد ملے یہ کہ فنڈ کی تقسیم ہو تو بلوچستان کے رقبے اور پسمندگی کو مد نظر کھا جائے اور یہ کہ ہم ۳۶ فیصد پورے پاکستان کے بجٹ کا کلیم کریں جو اختر صاحب نے کہا ہے کہ ہر بات میں لپک ہو مشق ہو دلیل ہو تو جس سے آپ مطالبہ کر رہے ہیں وہ رجیکٹ سے کچھ صنعتیں ہماری اپنی وجہ سے بند ہو چکی ہیں اب ایسا ہے کہ جو تو عمل کی مشینزی حکومت نے خود نیلام کی ہے تو ہم اس دن جا رہے تھے تو اسکے بلڈنگ کے شیشے اور کھڑکیاں وغیرہ بھی نکال لی گئی ہیں ہم دوبارہ کیسے کریں گے اور بولان یونکشن الیکٹریکی مل جو ایران اور پاکستان کے تعاون سے چل رہا تھا کس وجہ سے بند ہے یہ فیڈرل گورنمنٹ کی وجہ سے بند ہے دوسری صنعتوں کو آگے بڑھانے کے لئے صوبائی حکومت کو جو چاہتی ہے جب اسکے ایریا میں صنعتیں لگتی ہیں جیسے صوبہ سرحد صنعتیں لگتی ہیں تو صوبائی حکومت کو اسکے لئے مراعات وہاں دیتی ہے دینی چاہیں۔ انکو چارم دینا پڑتا ہے کہ وہ آئے اگر ہم ایسے حالات اپنائے گیں تو کیسے ہو گا جب ہر آدمی جہاں انومنٹ کرتا ہے تو اپنے منافع کی امید رکھتا ہے اگر اس کو منافع نظر نہیں آئے تو میرے خیال میں کوئی قوت یا طاقت نہیں ہے جو صنعت کا روں کو مجبور کرے کہ چاہے تمہیں نقصان ہو یا نفع ہو تو اس جگہ صنعت لگاؤ دو یہ نہیں کرتے ہیں تو صوبائی حکومت کو یہ چارم دینی پڑتی ہے تاکہ صنعت کا رہ منافع کے خیال سے وہاں انومنٹ ریس ہمارے لئے مفید ہو گا بے روزگاری کا مسئلہ حل ہو گا اور یہاں پر کچھ صنعتی ترقی ہو گی اس کا سب مل کر صوبائی خود مختاری کے حوالے سے ایک نہ صوس قرارداد پیش کی جائے اور بہت سے معاملات جو ہم مرکز سے لیتے ہیں وہ صوبے کے اختیار میں آ جائیں تاکہ صوبائی حکومت کو یہ نہ کہنا

پڑے کہ رکن سے نہیں دیتا ہے۔ بلکہ کچھ معاملات ایسے ہوں جن کی ذمہ داری صوبائی حکومت پر آئے کہ اختیر صوبائی حکومت کے پاس ہو تو یہ صوبائی خودختاری کے حوالے سے ایک تھوس قرارداد یا آسمی پاس کرے میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

**جناب اپیکر:** شکریہ۔ جی مولانا نصیب اللہ صاحب۔

**مولانا نصیب اللہ:** شکریہ جناب میں اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں اور ساتھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ اس صوبے میں کچھ معدنیات ہیں جس کے لئے صنعتیں لگائی جاسکتی ہیں مثلاً یہاں پر کونکہ بے کونکہ کے لئے تحریل پاوا اور اسٹیشن ایسے بنائیں جس میں کونکہ کام آئے۔ مثلاً شاہبرگ میں کونکہ اور قدرتی پانی و افر مقدار میں موجود ہے دہاں پر اگر تحریل پاوا اسٹیشن تعمیر کیا جائے تو ایک طرف لوگوں کو روزگار فراہم ہو گا دوسری طرف کونکہ کے لئے دہاں پر مارکیٹ مہیا ہو گی اسی طرح یہاں پر ذیگاری میں ہے اور اس صوبے کے اندر ہماری معدنیات سنگ مرمر ہے جائے اس کے ہم خام مال کو یہاں سے نقل حمل کر کے اس کے لئے لاہور یا کراچی میں صنعتیں لگائیں تو بہتر ہو گا کہ یہاں پر اس قسم کی صنعتیں ہوں کہ یہاں سے تیار ہو کر مال بعد میں بذریعہ ریل یا ٹرک منزل مقصود پر پہنچا دیں اور اسی طرح یہاں پر کرمادیت ہے کرمادیت کے لئے بجائے یہ کہ ہم اس خام مال کی شکل میں اس کو باہر سپلائی کریں اس پر لگت زیادہ آئے گا اس کے لئے بہتر ہو گا یہاں پر صنعتیں لگائی جائیں ایک طرف تو نقل حمل کے لئے آسانی ہو گی دوسری طرف یہاں کے لوگوں کو اپنے گھر میں روزگار فراہم ہو گا تو اس وجہ سے میں اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔

**جناب اپیکر:** شکریہ۔

**جناب اپیکر:** جی جناب مصطفیٰ ترین صاحب۔

**سردار مصطفیٰ خان ترین:** جناب اپیکر جیسا کہ قرارداد نمبر ۳۱ کی ہم لوگ حمایت کرتے ہیں جناب والا جیسا کہ رحم صاحب اور سردار اختر صاحب نے کہا کہ جب تک ہم لوگ ایک مشترک صوبائی خودختاری کی کوئی قرارداد لا کیں تب ہمارے یہ سارے مشکلات حل ہو سکتے ہیں جناب والا آپ کو

محلوم ہے کہ اس وقت بیہاں بینخے ہوئے وزیر اعلیٰ وزیر سب لوگ بے بس تھے اس کی بڑی وجہ یہی ہے جناب والا کہ اس صوبے کو خود مختاری نہیں دی گئی ہے جو کہ آج ہر مشکلات کے اس بروزیر ہر وزیر اعلیٰ ان مشکلات کے سامنے ہیں کہ وہ اس صوبے میں چاہے انکا ل چاہے بھی لیکن ہونیں کر سکتا ہے تو جناب والا ہماری یہی Request ہے کہ یہ ایک مشترکہ قرارداد جو کہ صوبے صوبائی خود مختاری کے اس پر ہو لیکن جناب والا بیہاں اسکلی کو ابھی دوسال پوری ہوئے ہونے والے ہیں بیہاں کتنے قرارداد منظور ہو کر کے مرکز چلے گئے لیکن آج تک ایک بھی قرارداد عمل نہیں ہوا یہ وجہ کیا ہے جناب والا ہے یہی ہے کہ ہم لوگ اس صوبائی خود مختاری یا جو بھی قرارداد آیا ہوا ہے ہم نے اسکے پیچھے یا اس قرارداد کے بعد مرکز سے کوئی سخت وریہ اختیار نہیں کیا ہے نہیں پر جناب والا اس صوبے کو بہت مشکلات روز نامہ روز بہ روز بڑھ رہا ہے اور جب تک اس صوبے کو خود مختاری نہیں ملے گی اور اپنے اس صوبے میں پائے ہوئے ہر اس چیز پر جو کہ اس صوبے میں پایا جاتا ہے صوبائی اس صوبے کا کنشروں نہیں ہوئے جناب والا یہ مشکلات حل نہیں ہو سکتے تو میں اس باوس سے یہ Request کروں گا چاہے اس میں مسلم لیگ بھائی ہو چاہے اس میں جمعیت ہو چیز ہو پشتوں خواہ ہو جمہوری وطن پارٹی ہو پی این پی ہو جو بھی ہو ایک آواز ہو کر کے ہم کو ابھی یہ وقت آگیا ہے جناب والا کہ ہم کو صوبائی خود مختاری حاصل کرنا پڑے گا اگر ہم لوگ صوبائی خود مختاری حاصل نہیں کر سکیں گی تو اس صوبے کا کوئی بھی وزیر اعلیٰ کوئی وزیر کوئی بھی مجبراً اس صوبے کا خدمت نہیں کر سکیں گے کیونکہ وہ وہی ہو گا جو آتا آرہا ہے پچاس سال میں جناب والا ابھی اس پاکستان میں جو ہے وہ صوبائی خود مختاری آئینی طور پر موجود ہے ہم لوگ ان سے غیر آئینی بات نہیں کرنا چاہتے ہیں جبکہ اس پاکستان کو بننے ہوئے صوبوں کو خود مختاری آئینی طور پر دیا گیا ہے آج ہو پنجاب اس کوئی چاہتا کہ ہر صوبے کو خود مختاری ہونی چاہئے تو جناب والا قرارداد میں تو آئی جاتی ہیں لیکن ابھی نہیں یہ فیصلہ کرنا ہو گا کہ ہم لوگ تو قرارداد پاکستان کراؤں اور بیہاں چیزیں گے اسکلی میں ہر ایک بولتے ہیں لیکن اسکے پیچھے پھر کوئی اس طرح عمل کرنا ہو گا جناب والا یہ مرکز مجبور ہو کر کے اس اسکلی میں جو ہم لوگ آئے ہوئے ہیں جناب والا اس پورے صوبے کا نمائندگی کر رہا ہے سارے صوبائی جو

بھی عوام ہیں اس صوبے کے وہ اس اسلیٰ کو طرف انکا توجہ ہے کہ ہمارے مجرم صاحب گئے ہوئے ہیں وہ ہمارے لئے کیا لیکر آئیں گے لیکن جناب والا ہم نے کیا کیا ہے دوسال گزر گئے ہیں پچھاں سال گزر گئے ہیں لیکن اس صوبے کے لئے اس عوام کے لئے جو انکا قانونی آئینی حق ہے وہ اب تک ہم لوگ وصول نہیں کر سکے اسکے لئے نہیں لایا گیا ہے ہمارے آئینی و پاکستان میں آئینی اور وہ انکا قانون ہے ہو ہمیں دیا جا رہا ہے تو اگر ہونہیں دیا جا رہا ہے تو پھر ہماری ذمہ داری کیا بنتا ہے اس میں مجرمان کی ذمہ داری کیا بنتی ہے کہ ہمارے پاکستان میں جو آئینی حق دیا گیا ہے ہو ہم لوگ وصول نہیں کر سکتے ہیں تو پھر ہمیں میرے خیال میں حق نہیں بنتا ہے کہ صوبائی اسلیٰ کے اس ہال میں بیٹھیں تو جناب والا میرا تو یہی Request ہو گا۔

**جناب اپسیکر:** شکریہ جناب سردار مصطفیٰ خان ترین: کفرارداد صوبائی خود اختاری کے لئے اکٹھا لایا جائے اور اگر اس پر مرکز اس پر عمل نہیں کرے تو جناب والا اسکے لئے پھر ایک اور سخت قدم ہونا چاہئے اور وہ پھر مل بیٹھ کر کے ایسا قدم اٹھایا جائے کہ ہو مجبوری ہو کر کے ہمیں اپنے حقوق دے شکریہ جناب۔

**جناب اپسیکر:** شکریہ جی مہربانی جی اور کوئی صاحب تو نہیں بولیں گے؟ ابھی حکومت کی جانب سے پیش ہے تو میں کس وزیر متعلقہ سے کہوں کتم بات کرو میرے خیال میں اسکے ایسی ہی اسکو اگر تبدیل کیا جائے اسکی عبارت کو تھوڑا سا آپ دونوں طرف کی جو آراء آئی ہیں تو عبارت تبدیل کی جائے تو میرے خیال میں اس تبدیل شدہ عبارت کو اگر پاس کیا جائے تو بہتر ہے گا۔

**مولوی امیر زمان (سینئر وزیر):** جناب اپسیکر میں نے گزارش کی کہ باقی قرارداد کو اسی شکل میں اور یہ جو ایک بات ہے اب تھوڑا سا گزارش میں نے یہ بھی کرنی ہے کہ جیسا کہ ساتھیوں نے کہا تھا کہ صوبائی خود اختاری کے متعلق ہم قرارداد لارہے ہیں اب ایک ۲۹ تاریخ کا دن آپکے ساتھ ہے اب پتہ نہیں یہ قرارداد کب آئے گا؟

**جناب اپسیکر:** اگلے آجائے گی جب بھی آجائے گی۔

**مولوی امیر زمان (سینئر وزیر):** وہ ابھی تک میرے خیال میں آپ نے ہوڑا فٹ نہیں بنائے ہیں تو تھوڑا سا وہ ڈرافٹ دیکھ لیں اور دلکھائیں۔

**سردار اختر جان مینگل:** مولوی سے میرے درخواست ہے کہ اجلاس کے بعد اگر ہم اور آپ بینہ کے اسکی ڈرافٹ کریں تمام پارٹیوں میں سے ایک ایک رکن اس میں بیٹھے۔

**مولوی امیر زمان (سینئر وزیر):** باقی قرارداد تو میرے خیال میں اسی شکل میں منظور کیا جائے اور جہاں تک یہ ایک نکتہ ہے وہ بیشک صوبائی خود مختاری نے اگر ہم مسلک کرتے ہیں تو وہ ڈرافٹ بنانے کر لائیں تاکہ ہم اسے تھوڑا سا وہ دیکھ لیں سکیں۔

**جناب اسپیکر:** اچھا میں نے تھوڑا سا اس تبدیل کیا ہے اگر آپ ہاؤس دیکھ لے اس قرارداد کو تبدیل میں نے کیا ہے وہ یوں میں نے لکھا ہے آپ سن لیجھ گا یا وہ صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ مرکزی حکومت سے رجوع کرئے کہ صوبہ میں نئی صفتیں لگائی جائیں اور موجودہ بند صنعتوں کو چلانے کا فوری انتظام کیا جائے نیز خود روزگار اسکی میں بنائی جائیں تاکہ روز رو زگار میسر آجائیں یہ تبدیل شدہ میں نے کیا ہے کیونکہ آپ پہلے لانا چاہتے علیحدہ ایک قرارداد صوبائی خود مختاری پر تو کیا استدرج یہ جو میں نے عبارات تبدیل کیا ہے یہ منظور یا آپ کو۔

**سردار اختر جان مینگل:** صوبائی جو میکس ہیں آگرائے Octri کے حوالے سے جو موجودہ صنعتوں پر ایک بوجھ بنا جا رہا ہے اس پر بھی اگر کچھ کٹوتی کی جائے یہ ہماری طرف سے ایک تجویز ہے اسکیں یہ ترمیم لائی جائے آگرائے کے مد میں جو ایک 1.5% ہے اور جس کو Increase کر کے تین فیصد کیا جا رہا ہے میں سمجھتا ہوں 1.5% جو ہے وہ بھی زیادہ ہے جو صنعت کارروں یا جو کراچی میں چیف منسٹر کے ساتھ ملاقات بھی صنعت کارروں کی تھی جنہوں نے اس میں ڈیمانڈ Demand رکھی تھی کہ موجودہ جو آگرائے میکس Octri کا یا جا رہے ان پر وہ کافی زیادہ ہے اسکیں کسی کی جائے مولوی امیر زمان (سینئر وزیر): یہ ایک تجویز تو محترم ساتھی کی ہے گورنمنٹ کو دیتے ہیں اسکیں گورنمنٹ غور کو سکتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ قرارداد میں اسکو لانے کی کیا ضرورت ہے اس بات کی

قرارداد میں لانے کی ضرورت تو نہیں ہے آپ نے ایک تجویز دے دیا اس پر ہم غور کریں گے: یہ نہیں گے جو واقعات جیسا آپ نے کہا تھا یہ ہے یا نہیں ہے میرے علم میں کم از کم نہیں ہے کہ اس طرح ہے تو کم از کم ہم وہ پوچھنے کے بعد اور تفصیل معلوم کرنے کے بعد یہ جو آپ کا تجویز ہے انشاء اللہ اکیں ہم غور کر لیں گے۔

جناب اپنیکر: اب یہ جو موجودہ قرارداد ہو ہے عمارت کیسے آپ بنا سکیں گے بتائیں؟ یا اسکو یہ میں کہوں کہ آپ دونوں بینوں جائیں صاحیں میں نے جو لکھا ہے جو میں نے لکھا ہے دوست ہے وہ؟ نہیک ہے تو سوال یہ ہے کہ آیا قرارداد جو زیر بحث ہے اسکی تبدیل شدہ عمارت کی ساتھ منظور کیا جائے؟ قرارداد منظور یوں اگلی قرارداد جناب پڑھیے مولانا آپ کی ہے غالباً یہ بھی مولانا امیر زمان صاحب اور مولانا عبدالواحش صاحب تو جناب پڑھیے گا۔

جناب اپنیکر: مشترکہ قرارداد نمبر ۳۲ میں جانب مولانا امیر زمان سینئر صوبائی وزیر اور مولانا عبدالواحش وزیر جنگلات میں سے کوئی ایک پڑھیں گا۔

### قرارداد نمبر 32

مولانا امیر زمان (وزیر محکمہ پلانگ اینڈ ڈلپمنٹ): جناب اپنیکر قرارداد یہ ہے کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا کہ وہ مرکزی حکومت سے رجوع کرے کہ صوبے میں بھل کی لوڈ شینڈنگ زیادہ ہونے کے ساتھ ساتھ پانی کی سطح پتختی ہے اس لئے زرعی بینک زمینداروں کو قرضے بغیر سود کے دے اور جو اضلاع آفت زدہ قرار دیئے گئے ہیں ان علاقوں کے مالیاتی قرضے معاف کئے جائیں۔

جناب اپنیکر: یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ مرکزی حکومت سے رجوع کرے کہ صوبے میں بھل کی لوڈ شینڈنگ زیادہ ہونے کے ساتھ ساتھ پانی کی سطح بھی پتختی ہے اس لئے زرعی بینک زمینداروں کو قرضے بغیر سود کے دے اور جو اضلاع آفت زدہ قرار دیئے گئے ہیں ان علاقوں کے مالیاتی قرضے معاف کئے جائیں جی۔ جناب محکم آپ اس پر بولیں گے۔

مولانا امیر زمان: جناب اپنیکر جہاں تک بھلی کی لوڈ شینڈنگ کا مسئلہ ہے یا پانی کی سطح نیچے کرنے والے مسئلہ ہے یہ میرے خیال میں اس پر بار بار بحث ہوتی ہے اور اس پر تفصیلات ہے اور کچھ عجز ارشاد ہے وہ ہم نے پیش کیا ہے اب بات میں نے یہ کرنی ہے کہ جو بغیر سود کے قرضے ہیں اس کی بات۔ بات اس طرح ہے کہ ابھی جو دزیرِ اعظم نے اعلان کیا ہے اور یا پہلے سے طریقہ کا رتحا زرعی بینک کا میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے جو لوگ ہے وہ سود کے ساتھ ان قرضہ لینے کے لئے شاید تیار نہیں ہو گئے اور یہ بھی ہے اس میں سود و رسود ہے اور جب ایک وفعہ سود اور پھر سود و رسود ہو تو میرے خیال میں جو گھر میں کچھ ہے وہ بھی اس میں چلے گئے اور ساتھ یہ بھی ہے کہ میں ساتھی نے پہلے گزارش کی میں نے کہاں تھا کہ پھر قرارداد کے حوالے سے آپ بول سکتے ہیں ایک یہ ہے اس میں میرے خیال میں کوئی ۳۰ فیصد زرعی بینک والے پہلے سے اس سے کٹوٹی کرتے ہیں اور پھر جب جس کو وہ قرضہ دیتے ہیں اس میں سود رکھتے ہیں بجائے یہ کہ وہ کسی پر سود رکھتے یا کوئی غیر اسلامی حرکت ہو اور اس سے بلوچستان کے لوگ فائدہ نہ اٹھائے اگر اٹھاتے ہیں تو کوئی خاص لوگ ہوتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس طرح کیا جائے کہ وہ اسلام کے مطابق مختار یکنشہ تین لاکھ میں دیتے ہیں تو تمیں لاکھ پچاس میں کیوں نہیں دیتے اس کو قیمت اس طرح رکھا جائے تو اس میں یہ ہو گا کہ وہ سود کا جو مسئلہ ہے وہ درمیان سے ہٹ جائیگے اور اس سے سب کے لئے راستہ کھل جائیگا اور وہ ترکیب لے سکتے ہیں اور دوسرا سے یہ ہے کہ جب کوئی آدمی پتواری کے پاس جاتا ہے وہاں بھی اس کو روشنوت دینا پڑتا ہے اور اُبھری۔ یا اسنٹ کشر کے پاس جاتا ہے۔ وہاں بھی اس کو پیسہ دینا پڑتا ہے پھر اس طرح بھی ہوا ہے جناب اپنیکر یہ قرضے جو دیے گئے پہلے میں تو سمجھتا ہوں کہ آئندہ اگر یہ تھیک ہو گئے جیسے پہلے ہم نے لڑائی تو صحیح ہے لیکن پہلے جو قرضے دیے گئے ہیں اس میں مکمل طور یعنی بے ضابطگیاں ہوتی ہے اور بضابطگی جہاں تک میں اپنے حلتے کے حوالے سے توبات کر سکتا ہوں اس طرح قرضے دیے کہ ہیں کہ شاخی کا رد مثلاً میرا ہے اور فرد جائیداً اپ کا ہے اور پھر بینک میں جا کر کے انہوں نے پیسے لیے ہے اور کچھ پیسے بنک والوں کو دیے ہیں اور کچھ پیسے جو ہے فرد جائیداً دو والے کو دیا گیا اور

کچھ پیسے شاختی کا رہوا لے کو اب دباں پیسے تقسیم ہوئے ہیں اب آج وہ قرضہ وصول کرنے کے لئے گورنمنٹ جنپی بھی زور لگائے وہ ملے گا نہیں چونکہ شاختی کا رہا میرا ہے اور فردا آپ کا ہے اب وہ شاختی کا رہا جو ہے وہ بھی پتہ نہیں کس کا ہے آدمی کا اٹھایا ہوا ہے اب آج جو پتہ چل گیا نہ وہ زمین اس کے نام پر ہے اور نہ وہ شاختی کا رہا اس مالک کے نام پر ہے اور وہ سود جوانہوں نے رکھا ہے وہ بھی پتہ نہیں کس پر ہو گا اور کس طرح رکھے گے تو لہذا گزارش میں نے یہ کرنی ہے کہ جب ایک طرف سے زمینداروں کے ساتھ بھل کی مسئلے میں لوڈ شیڈنگ کا مشکل درپیش ہے اور دوسرے طرف پانی کا جو سطح ہے وہ روز بروز نیچے گرتا جا رہا ہے اور دوسری طرف سے آپ قرضے کا بوجھا اس پر ہو اور پھر سود و قرضہ ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بلوچستان کے زمینداروں کے ساتھ ایک زیادتی ہے اور ساتھ جو علاقے جن علاقوں پر رہا باری ہوئی اور جن علاقوں پر کوئی آسمانی آفت آیا تو پھر ہمارے صوبائی حکومت نے سردار اختر کی موجودگی میں ان علاقوں کو آفت زدہ قرار دیا لیکن آفت زدہ قرار دینے سے ان کو کیا فائدہ ہوں نہ بھل کا بل اس کا معاف ہوا اور نہ موخر ہوا اور نہ بینک کے قرضے معاف ہوئے اور نہ موخر ہوئے اور نہ بینک سود اس کو معاف ہوا اور نہ موخر ہوا جو بھی مالیاتی ادارے کے طرف سے ان لوگوں پر کوئی بوجھ تھا اس بوجھ میں کوئی نرمی نہیں آیا جب اس بوجھ میں کوئی نرمی نہیں تو ان لوگوں کو فائدہ کیا ہوا نہ اس کے لئے کوئی نرمی ہوئی اور نہ ساتھ پکھے ہوا اور نہ ان نقصانات کا کوئی ازالہ ہوا ہے تو لہذا ہم یہ گزارش کرتے ہیں کہ ان مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے بلوچستان کو بغیر سود و قرضہ دیا جائے اور ساتھ جن علاقوں کو آفت زدہ قرار دیا گیا تھا ان علاقوں کو جو بھی مالیاتی ادارے ہیں وہ قرضہ سرے سے معاف کیا جائے تاکہ یہ لوگ کچھ آرام کی سانس لے سکیں۔ شکر یہ۔

جناب اپسیکر: سردار اختر جان میٹنگ۔

سردار محمد اختر میٹنگ: جناب اپسیکر اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتے ہیں اور اس میں ایک مسئلہ جو آیا ہے کہ بھل کی لوڈ شیڈنگ میں یہ پوچھنا چاہوں گا بلوچستان میں بھل کی لوڈ شیڈنگ ہے کیونکہ وزیر اعظم پچھلے دنوں آئے تھے انہوں نے تو اعلان کیا تھا کہ بلوچستان میں بھل کی لوڈ شیڈنگ بخت موت آیا

ان کا اعلان غلط ہے ہماری معلومات میں کمی ہے جناب اپنیکر لوڈ شیڈنگ میں اتنی بے ایمانی ہے تو آپ سمجھو وہ شریعت مل آ رہا ہے اس میں تو خدا خیر ہی کرے لوڈ شیڈنگ کا اعلان کیا گیا کہ بلوچستان میں لوڈ شیڈنگ ختم ہے ہمارے سینئر وزیر بھی کہہ رہے ہیں اور اس پارٹی سے تعلق رکھنے والے ہمارے مشرب بھی کہہ رہے ہیں کہ لوڈ شیڈنگ نہیں لوڈ شیڈنگ ہے تو آئندہ جو شریعت مل آ رہا ہے ان کا کیا حال ہو گا اس قرار داد پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں اس کو مکمل کی حمایت کرتے ہیں مگر ایک تکمیل مولانا صاحب نے اخباریات تھا کہ تین لاکھ کی بجائے اسکی قیمت یعنی ٹریکٹروں کی سازی ہے تین لاکھ کروڑ یا جائے تو پچاس ہزار کو کوئی شکل دینا پڑے گا اگر اسکو سود کی شکل میں نہ دے آپ تو رشت کی شکل دینگے۔ سونہیں منافع۔

**مولوی نصیب اللہ:** جناب اپنیکر صاحب گزارش یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ پیسے دیے جائے اس پر سود ہو گا لیکن اگر بینک کی طرف سے ٹریکٹر عطا کیا گیا ہو تو یہی تجویز ہے میری کہ قیمت کی بجائے وہ کسی چیز کو فروخت کرے یعنی بینک کے ساتھ ایک شور و مبحجی ہو جہاں پر ٹریکٹر بھی ہو پھر اس ٹریکٹر کو اگر سود ضروری ان کو لیتا ہے تو طریقہ یہ ہے کہ ٹریکٹر اگر تین لاکھ کے ہے تو تمیک ہے ذرا اس پر بھی فائدہ حاصل کر لے حکومت لیکن بجائے اس کے کہ پیسے دے تو سود ضروری ہو گا اس پر اگر پیسوں کے بجائے ٹریکٹر ہو یا کوئی اور اسکی چیز ہو فروخت ہونے کی اس میں پھر سود کی گنجائش نہیں۔

**جناب اپنیکر:** جی عبد الرحیم خان صاحب۔

**عبد الرحیم خان مندوخیل:** جناب اپنیکر میں آپ کا ملکوں ہوں آپ نے قرارداد نمبر ۳۲ پر ہمیں موقع دیا ہم اپنی معروضات پیش کرے جناب والا بنیادی طور پر یہ مسئلہ کہ ہمارے زرعی بندوق قرضے دے رہی ہیں اس کے حوالے سے کہ وہ سود پر نہ ہو یا جو آفت زدہ علاقے ہیں ان کے قرضے یعنی مالیاتی قرضے معاف کیا جائے یا یہ جو بنیادی ہمارے صوبے لوڈ شیڈنگ ہے اور دوسری طرف ہمارے پانی کا سطح برا نیچے گرد رہا ہے یہ حقائق اس میں جناب والا ایک اہم مسئلہ جو ہمیں در پیش ہے اور عملہ اہم نے دیکھا ہے وہ یہ ہے جو پہلے سے قرضے ہیں بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ اس مسئلہ کو زیادہ اگر اہمیت دیا جائے اور اس قرارداد میں اس کو جگہ دیا جائے جو زرعی قرضے ہم لوگوں کو دیئے گئے ہیں تمام

صوبے تھے اور یہ کبی ہم سب تھنے ہے کہ اس میں بالکل بے ضابطگیاں ہوئی ہے نامناسب بالکل لوگوں کو دیا گیس اس مسئلے کے علاوہ مولانا صاحب نے جو کہا شاختی کارڈ ایک ہے اور ملکیت دوسرے کا نہیں بالکل اگر شاختی کارڈ بھی اسی شخص کا ہے اور ملکیت بھی اس شخص کا ہے لیکن اس سے آدمی سے زیادہ حصہ بیک فیجر اور بیک آفیر نے لیا یعنی یہ زیادتی ہوئی اب۔۔۔۔۔

پرنس موسیٰ جان: جناب اپنیکر پاؤئٹ آف آرڈر حکومت والے سارے بھاگ گئے۔

جناب اپنیکر: دیکھے بات ہو رہی ایک اچھی خاصی آپ تشریف رکھیں۔

پرنس موسیٰ جان: ان سے ہم اپوزیشن والے زیادہ ہے اگر ہم نکل جائے تو کو مرثوت جائیگا۔

جناب اپنیکر: آپ بیک نکل جائیں کو مرثوت جائے گا یہ بات کرنے کی نہیں ہے آپ تشریف رکھیں۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب اپنیکر عرض یہ ہے کہ ہمارے صوبے کا ایک اہم مسئلہ ان قرضوں کا ہے جو پہلے سے ہم لوگوں نے لیئے ہیں اور اس پر سود و رسود اور ابھی حقیقت میں وہ تمام زمین تقریباً جو اس کے اصل مالک ہے اس زمین سے محروم ہو رہے ہیں تو اس میں ایک بات یہ رکھی جائے کہ یہ جو پہلے سے قرضے تھے اس پر سود و معاف کیا جائے اور انہی قرضوں کو ری شیدول کیا جائے تاکہ وہ لوگ ہمیں علم ہے کہ اگر ان اس بوجھ سے چھکا کارہ ہو اور وہ سود و معاف ہو تو وہ رقم سب لوگ دے دیں گے رقم جب بینک کو ملے گی تو بینک کا بھی فائدہ ہے کہ کم از کم اس کا جو سرمایہ وہ اسے مل جائیگا۔

عبدالرحیم خان مندوخیل: یعنی یہ ایک اہم پہلو ہے جناب والا جس کو میں یہاں شریں کرنا چاہتا ہوں اور اس کے ساتھ دوسرا مسئلہ جو کہ ابھی نے قرضے ابھی ایک ارب پانچ کروڑ روپے کا وہ جو زرعی قرضے تھے تھے اسی ارب والے فیڈرل گورنمنٹ نے ہمارے صوبے کے لئے ایک ارب روپے کے قرضے رکھے تھے ایک ارب پانچ کروڑ اس دن جب نواز شریف صاحب یہاں تشریف لائے ٹوانہوں نے اعلان کیا کہ ہم دو ارب ہزار رقم دیں گے اب اگر آپ اس رقم کو واقعی لوگوں کے فائدے کیلئے دینا چاہتے ہیں تو آپ اس میں یہ مہربانی کرے یہ ہمیں نے پہلے سے عرض کیا جو زمین رہن ہے اس پر

وئی پاس بنے گا ہی نہیں کیونکہ وہ زمین Already رہن ہے اس سے پر کوئی قرضہ نہیں لے سکتا اس لئے پہلے اس بات میں بھکار کرتے ہوئے کہ پہلے قرضوں کا سود معاف اور ان کو ری شیدول کر کے نئے قرضوں کے لئے زمین یعنی وہ جو اصطلاح ہے کہ زمین کو واگز ارکیا جائے تاکہ پاسز ہوں اور لوگ واقعی وہ قرضہ لے سکیں اب اس میں سود کا مسئلہ یہ میں مولانا صاحب سے آپ مہربانی کرے یہ بہت بڑا مشکل مسئلہ لوگوں نے بتایا ہے جب آپ کہتے ہیں کہ یہ سود ہے اگر بتایا لے لیں اور اگر اسی چیز کو آپ ٹریکٹر پر پچاہ ہزار روپے پڑھادے تو وہ حلال ہو جائیگی یہ بڑا مسئلہ ہے جناب والا اس پر باقاعدہ آپ کو سوچنا ہو گا اسی مارکپ کو جائز کیا اسی میں وہ جو کہتے ہیں پہ منٹ یہ پہ منٹ میں جو لفظ ہے کیا ہے آپ کو ایک ٹریکٹر دی دیتے ہیں کہتے ہیں قبول سائز ہے چار لاکھ میں اور پھر وہی ٹریکٹر وہی شخص سائز ہے تین لاکھ میں قبول وہی پڑھا ہوا ہے ایک لاکھ روپے اس پر چڑھ گئے اور اس کے بعد جو ہے اس نے وہ سود آدھا کرنا ہے یہ جو ہے یہ ایک قسم کا یعنی شریعت کا اسلام کی اس بنیادی اصول کا ایک قسم کا مذاق اڑانا ہے اس لئے آپ لوگ اس پر سوچے ہم واضح کرنا چاہتے ہیں کہ جناب والا اور اس کو اگر وہ سود کے حوالے سے بھی اصلاحانہ استعمال کرے مہنگائی کے حوالے سے کیا مہنگائی یعنی اجازت ہے جو مناسب ریث ہے کسی چیز کا اور اس مناسب ریث کو آپ نامناسب میں تبدیل کر لے کیا ذخیرہ اندوزی کی اجازت ہے کہ غلط ہے آپ کے پاس اور آپ نے اس کو بند کر کر دیا اور آپ کہتے ہیں کہ چونکہ میں منافع لے رہا ہوں یا تجارت ہے میں نے دیدیا ہے آپ نے خود قبول کیا ہے اب تو یہ اسلامی اصولوں کا مذاق اڑانا ہے اس لئے ہماری درخواست ہے کہ بالکل سود جو ہے واقعی قرضے کا سود نہ ہو قرض حسنہ ہو باتی اس میں جو بلے ہمارے ہیں یہ بلے اور دوسرا چیز یہ نہ رکھے میں اس حوالے سے تائید کرتا ہوں کہ یہ قرضے بلا سود کے دیے جائے اور یہاں نقصانات ہوئے ہیں اس میں وہ قرضے معاف کیے جائے اس کے علاوہ پہلے سے دیئے ہوئے قرضوں کا سود مکمل معاف کیا جائے اور ان کوئی شیدول کیا جائے بڑی مہربانی۔

جناب اپنیکر: اور کسی صاحب نے بولنا ہے۔

**مولوی نصیر اللہ ڈپٹی اسپیکر:** جناب اسپیکر صاحب ایک چیز ہے جیسے فرد خات کیا جاتا ہے میں نے کسی کوچ بھر قرضہ ادا ہونے سے پہلے پہلے میں اس سے واپس لے لیتا ہوں تو اسی ریت جائز ہے لیکن اس سے بڑ کر لینا یا بھی سود ہے تو جناب عبدالرحیم خان صاحب نے جو کہا کہ قرضہ دیا جائے اس سے تو ہم بالکل متفق ہے قرض حن اگر ہواں سے تو ہم بالکل متفق ہے کسی کا کوئی انکار نہیں ہے میں نے جو مفروضہ بنایا اسی طرح کہ اگر حکومت کچھ لینا چاہے گا تو پیسے نہ لے اس لئے کہ وہ تو سود ہی ہے سود کے بغیر کچھ نہیں اگر وہ پریکٹر تین لاکھ ہے چاہیگا کہ ہم منافع بھی حاصل کر لے تو پھر اس صورت میں میں کہتا ہوں کہ پھر پریکٹر یعنی بھیج دیں پیسے نہ ہوتا کہ سود نہ ہواں لئے کہ یہ تو تجارت ہے مثلاً میں نے ایک پریکٹر خریدا تین لاکھ روپے پر اور پھر میں نے بیجا تین لاکھ منافع سے یہ تو بالکل تجارت ہے تجارت تو کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا ہے تو میں نے تجویز جو دی تھی وہ اس صورت میں کہ اگر حکومت چاہیگی کہ میں اپنے لئے کچھ وسائل اور کچھ منافع حاصل کروں اس صورت اگر حکومت قرض حنہ چاہے تو اس سے تو کسی کا بھی کوئی انکار نہیں۔

**مولانا امیر زمان سینئر صوبائی وزیر:** جناب اسپیکر صاحب ایک بار بار میں ہمیشہ یہاں پر کچھ یہ مشکل پیدا ہو رہا ہے جس طرح کہ رحیم صاحب نے فرمایا کہ ایک پے منٹ ہے ایک سود ہے ایک ذخیرہ اندوڑی ہے، ایک تجارت ہے، ایک یہ ہے ایک مہنگائی ہے تجارت ہے یہ الگ الگ سائل ہے اب ہر ایک پر مفصل بحث باقاعدہ طور پر موجود ہے فتحاء کے اقوال موجود ہے قرآنی آیات موجود ہے۔ احادیث موجود ہے سب کے تفہیق درمیان میں ہے ایسا نہیں ہے کہ ایک دوسرے کے درمیان میں ایہاں ہے سو ایک الگ چیز ہے سود لا مخفی یہ ہے کہ بغیر معاوضہ آپ نے کوئی چیز لینا ہو یعنی یہابیدا مثلاً بالشل یہ الفاظ آپ نے شاید دیکھا ہوگا اگر آپ نے کوئی چیز لینا ہو تو جائز ہے وفضل ریبا اس کے اوپر آپ نے چیز لینا ہو تو وہ سود ہے اب مثلاً ایک زمیندار کو آپ نے دیدیا دو لاکھ روپے اب دو میں کے بعد آپ اس لے رہے ہیں دو لاکھ پچاس ہزار آپ کیا چیز کے عوض لے رہا ہے یعنی اس کی کوئی عوض تو نہیں ہے کہ عوض ہے تو پچاس ہزار جو آپ اس سے لے رہے ہیں یہ زیادتی ہے اب اسلام

کہتا ہے کہ یہ سود ہے یہ آپ نہیں لے سکتے ہیں یہ حرام ہے اب مثلاً اگر آپ نے ٹریکشہ دیا ہے ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ آپ تمن لا کھ کے ٹریکشہ زمینداروں کو تمن پچاس پر دیدیں نہ جی ہمارا بالکل اس سے اتفاق نہیں ہے ہم کہتے ہیں کہ آپ نے کسی صورت میں دینا ہے مجبوری ہے تو پھر اس طرح کروادے ایک مفرود ضمہ ہم نے رکھا ہے اب وہ تمن لا کھ پچاس ہزار آپ زمیندار سے لے رہے ہیں وہ کم از کم ٹریکشہ کے عوض میں ہے اس کے عوض میں آپ دے رہے ہیں اب دوسرا مسئلہ آگئیا کہ مہنگائی ہے اب اگر اس حیثیت سے ہم دیکھ لے تو پھر ہم کہتے ہیں کہ یہ پچاس بھی ان سے نہ لے مہنگائی کی صورت میں اس کو بھی نہ لے اب تیسرا مسئلہ آگئیا کہ ذخیرہ اندوذی کے مسئلہ ہے گورنمنٹ کے پاس پہنچے پڑے ہیں اور زمیندار مجبور ہے عموم کی مشکلات ہے ان کو نہیں دے رہے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ آپ کے پاس جو پہنچے پڑے ہیں ذخیرہ اندوذی ہے یہ حرام ہے آپ نہ رکھے آپ دیدیں قوم کو قوم پر خرچ کرے اب ایک تجارت سود یہ الگ الگ مسائل ہے اب ہم سمجھتے ہیں کہ اگر اس نہیں میں ہم نے لینا ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ بجائے یہ کہ ادھر ہم بحث کرے اس سے ایک مسئلہ بنادے تو اسلامی نظریاتی کو نسل کے سفارشات بحث کے متعلق قوی اسکلی کے فلور پر موجود ہے اور آپ کی فیڈرل شریعت کورٹ جو ایک آئینی ادارہ ہے ان اداروں کے باقاعدہ فیصلے آپ کے پاس موجود ہے اب میں سمجھتا ہوں کہ بجائے یہ کہ سود کے خلاف گورنمنٹ جا کر کے پریم کورٹ میں اہل کرتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ بہتر یہ ہو گا کہ ان تجارتیں پر عملدرآمد کر لے تاکہ یہ مسئلہ درمیان سے نکل جائے اور ہمارا زمینداروں کو قرض حصہ با آسانی طریقے مل سکے تو ہم اس بات کی پہلے سے تائید کرتے ہیں کہ قرض حصہ یہ سب سے بہتر ہے اور یہ ہماری قوی روایات بھی ہے میں نے عبد الرحیم صاحب کو دس روپے قرض دیدیا پھر میں نے اس سے بارہ روپے نہیں لینا ہے یہ ہماری قوی روایات بھی ہے آچھی بات نہیں ہے اور اسلامی روایات میں بھی اچھی بات نہیں ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر گورنمنٹ نے ہمارے دونوں روایات کو برقرار رکھنا ہے تو میرے خیال میں یہ تو اچھی بات ہے اگر وہ نہیں رکھتے ہیں تو پھر ہم کم از کم کہتے ہیں کہ سود کی لعنت سے ہمارے جنتو چھڑا دو چونکہ اللہ اور رسول کے خلاف ایک اعلان جنگ ہے۔

**مولانا امیر زمان (سینئر وزیر):** جو کہ اللہ اور اللہ کے رسول کے خلاف ایک اعلان جنگ بے کوئی اور طریقہ بتا دتا کہ اس طریقے کم از کم ذخیرہ اندوزی یقیناً ہو گا مبھگائی یقیناً ہو گا۔ وہ مشکل میں یقیناً ہوں گے اور ایک ایسے بڑے چیز سے روایت میں آتے ہیں اگر دو بلا میں بٹتا ہو گے تو پھر اس میں آپ دیکھ لیں کہ کون سا بیلا اس میں آسان ہے اور کونسا اس میں زیادہ ہے آپ جزو زیادہ تکلیف دہ ہیں اس کی جگہ مناسب یہ ہے کہ جو آسان بلا ہے اس کی طرف آپ توجہ کریں سود کی بجائے ہم اس طرف توجہ کر دیتے ہیں کہ بھی ایک نریکٹر تین لاکھ کی بجائے تین لاکھ پچاس میں دیتے ہیں یہ نہیں ہے کہ اس کے ساتھ ہمارا اتفاق مسئلہ نہیں ہے اتفاق قرض حند کے ساتھ ہے آپ جناب اپسیکر یہ میرے خیال میں الگ پھر بحث ہو گا صرف اس قرار داد کے حوالے سے میں گذارش کروں گا کہ قرار داد ہے ہمارے بلوجستان کے مقاد میں ہے تمام معزز اراکین سے ہم گذارش کرتے ہیں کہ اس کی حمایت کریں۔

**جناب اپسیکر:** شکریہ۔ اب میں چیش کرتا ہوں کہ آیا ہی آپ بھی بولنا چاہتے ہیں۔

**میر ظہور حسین کھوسہ:** میں کہتا ہوں میں اپنی پارٹی کی طرف سے اس قرار داد کی حمایت کرتا ہوں اور زرعی بینک کے زمینداروں کے جو قرض ہے ہیں اور پھر جو آفات آئے ہیں اور آفات میں جو ہیں ان کو معافی ہونا چاہیے زرعی بینک سے یا نیشنل بینک سے اور جن برانچوں سے قرضہ واجب آدا ہے تو ان سے جو معافی ملتا چاہیے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی میں وضاحت کروں کہ ۹۲ء میں جو ایک بڑا سیلا ب آیا تھا بر ساتھی ہوئی تھی اور ہمارے صوبہ بلوجستان میں کمی صنعتوں کو آفت زدہ علاقہ قرار دیا تھا اور جس میں اسٹیٹ بینک نے باقاعدہ ان کو رائٹ آپ کر دیا انہوں نے پہنچنے پھر کر دیے نیشنل بینک کو زرعی بینک کو لا عینڈ بینک کو جو بینک تھے ان کو پہنچ دے دیے اسٹریٹ بینک پھر تھی ہمارے لوگ بینکس نے ان زمینداروں سے قرضہ لیا وصول کیا حالانکہ وہ اس سیلا ب کی وجہ سے وہ زمینداری تباہ ہوئی کوئی فضل نہیں ہوا اور وہاں وہ شیٹ بینک پہنچے بھی واپس کر دے اور بینکوں نے وہ پہنچ لیے اور یہاں پھر بینکوں نے کمی خود مطالبہ نہیں کیا اور اس طرح کے مشائیں بھی میرے پاس موجود ہیں جن لوگوں نے اپلائی کیا اور انفلکٹیڈ ایریا کی وجہ سے جو حکومت پاکستان رائٹ آپ کیا تو ان کو معاف کی

گئی ان کا پیر جنہوں نے جمع بھی کیا ان کو واپس کی گئی آنھلا کھنوا کھی ۹۳ء کی بات ہے تو یہ جو سیاہ ہمارے جعفر آباد نصیر آباد یا ہمارے اوپر علاقے میں آئے تھے تو میں چاہوں گا کہ اسکو عبارت کے ساتھ اس قرار واد میں شامل کیا جائے کہ ۹۲ء میں جو آفت زدہ علاقے قرار دیا تھا صوبہ بلوچستان نے اور مرکزی حکومت نے اس کو معاف کر دیا تھا تو وہ قرض نہ لیے جائیں اور لیے ہیں تو واپس کیتے جائیں کیونکہ حکومت نے شیٹ پینک واپس کیتے تھے دوسرے بات جعفر آباد ایک نہری علاقہ ہے یہ زدہ علاقے میں سال سے پچھلے وہاں واڑا ہائیگنگ ہے اور ان کے اوپر کافی سود پر سود چھڑتا ہوا بھی تو لاکھوں کوئی دس لاکھ کا مقرض ہے میں لاکھا ہے پنکیگ کورٹ نے وارثت کالے ہوئے ہیں اور کئی لوگوں کی زمینیں نیلام ہیں اور لوگ وہاں سے نقل مکانی کر کے چھوڑ کے چلے گئے ہیں تو جس طرح عبدالرحم خان صاحب نے یہ تجویز دی ہے کہ ان کا سود معاف کیا جائے اور وہ جو پیسے اعلان کیا گیا ہے میاں نواز شریف نے انہوں کو پہلا مowaqud دیا جائے جو پاس بک سے پہلے نہیں مل سکتے ہیں ان کو دیا جائے تاکہ وہ ری شیدول کر کے اپنا پچھلا قرضہ چھڑا کیں پھر آئندہ کوشش کریں کہ وہ اپنے زمینوں کو آباد کر لیں گے۔

**عبدالرحم خان مندوخیل:** وہ ترمیم ہم نے تجویز کی ہیں یہی کہ ان قرضوں کو پرانے قرضوں کے سود کو معاف کیا جائے گذشتہ۔

**جناب اپنکیر:** اس لئے زرعی پینک زمینداروں کو قرضے بغیر سود کے دیں اور جو اضلاع آفت زدہ قرار دیجے گئے ہیں ان علاقوں کے باقی قرضے معاف کیتے جائیں۔

**عبدالرحم خان مندوخیل:** جناب والا یہ جو بکلی کے لودھیڈ گنگ ہونے کے ساتھ ساتھ پانی کی سطح بھی نیچے ہے اس سے آگے اس جگہ میں یہ کہ سابقہ زرعی قرضوں کے سود معاف کر کے اور قرضوں کو ری شیدول کیا جائے جناب والا۔

**مولانا امیر زمان (سینئر وزیر):** اس لئے زرعی پینک زمینداروں کو قرضے بغیر سود دیئے جائیں اور گذشتہ تمام سود کو معاف کیا جائے مناسب ہے زمینداروں کو قرضے بغیر سود دیا جائے اور

سابقہ سود و معاف کیا جائے اور سابقہ قرضوں پر سود و معاف کیا جائے۔

**عبدالرحیم خان مندوخیل:** سود و معاف کیا جائے سابقہ قرضوں پر اور سابقہ قرضوں کو روی شیدول کیا جائے نہیں وہ روی شیدول ان کا وہ تو ایک ہی جگہ پر سال پورا ہوتا ہے وہ کہتے ہیں دے دیں اس کو اگر قرضوں میں کر دیں یعنی وہ دیں گے وہ تو کلیہ بات ہے کہ لوگ قرضہ دیں گے وہ سود کا مسئلہ ہے جو بوجھ ہوتی ہے۔

**جناب اپنیکر:** لیکن شیدول تو اس وقت کا ہو گا اس کے بعد اور بنا ہو گا شیدول مختلف ہتھ ہیں نہ جی۔

**عبدالرحیم خان مندوخیل:** ہاں یعنی ان کو روی شیدول کا موقع دیا جائے۔

**جناب اپنیکر:** مطلب اس میں سارا آیا تھا بغیر سود کے ہیں معاف کیا جائے وہ درست ہے عبادت وہ صحیح ہے اور آئندہ جو قرآن نے جو ہمارے سابقہ ہے اس پر سود و معاف کر دیا جائے۔

**عبدالرحیم خان مندوخیل:** ہاں میں آپ سے حفظ ہوں اس حوالے سے لیکن روی شیدول کے مسئلے میں کوئی چیز ہی نہیں ہے روی شیدول وہ لکھا جاسکتا ہے کیونکہ ان قرضوں کو روی شیدول کیا جائے یعنی ایسی بات نہیں ہے۔

**جناب اپنیکر:** نحیک ہے ہو گا ہو جائے گا یہ بھی ہو جائے گا نحیک ہے۔

**میر ظہور حسین کھوسہ:** ۹۲ء میں انہوں نے راست آف کیا شیٹ بینک نے پیسے بھی دیئے اس کو بھی آپ سامنے رکھیں کہ وہ جن زمینداروں سے لئے گئے ہیں وہ واپس کئے جائیں اور اپلاٹی کریں یہاں کے ہمارے پیشگوں میں زریں بینک یونائیٹڈ بینک شیٹ بینک کو وہ دینے کے لئے تیار ہے وہ آفت زدہ ہونے کی وجہ سے ان کو بھی معاف کیا جائے اور یا پیسے واپس کئے جائیں یا ان سے نہیں لئے جائیں۔

**جناب اپنیکر:** میں پوچھتا ہوں مولا نا صاحب تھی مولا نا صاحب جو پیرس پہلے بینکوں نے لیا ہوا ہے وہ واپس کر دیا جائے نحیک ہے میں کمپلیٹ کر دو گا نحیک ہے بنادونگا میں تو سوال یہ ہے

کہ آیا اس قرارداد کو ترمیم شدہ عبارات کے ساتھ منظور کیا جائے؟ (قرارداد منظور کی گئی)

### قرارداد نمبر 33

جناب اپیکر: منظور ہو گئی جی۔ مشترکہ کہ قرارداد نمبر ۳۳ یہ ہے جناب مولانا امیر زمان۔ نبیں میر عبدالغفور گلمتی وزیر کھیل و ثقافت بیل خانہ جات میر اسد اللہ بلوج وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ اور سردار عبدالرحمن کھیٹان کوئی محرك پیش کر دیں جی۔

عبدالغفور کلمتی (صوبائی وزیر): ہرگاہ مرکزی حکومت نے صوبہ بلوچستان کے ساحلی علاقے میں ایک امریکن کمپنی (FOBS) کو چھلی کے شکار کی اجازت کے سلسلے میں ایک یکطرفہ معاملہ کیا ہے جس سے مقامی ماہی گیروں کی حق تلفی کی گئی ہے اس معاملے پر ان میں کافی تشویش پائی جاتی ہے۔ لہذا ایہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ مذکورہ معاملہ کوئی الغور منسوخ کرے۔

جناب اپیکر: ہرگاہ مرکزی حکومت نے صوبہ بلوچستان سے ساحلی علاقے میں ایک امریکن کمپنی (FOBS) کو چھلی کی شکار کی اجازت دینے کے سلسلے میں ایک یکطرفہ معاملہ کیا ہے جس سے مقامی ماہی گیروں کی حق تلفی کی گئی ہے اس معاملے پر ان میں کافی تشویش پائی جاتی ہے لہذا ایہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ مذکورہ معاملے کوئی الغور منسوخ کرے جی جناب محرك آپ بولیں گے کچھ۔

عبدالغفور کلمتی (صوبائی وزیر): جناب اپیکر ہمارے سابق وزیر اعلیٰ کے دور حکومت میں حکومت پاکستان نے ایک امریکن کمپنی (FOBS) کے ساتھ ایک معاملہ کیا تھا جس کے تحت امریکن کمپنی کو یہ حق حاصل ہو گا کہ سو گہرے سندھری جہازوں ماہی گیری کی اجازت پاکستان کے ساحلی علاقوں میں تین سال کے لئے ماہی گیری کے لائنس حاصل کر سکیں گیا اور یہ ۱۹۹۹ سال کے لئے ہو گی۔ اس کو یہ حق حاصل ہو گا کہ وہ بغیر فیز بلٹی مددی کے ان لائنسوں کو حاصل کر کے سندھر میں ماہی گیری کر سکے اور اس کو یہ حق بھی حاصل ہو گا کہ وہ ان لائنسوں کے ذریعے کسی اور کوئی بھی شکار

کی اجازت اپنے طور پر دے سکے کہنی کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ اس مچھلی سے جوز رہا بدل کہا سکے وہ اس کو کسی بھی ملک کی کرنی میں تبدیل کر سکے حکومت پاکستان کو اس سلسلے میں وہ فی صدر آئندی کے طور پر دے گا مندرجہ بالا معاملہ کے کوائف کا اگر صحیح طریقے سے جائزہ لیا جائے تو یہ اچھی طرح عیاں ہو گا کہ یہ معاملہ صرف بلوچستان کو ماہی گیروں کے مفاد کے سراہر خلاف ہے بلکہ پاکستان کے ماہی گیری کے ذخیرہ بھی تباہ ہو جائیں گے جس کی وجہ سے دس لاکھ افراد کو بے روزگار کیا جائے گا گزشتہ گھرے سمندر کے تحت جو پہلی اجازت دی گئی تھی وہ گیارہ مارچ تھے جن کو اجازت دئے گئے ان کو پہنچتیں میں تک شکار کرنے کی اجازت تھی اور ان زر کو بعد میں میں تک شکار کرنے کی اجازت دی جائے گی اور ان کے ذیپ سی کے جو نشانہ گزار تھے ان کا وزن تین سو پچاس ٹن تھا اور جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ یہ بارہ ہزار سے بارہ سوٹن کے جہاز ہوتے گے جناب اپسیکر چونکہ گھرے سمندر میں مچھلیاں پرورش نہیں پاتی ہیں اور پرورش پاتی ہیں سمندر کے اس حصے میں جہاں پر سورج کی شہا کیں سمندر کے تحت تک پہنچ سکتی ہیں چونکہ وہاں پر سمندر بنا تات اور گھاس وغیرہ اگتے ہیں وہاں پر چھوٹی مچھلیاں گھاس کو کھا کر اپنا گزارہ کرتی ہیں بڑی مچھلیاں جو ہوتی ہیں ان چھوٹی مچھلیوں کا شکار کرتی ہیں اور زندہ رہتی ہیں اس لئے میں یہ کہتا ہوں کہ جو مچھلیاں کی شکار گاہ ہے وہ گھرے سمندر میں ہوتا نہیں ہے وہ جو ساحل پر ہوتا ہے تو جناب اپسیکر اگر فوکس کمپنی کے جہازوں کو سطح سمندر پر شکار کی اجازت دی گئی تو ان کا مقابلہ ہماری چھوٹی چھوٹی ماہی گیری کی لانچیں نہیں کر سکے گی اور سوچہاز کی موجودگی میں ہمارے ماہی گیر سمندر اپنے جاں بھی نہیں ڈال سکیں گے جس کی وجہ سے ساحل بلوچستان کے تمام ماہی گیروں کی بستیاں بے روزگار ہو کر فاقہ کشی پر مجبور ہو جائیں گے یہ ایوان ان حقوق کی روشنی میں یہ اندازہ لگا سکتی ہے کہ ہمارے ساحل کا کیا حشر ہو گا الہذا یہ ایوان وفاقی حکومت سے درخواست کرے کہ اس معاملے کو فوری طور پر منسوخ کر کے اس غریب ماہی گیروں پر رحم کرے شکریہ۔

**عبد الرحمن خان مندوخیل:** جناب اس کوشش کر قرارداد بنائے پھر اس پر بحث بھی کریں۔

**جناب اپسیکر:** قرارداد جو زیر بحث ہے یہ سرکاری مشترکہ قرارداد ہے اس میں حزب اختلاف کی

جانب سے بھی پہلے ایک قراردادی ہے آئی ہے تو گزارش ہے چونکہ دونوں کامتن اور مضمون ایک ہے اور ایک ہی مسئلے پر ہے لہذا جو زب اختلاف کے محکمین ہیں ان میں عبدالرحیم خان مندوخیل ہے اختر مینگل صاحب ہے اور مولا نا امیر زمان صاحب بھی شامل ہیں وہ چاہتے یہ ہیں کہ اس پر مشترکہ بحث کی جائے کیا اس کی اجازت دی جائے تھیک ہے دونوں کو اکھنا کر کے بحث کی جائے سید احسان شاہ صاحب نے بھی اس سلسلے میں بات کی ہے کہ ان جہازوں کو لنگر انداز ہونے سے بند کیا جائے تاکہ مچھلی کا شکار رضائی نہیں خراب نہ ہو۔

**سید احسان شاہ:** میں نے اس میں ترمیم بھی پیش کی ہے۔

**جواب اپنیکر:** میر اسد اللہ بلوچ صاحب۔

**اسد اللہ بلوچ :** جناب میں اس کے متعلق عرض کروں گا کہ یہ قرارداد جو ایوان میں ہم نے پیش کی ہے یہ اپنی کیفیت کے لحاظ سے ایک وزن دار قرارداد ہے اور اس صوبے کے تمام لوگوں کا اس معاهدے سے بہت فرسوں سے کہتے ہیں یہ جو معاهدے مرکزی حکومت کر رہا ہے بیرونی کمپنیوں سے بلوجستان کے عوام کو کیا فائدہ ہر معاهدے جو ہوتے ہیں ان کے کچھ فائدے اور کچھ نقصانات ہوتے ہیں ہم سمجھتے ہیں اس معاهدے سے بلوجستان کا جو ساحل پٹی ہے اس پر بیٹھے ہوئے لاکھوں انسان جن کا ذریعہ معاش اسی ماہی گیری پر ہے ہزاروں سالوں سے وہ انہی سندھر کے تہہ سے اپنی روزی کمار ہے ہیں اگر یہ معاهدے منسون کی گئی تو مرکز کو کچھ دار اس کے عوض ملیں گے لیکن بلوجستان کے ساحل پر بیٹھے ہوئے لاکھوں انسان کا جو معاشی قتل ہو گا اس کے ذمہ دار کون۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ صوبائی حکومت کو اعتماد میں لئے بغیر یہ صوبائی خودختاری میں ایک مداخلت ہے ایسے جو بڑے معاهدے ہوتے ہیں لوگوں نے جو مینڈیت دے کر اس اسکلی سے فلور پر جو ہمیں بھیجا ہے یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ایسے جو معاهدوں کی کسی بھی صورت میں ہم نہ مانیں گے اور ہر جا ذپر ایسے معاهدوں کی مخالفت کریں گے بلوجستان کا کوئی بھی اس سرزی میں کا کوئی بھی خوب صورت سرمایہ اس کے مالک بلوجستان کے عوام ہی ہیں یہ نہیں کہ اس گھر میں جہاں ہم بیٹھے ہوئی ہیں اس گھر کا کوئی خواب صورت

چیز اگر کسی کو پسند آئے وہ جس کے ساتھ سودا لگائے ہم ان کو یہ اجازت نہیں دیں گے اس گھر میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو پہلے اعتماد میں لے بلوچستان کے عوام کو اعتماد میں لے کیا اس معاهدے سے بلوچستان کے عوام کو کیا فائدہ ملے گا جب یہ بڑے ترا رمچیلوں کے ذکار کر کے ٹھوٹوں کے حساب سے یہ فائدہ تو کچھ ڈال رکی صورت میں مرکزی حکومت کو ملے گا اس میں بلوچستان کے عوام کا کیا شیر ہے اس کی کوئی ضمانت نہیں دی گئی ہے اگر ایسا رہا تو کل زیارت کا پہاڑ بہت خوبصورت ہے کوئی بیر و نی کپنی سے اس کا معاهدے کر کے سودا لگایا جائے بلوچستان کے سرزی میں کے نیچے جو وسائل ہیں کل ان کا کوئی سودا لگایا جائے تو ہم سمجھتے ہیں کہ ایسے معاهدے ان کی پر زور و مذمت کرتے ہوئے مرکز سے مطالبة کرتے ہیں ان کو منسوخ کیا جائے ٹکریا۔

جناب اپنیکر: شیخ جعفر خان مندو خیل۔ ارشاد۔

شیخ جعفر خان مندو خیل: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ ٹکریہ جناب اپنیکر کہ آپ نے مجھے بولنے کی اجازت دی یہ قرارداد جو آج آئی ہے سب سے پہلے ہم اس کی بھرپور حمایت کرتے ہیں اپنے طرف سے اور اپنے پارٹی کی طرف سے بھی اس سلسلے میں جب وزیر اعظم صاحب کوئی آئے تھے اس وقت بھی ان سے بات ہوئی ہے بلکہ تی پیش کیا ہم سب نے حمایت پیش کیا ہم سب نے حمایت پیش کی ہم سب نے حمایت کی اس کو بھی معاهدے کے مضرات سے آگاہ کیا کہ یہ صرف ایک فراؤ ہے چند لوگ بیٹھ کر کے پیسے کھانا چاہتے ہے اور بلوچستان کے ساحل اور بلوچستان کے وسائل کے عوض سے پرائم فشر صاحب نے کہا تھا یقین دہانی کروایا تھا کہ انشاء اللہ میں اس پنور کرونا گا بے شک یہ معاهدہ کوئی Trading صحیح نہ حکومت پاکستان کو جیسا بھی اسد بلوچ صاحب نے کہا شاید اس کو تجویزی غلط نہیں ہو حکومت پاکستان کو بھی میں نہیں سمجھتا ہوں کہ شاید کوئی فاہدہ پہنچے فائدہ ہاں لوگوں کو پہنچ گا جنہوں نے یہ ایگری منٹ کئے ہمایوں اختر صاحب ہے ایک دو صاحب اور ہے مجھے ان کے نام بھی بتائے گئے اور پیسے بھی بتائے گئے کسی نے چار ملین ڈالر لئے ہیں کسی نے تین ملین ڈالر لئے ہیں Hundred Thousand لیے تھے پس پیسے بھی بتائے گئے کہ اتنے اتنے ڈالر زانہوں نے

لیا ہے Mother Fish آئینے سندر میں آپ کے فنگ کریں گے کون ادھر جا کر کے اسکے ساتھ ناپ تول کرے گا کہ بھائی اور ہری صاف کر کے ادھری پیک کر کے وہ آگے روانہ کر دیجئے نہ آپ کے ساحل پا کے Dump ہو گئے نہ آپ کے سائل پا کے اس کا ناپ تول ہو گا اور ہری سے بچ دیجئے سال کے آخر میں اگر انہوں نے شوکر دیا وہ بھی انہی کے اوپر ہو گئے ہمارے پاس کوئی ایسے Mechanism اس میں نہیں ہے کہ ہم اس کو چیک کر سکے بنیادی طور پر یہ Forbes کی بات آئی ہے پچھلے دنوں اخبارات میں بھی آپ نے دیکھا ہو گا یہ ایک جعلی کمپنی ہے ابھی اس بارے میں کے جو گئے تھے میں اور سعید ہاشمی صاحب بیٹھے ہوئے تھے اسلام آباد میں اس آدمی کا میں نام نہیں لوٹا کیونکہ شاید وہ غریب زیر آتاب آجائے اس نے آکر کے پتا یا تھا کہ Basically Firms American Firms پر اپنی ہے نہ Firms میں امریکہ میں کوئی رجسٹریشن ہے نہ ان کے ساتھ کوئی تعلق ہے یہ ایسا ہے جیسا پچھلے دنوں Financing کے جو چکر شروع ہو گئے تھے ایک دادا بھائی کے نام سے کسی نے کھوں دیا تھا Original دادا بھائی کا اچھا نام تھا لوگ Industrialast تھا لوگ اس کے اوپر اعتاد کرتے تھے ایک آدمی آکر کے اپنے پاس صمد دادا بھائی اس نے لگایا اس نے اربوں روپوں لوگوں کے لوٹ لیے اور چلا گیا آج تک اس کا کوئی پتہ نہیں یہ Original ان کے نام سے Original بھی جو ہماری معلومات ہے وہ بھی ایک جعلی کمپنی بنی جنہوں نے دو تین اشخاص کے ساتھ یہاں معابدہ کر کے ہماری بلوچستان کو میں کمپنی بنائی ہوئی ہے جنہوں نے دو تین اشخاص کے ساتھ یہاں معابدہ کر کے ہماری بلوچستان کو میں کہتا ہوں بچ دیا کیا فاہدہ ہو گا ہم کو یہ لاکھوں لوگ جو بے روزگار ہو گئے اس کا کیا ہو گا کلمتی صاحب کا تو معلومات خیال میں Nautical نکل یعنی جو ہم کو بتایا گیا وہ ہے سائزے بارہ ان کو اجازت دی گئی ہے تک سائزے بارہ Miles Nautical تو آپ کا کیا رہ جائے گا پھر ہم لوگوں کے پاس چینگ کا بھی کوئی بندوبست نہیں ہے نہ بلوچستان گورنمنٹ کے ساتھ اتنے وسائل ہے سائزے بارہ Miles کو بھی وہ مضبوطہ بنائے جیسے وہ دوسرے تحریک التوا آئی ہے ہم تو کراچی والوں

پا اعتراف ہے کہ بابا آکر کے اس نے ہمارے سارے وسائل کھانے دو چار آدمیوں کو پیسے دے کر کے ہم کو تو اس پا اعتراف ہے آپ کو پتہ ہے کہ گواہ میں کتنے جلوں نکلنے ان لوگوں کے روزگار سے متعلق یہ تو ایک انٹرنیشنل معاملہ ہوا ہے اس کو ہم چیک کر سکتے ہیں Mother Fishes آکر کے یہاں سب کچھ لوت کر کے چلے جائیں گے پھر کچھ بھی نہیں ہو گا اور اس سے آگے میرے معلومات یہ ہوئے ہے کہ پچیس لائسنس انہوں نے اشوبھی کیے ہے جو کہ Forbes والے تو نہیں ہے وہ تو خود ہی چلا کیجئے انہوں نے جا کر کے ایک میٹن ڈاڑ کے عوض ایک لائسنس راشن مافیہ پر چ دیا ہے کیا ہمایوں اختر صاحب کے لیے ہم یہ سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں اور تو اتنے بڑے پیٹ لوگوں کے موجود ہے خدا کی قسم یہ اسی بھی بیچنے کے لیے تیار ہو جائے گا اگر کوئی خریدار ملے یہ کوئی بھی بیچنے کے لیے تیار ہو جائے گا ان تو صرف لین دین کا حساب ہے اس چیز پر جہاں تک بلوجستان کے عوام کے Rights کا سوال ہے بلوجستان کے عوام کے حقوق کا سوال ہے چاہے ہم مرکزی پارٹی سے تعلق رکھے ہو یا بھی ہم ان لوگوں کو اجازت نہیں دیں گے کہ ہماری رہائش یعنی غال بنائے اس وقت کے وزیر اعلیٰ اختر صاحب کو ہم لوگوں نے کہا کہ اس پر آپ چلائے یعنی اپنے دور میں نہیں چلائے اب چلا رہے ہے بھیک ہے ابھی بھی بھیک ہے اس وقت تو اس کو چاہیے بھائی اس وقت نہیں ہونے دیتے پیک کو اعتماد میں لے لیتے اسیکو اعتماد میں لے لیتے پاریمانی گروپ کو اعتماد میں لے لیتے پھر جا کر کے ہم اللہ بھول کر کے ہیں پچیس آدمی ہم اور ہمیں جاتے میں نہیں سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ اس طرح کر سکتے ہے اگر اس وقت ہم لوگ پر زور احتجاج کیا ہوا ہبھر حال بولتا ہے وہ آیا درست آیا ہم لوگوں کو تو اتنا Details پتہ نہیں تھے ابھی جا کر کے جب اس کے Details پتہ ہوئے تو یہ ٹوٹی فراہی ہے اور کوئی اسکو چیک بھی نہیں کر سکتا ہے نہ ہم لوگوں کو پتہ لگے کہ ڈالر آئے ہے وہ فشک کر رہے ہے ہمارے ساتھ تو یہ وسائل بھی نہیں ہے اس وجہ سے ہم اس قرارداد کی پھر پور حمایت کرتا ہوں اپنی طرف سے اور اپنے پارٹی کی طرف کے اس معاملے کو فوری طور پر منسوخ کیا جائے ورنہ ہمارے لیے پناخت ہونے والا مصیبت ختم ہو جائے گا ہمارے وہ لوگ جنکار روزگار کے ساتھ نسلک ہے پھر ہمارے جو سرمایہ ہے

یہ مایہ پھل بے ادھر جو پڑی ہوئی ہے وہ ہمارا سرمایہ ہے اس کو بھی وہ لوٹ کر کے ادھر لے جائیگے بہت شکر پر۔

جناب اپنیکر: سردار اختر مینگل صاحب۔

سردار محمد اختر مینگل: جناب اپنیکر جیسا کہ Honourable Members غفور گفتی نے کہا کہ یہ معاملہ اس وقت ہوا تھا جس وقت ہماری حکومت تھی اس میں کوئی بحث نہیں ہے دوسری جو بڑی بات عجفر خان مندوخیل نے کہی کہ اس وقت ہم خاموش بیٹھے تھے اب نہ جانے ہم خاموش بیٹھے تھے ہماری زبان بند تھی یا کسی اور کے کان بند تھے میں تمام Documents جناب اپنیکر آپ کے سامنے لا دُنگا جس کا ذکر گزشتہ ڈنول کے اجلس میں ہمارے چیف منیر نے بھی کہا ہے کہ اس وقت کے حکومت نے بھی اس پر اعتراضات کیے تھے۔ اگر وہ پراجیکٹ آپ کراچی میں لگا سکتے ہیں اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اگر جناب ہمایوں اختر صاحب کراچی کے ساحل میں وہ سمندری حیات پائی جاتی تو کراچی کا فشر میں الیکٹریٹی سے بلوچستان کے ساحل پر بھلی پکڑنے نہیں آتا تو مجہوڑا یہ پراجیکٹ بلوچستان میں لگانا پڑے گا مگر ان شرائط پر جو کنڈیشن اس علاقے کے لوگوں کے لئے مقامی مایہ کیروں کے ان رائیں کو بلند و زندہ کرے پھر ہم سے آئیں بات کریں ہم ان اعتراضات کو آپ کے سامنے رکھیں گے لیکن وزیر اعظم کی موجودگی میں وہ سامنے ہوا وہ گورنر کی طرف سے یہ آج کی بات نہیں ہے گورنر کا لیئر ہے بارہ جولائی کو گورنر کا پرائم فشر کو لیئر جا چکا ہے جس میں تمام وہ اعتراضات اس میں شامل کئے گئے ہیں لیکن میں حیران ہوں وزیر اعظم کو بلوچستان کے اس اہم مسئلے کے بارے میں ابھی تک علم ہی نہیں ہے جس کی نشان دہی ہمارے عجفر خان مندوخیل نے بھی ان کو کرائی ہے بارہ جولائی کو ان کو گورنر صاحب کی طرف سے ان کو لیئر جا چکا ہے وہی اعتراضات جو ہمارے دور حکومت میں کئے گئے تھے انہی کو دو بارہ پیش کیا گیا ہے اب میں اس اگر یہ نہ کے بیک گراڈ میں جاؤں گا چار جولائی کو ہوا ہے جس میں چار سو سانچھے میں کے قریب اس علاقے میں انوسمنٹ کرے گی اور اس کے بدالے میں چار لاکھن چھلی وہ پکڑیں گے اس چار لاکھن چھلی کی جو

قیمت بنتی ہے وہ آنھے ملین ڈال رہے اور وہ صرف انومنٹ اس کے لئے کر رہا ہے چار سو سانھے ملین نوسو سال کے لئے سو ملین تو سال کے لئے جو پہلا اس کا فیر ہے اس کا انومنٹ کا دعویٰ بھی غلط ہے وہ ایک پائی خود انومنٹ نہیں کرے گا جس طرح کہ جعفر خان مندوخیل نے کہا ہے اصل جو فور بس کمپنی ہے وہ یک فور بس کا مالک الگ ہے یہ بناوی کمپنی ہے جو آپ کے سویت یونین کے علاقوں میں فشریز کا کام کرتی تھی کسی اور نام سے جو وہاں پر ڈینا لزیر قرار دی جا بھی ہے اب اس اپنے ڈینا لٹ کو بچانے کے لئے اپنی وہی لاچھروں سی اس کے وسیل ان کو روزگار دلانے کے لئے بلوچستان کی ساحل کی پٹی اس کو لاوارث ملی ہے جو مرکزی حکومت کے تعاون سے وہاں پر منتگ کرنا چاہتے ہیں انومنٹ کا دعویٰ بالکل غلط ہے اگر فرض کیا کہ وہ انومنٹ کرنا چاہتے ہیں تو وہ پہلے سال میں آنھے سو ملین اس پر منافع کمائے گا چار لاکھ ٹن جو مچھلی وہ وہاں سے پکڑے گا ڈیپ نشک کے بارے میں غفور گلمتی صاحب وہاں سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے اس کی اچھی تفصیل بتائی ہے کہ نشک بھی ڈیپ سی میں نہیں ہوتی ہے یہ آپ نشک ڈیپ انومنٹ سے پوچھیں کمپنی سے پوچھا جائے گا اگر ڈیپ سی نشک ہوگی تو یہ بحر ہند کا سمندر چھوڑ کے بلوچستان کے ساحل پر نہیں آتے اس ساحل پر آنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ جو مچھلی پکڑتا وہ چاہتے ہیں وہ ان کو اس ساحل پر ملی ہے اور جو جنگلی حیات کی ایک فطرت ہے کہ جہاں پر روشنی ہوگی جیسا کہ غفور صاحب نے فرمایا ہے کہ جہاں پر روشنی ہوگی وہاں پر سمندری حیات پائی جائے گی ڈیپ سی میں سورج کی شعاعیں نہیں جاتی ہیں وہاں اڑانداز نہیں ہوتی ہیں جہاں پر اڑانداز کرے گی وہ ہے ۲۲ نیک میل پر جس میں وہ مچھلیاں پکڑنا چاہتے ہیں اس کے بدلتے میں جتاب والا ہمیں کیا دیا جا رہا ہے ۹۹ سال کے لئے لاپیمنز جاری کئے جا رہے ہیں جس کا اعتراف جعفر خان مندوخیل نے کیا ہے کہ وہ پہلے سے جاری بھی کئے جا چکے ہیں اور صرف وہ پرست رہنمائی حکومت پاکستان کو دی جائے گی اور بلوچستان کے حوالے کیا جائے گا کچھ نہیں۔ انومنٹ ان کی ہوگی اس نے صرف سہولت مانگی اپنے وسیل مانگ لے اور اس کی رائی وہ خود حکومت پاکستان کو دیں گے ہاں اس میں یہ کہا جاتا ہے جس سے بڑا فائدہ پاکستان کو وہ بھی میں سمجھتا ہوں غلط ہے اس کو کوئی فائدہ نہیں ہو گا صرف ایک انسان کے ایک

بندے کے انتہا کے لئے صرف ہایوں اختر کے انتہا کے لئے۔ مجھے پتہ نہیں ہے کہ اپنے والد کا بدلہ وہ بلوچستان کے لوگوں سے لینا چاہتا ہے شاید اس کے ذہن میں یہ گمان ہو کہ اس ضیا الحق کے ساتھ اس کے والد نارے گئے تھے اس میں کسی حد تک بلوچستان کے لوگوں کا ہاتھ ہے ممکن ہے یہ والد کا بدلہ بلوچستان کے لوگوں سے لینا چاہتے ہیں اور دیکھا جائے کہ اس میں نہ بلوچستان کے لوگوں کو فائدہ ہے نہ حکومت پاکستان حکومت کو فائدہ ہے نہ اس علاقے کے لوگوں کو فائدہ ہے جاتب والا جب ہم نے اس وقت ان سے بات چیت کی۔ اس میں شرکت بلوچستان حکومت کی برابر ہونی چاہئے اگر کوئی ان کو زمین چاہئے تو صوبائی حکومت ان کو زمین دینے کے لئے تیار ہے مگر اس میں پچاس فن صد یا اس سے زائد حکومت بلوچستان کا شیر ہوتا چاہئے شیر اپنی جگہ ایکوئی اپنی جگہ رائٹی حکومت بلوچستان کو دی جائے کچھ ڈاکوٹ ہیں جو ہم نے اعتراض نہیں کیا لیکن ہم نے اعتراض کئے جو ہم ایسیلی کے ریکارڈ کے لئے دینا چاہتا ہوں اس ایگر یہ نہیں میں جو دوسرا ذکر جعفر خان نے کیا ہے اس کمپنی کو یہ اختیار ہے کہ اگر اس کو سوال لیں دیے گئے وہ اس کو ڈاکوٹ بھی کر سکتا ہے جو بھی سکتا ہے اور اس نے کئی بچ دئے تو یہ اعتراض ہم نے کیا تھا اس کو یہ اختیار بالکل نہ دیا جائے کل کسی اور کمپنی کے ساتھ یہ لاکیمنس بچے وہ خود بیچتا رہے گا اور وہ خود جو اس لاکیمنسوں سے جو منافع کیاے گا وہ خود لے گا وہ چار سو سالہ ملین کی جوانوں سے کرے گا میں اس ریکارڈ کے تمام ڈاکوٹ آپ کے حوالے کرنا چاہتا ہوں شکریہ۔

جناب اپنیکر: ان سے لے لیں شکریہ۔ سید احسان شاہ صاحب۔

سید احسان شاہ صاحب: جناب یہ قرارداد جو بلوچستان کے ساحل سے متعلق ہے اس سے قبل تمام مہر حضرات نے اس پر سر حاصل بحث کی ہے اور اس کے جواب میں بحث کے خدوخال تھے وہاں ایسیلی کے فلور پر بیان کئے ہیں اب کہنے کے لئے کوئی بات رہی نہیں ہے لیکن میں اتنا ضرور کہوں گا کہ یہ جو نور بس کمپنی کا ایگر یہ نہیں ہے اس کے حوالے سے بلوچستان کے ساحل کو جو کرتا قابل تلاشی نہیں کرے گا اس کے لئے جس طرح آج ہمارے دوستوں نے محسوس کیا ہے کہ اس ایسیلی کے فلور پر

یہ قرارداد لا کر مرکزی حکومت سے کہیں کہ جناب مہربانی کر کے اس ایگر یمنٹ کو پہنچ لے جائے جس طرح کے ہمارے دوستوں نے یہاں فلور پر کہا ہے کہ اس کمپنی کے متعلق امریکی سفارت خانہ امریکی ائمہ نے خود اس بات کا اعتراض کیا ہے کہ یہ وہ فور بس کمپنی نہیں ہے جو کہ امریکہ میں ایک بن الاقوامی کمپنی اصل ہے اور اختر مینگل صاحب نے تو وہ بتا دیا جس سے وہ کمپنی تعلق رکھتا ہے جناب والا میں اس سلسلے میں صرف ان باتوں کا اضافہ کرنا چاہوں گا کہ ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ اس سے قبل یہ ایگر یمنٹ ہوتا یہ وہ ملک بلوچستان کے شخصیتوں سے انہوں نے رابطہ کیا اور ان کو کہا گیا کہ آپ مہربانی کر کے یہ ایگر یمنٹ بلوچستان حکومت کے توسط سے ہمارے ساتھ کرے لیں وہاں سے جواب نہیں ملا وہاں سے انکار کے بعد ان کو کیا جواب ملے لیکن بعد میں وہ اسلام آباد میں وہ اپنی جعل سازی میں کامیاب ہو گئے تو جناب والا میں اس قرارداد کی بھرپور جماعتیت کرتا ہوں اور میں نے اس قرارداد میں ایک ترمیم پیش کی ہے جو جناب کی نیجل پر ہے مہربانی کر کے اس قرارداد کو اس ترمیم کے ساتھ منظور کیا جائے شکر یہ۔

**جناب اپنیکر:** شکر یہ جناب۔ عبدالرحیم خان مندوخیل۔

**عبدالرحیم خان مندوخیل:** جناب اپنیکر۔ میں آپ کا ملکوں ہوں کہ آپ نے مجھے اس قرارداد پر اپنے معروضات پیش کرنے کی اجازت دی جناب اپنیکر آز نیجل مہربنے اس قرارداد کے حق میں مجموعی طور پر اچھی تفصیل دے دی ہے یعنی یہ فور بس کمپنی نے جو معاہدے کیا ہے مرکزی حکومت نے اس میں صوبے کو سرے سے اعتماد میں لیا ہی نہیں ہے اور آخر وقت چار جولائی کو صوبے کی حکومت کو صرف گواہ کے طور پر بلا یا گیا ہے یا یہاں جو معاہدہ ہوا ہے اس کے اپنے عوامل ایسے ہیں کہ اس سے صوبے کو نقصانات میں یہ مجموعی طور پر جو دوستوں نے کہا صحیح ہے اور پھر یہ کہ وہ کمپنی بالکل جعلی ہے دونمبر ہے اور پھر اس میں کچھ بیکس ہوئے ہیں اور دوستوں نے یہ کہا کہ یہ سب معاملہ انہوں نے لیں دین کا بھایا ہے یہ ان سب باتوں کی میں تائید کرتے ہوئے اس میں یہ عرض کروں گا کہ اس میں ایک غلطی ہمارے صوبے کی اس وقت سے ہے اس صوبے کے ساحلی ترقی کا ہمارے صوبے کا ایک

باقاعدہ مکمل ہے لیکن جب ہم ان سے سوال پوچھتے ہیں کہ آپ نے کیا کام کیا ہے تو ان کا لست  
تجمخوا ہوں کا آتا ہے لیکن صوبے کے اپنے ساحل کی ترقی کے لئے پالیسی اور پلان انہوں نے کوئی بنایا  
ہی نہیں ہے صنعت کا مسئلہ ہے صنعت کا اپنا مکمل ہے اس پر خرچ ہوتا ہے لیکن انہوں نے صوبے کے  
لئے کوئی پلان نہیں بنایا ہے یعنی ابھی اڈ سریل اسٹیٹ اڈ سریل اسٹیٹ ہمارے اس پر باقاعدہ کوئی  
کام نہیں ہوتا ہے اب کوئی شخص اتو منٹ کرتا ہے تو انومنٹ کے لئے انٹر اینچر تو حکومت بلوچستان  
ان کو مہیا کرے کہ اس کو روڈ ہو بلکی ہو پانی ہو تو انومنٹ کریں گے ہمارے طرف سے جب یہ چیز نہیں  
ہیں تو ایک پہلو یہ ہے کہ واقعی یہ ہے اپنی طرف سے میں ایک ترمیم پیش کروں گا کہ یہاں لفظ ہوا ہے  
کہ مقانی ماہی گیروں کی حق تلفی یہ صرف مقانی ماہی گیروں کی حق تلفی نہیں ہے تمام صوبے کے وسائل  
کی حق تلفی ہے تمام صوبے کے نیچر ریور سر جس کو آپ نے ترقی دیتا ہے جس میں آپ نے پیداوار  
آپ نے بڑھانا ہے جس میں روزگار آپ آنے دیتا ہے جس میں تجارت آپ نے کرنا ہے یہ صرف  
بنیادی ماہی گیروں کا مسئلہ نہیں ہے اس لئے میں اس قرارداد کی اپنی پارٹی کی طرف سے اس کی تائید  
کرتا ہوں کہ اس میں الفاظ اس طرح لائے جائیں کہ جس سے صوبے اور اس کے ماہی گیروں کی حق  
تلفی ہے یعنی یہ معاهدہ مجموعی طور پر ہر معنوں میں غلط ہوا ہیں ہر معنی سے کمپنی بھی جعلی ہے مرکزی  
حکومت نے جو کارروائی کی ہے وہ جعلی ہے اور صوبے کی حق تلفی ہوئی ہے لہذا اس کو منسوخ کیا جائے  
مہربانی جناب۔

جناب اپنیکر: شکریہ۔ میر ظہور حسین خان کھوسہ۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ: جناب اپنیکر میں اس قرارداد کی بھر پور حمایت کرتا ہوں اور  
ذمت کرتا ہوں کہ اس طرح کا معاهدہ حکومت نے کیا ہے اور بغیر صوبے سے پوچھتے اور یہ ایک سازش  
ہے اور بلوچستان کے عوام کے ساتھ اور ایک طرح سے بلوچستان کے لوگوں کو اور ساحل کو جلاش کرنا  
ہے لاکھوں لوگوں کا وہاں پر اس سے تعلق ہے انسے وہ ماہی گیری کرتے ہیں اور کاروبار کرتے ہیں میں  
صرف یہ عرض کروں گا کہ میں اس کی بھر پور حمایت کرتا ہوں اور اس معاهدہ کو منسوخ کیا جائے اگر کسی

چیز کا معاهدہ ہو تو اس کی مظہوری بلوچستان صوبائی اسکلی سے لی جائے آئندہ کے لئے۔

جناب اپیکر: شکریہ میر محمد عاصم کرو۔

میر محمد عاصم کر دیکلو: جناب اپیکر میں اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے اس قرارداد کی بھرپور حمایت کرتا ہوں اور ساتھ ہجوان ہوں نے یہ جعلی اگر یہ نہ کی ہے میں اس کی پر زور نہ ملت کرتا ہوں تفصیلات تو دوستوں نے ہمارے سابقہ چیف فلش بردار انحریم میگل نے کافی روشنی ڈالی اور جعفر خان مندوخیل نے اس پر کافی روشنی ڈالی جناب اپیکر اس سے جو بات سامنے آئی ہے اس سے پتہ چلتا ہے جس نے یہ اگر یہ نہ کیا ہے اس میں نہ ملک کے لئے نہ بلوچستان کے مخاذ کیلئے اس میں صرف اپنی جیب کے لئے یہ اگر یہ نہ کی ہے ہماری ساری اسکلی اس کی مخالفت کر رہی ہے جو اپوزیشن میں پتھری ہے جو فریزری پتوں پر پتھری ہے لہذا اس قرارداد کو مظہور کیا جائے۔ شکریہ جناب۔

جناب اپیکر: مولانا میر زمان صاحب۔

مولانا میر زمان سینئر فلش: جناب اپیکر اس پر تمام ساتھیوں نے مختصر بات کی ہے میں اپنی طرف سے یہ کہوں گا کہ ہم اپنی پارٹی کی طرف سے اس کی مکمل حمایت کرتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ اس قرارداد کو مظہور کیا جائے اس میں جو ایک ترمیم رہی ہے کہ صوبہ بلوچستان اور ماہی گیری کی حق تلفی ہو رہی ہے ہم اس بات کی بھی تائید کرتے ہیں اگر اس میں یہ ترمیم لا یا جائے کہ صوبہ بلوچستان اور تمام ماہی گیروں کی حق تلفی ہوئی ہے لہذا اس معاهدہ کو منسوخ کیا جائے اور دوسری گزارش جناب اپیکر میں نے یہ کہنی ہے کہ یہ تجب گلتا ہے کہ ایک کمپنی آ کر ہماری حکومت کے ساتھ معاهدہ کرتی ہے پھر دورانیہ پتہ چلتا ہے کہ یہ جعلی کمپنی ہے اب یا ایک عجیب سی صورت حال ہے کہ یہ پتہ نہیں چلتا ہے کہ کس طرح ایک کمپنی آگئی اور بعد میں پتہ چلا کہ وہ جعلی ہے اور ایک دن اخبار میں کسی ملک کے وزیر آگئے اور وہ وزیر اعظم سے ملے پھر صدر سے ملے اور جاتے ہوئے یہاں سے ہیروئن بھی ہمراہ لے گئے اور بعد میں پتہ چلا وہ وزیر نہیں ہے یہ عجیب سی صورت حال ہے ایک معاهدہ ہو گیا جس میں آؤ ہا بلوچستان نئی دیا ہے ہم نہیں کہتے ہیں کہ یہ صرف ماہی گیروں کے متعلق مسئلہ ہے یہ سارے بلوچستان کو انہوں نے

پیش دیا ہے اب جب اس طرح کے معابدے ہوتے ہیں اور حکومت کو پتہ نہیں ہے اور وہ جب چلتے ہیں پھر اس کے بعد پتہ چلتا ہے کہ یہ کوئی جعلی مسئلہ تھا تو میرے خیال میں ایک عجیب صورت حال ہے یہ بھی عجیب صورت حال ہے جب میراں گرتے ہیں ایک روایت کے مطابق ستر ہیں ایک روایت کے مطابق پچاس ہیں بھر حال ایک کیوں نہ ہمارے حکمران کہتے ہیں ہمیں پتہ نہیں ہے میں سمجھتا ہوں اس قرار داوی منظور کر کے کہا جائے کہ اس معابدے کو منسون کیا جائے اور وہ وقت کب آئے گا جب ہم یہ کہیں گے کہ یہ ہمارا حق ہے ہم نے نہیں دینا ہے ہم نے یہ کرتا ہے میں سمجھتا ہوں جو بھی وہاں آباد ہیں ہم ان کے تعاون کے لئے تیار ہیں ہم وہاں جائیں گے اور ہم یہ کہیں گے کہ یہ ہمارا حق ہے یہ بلوچستان کا ہے یہ ہم آپ کو نہیں دیں گے چاہے آپ سو دفعہ اس کا آرڈرنے کریں کم سے کم ہمیں تو کہیں اور اس طرح کے اقدام تو کریں اگر یہ کہیں یہ ہمارا آئینی حق ہے ہم آئین سے باہر بات نہیں کریں گے ہم آئین اور رولز کے اندر بات کرتے ہیں ایک چیز جو ہمارے گھر کی ہے اور آپ دوسری پر چڑھتے ہیں کم سے کم مجھ سے پوچھ تو میں مجھے بتائیں تو کہیں نہ آپ مجھ سے پوچھتے ہیں اور نہ مجھے بتاتے ہیں آپ جا کر سودا کرتے ہیں اور دوسرے دن کہتے ہیں جعلی ہے لہذا یہ وقت آگیا ہے اور کہیں گے کہ ہم نہیں دیتے ہیں اور یہ ہمارا حق ہے لہذا ہم پارٹی کی طرف سے اس قرار داوی کی حمایت کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ اس معابدے کو منسون کیا جائے اور ہم نہیں دیتے ہیں۔

جناب اپنیکر: مولانا نصیب اللہ۔

مولانا نصیب اللہ: جناب اپنیکر اگر یہ بات درست ہے کہ انہوں نے دھوکہ دہی سے کام لیا اور اس میں یہ ترمیم ہونا چاہئے کہ اس کمپنی کے جو بھی اہل کار رہا تھا لگیں ان کو پکڑ کر مقدمہ چلا یا جائے یہ آکر ہمارے وزیر اعظم کو بھی باہر کے لوگ دھوکہ دے سکتے ہیں پھر ہم اس کو کیوں چھوڑیں۔

عبد الرحمن خان مندوخیل: یہ جو جعلی کارروائی ہوئی ہے یا صوبے کے مقادلات کے خلاف ہوئی ہے اس کے بارے میں انکو یہی یا کوئی اور بات ہوئی ہے اسکی کی بات تو علیحدہ ہے اور جو یہ کیا ہے ہم وفاقی حکومت سے کہتے ہیں کہ اس کا نوٹس لا یا جائے۔

**مولانا امیر زمان سینئر فٹسٹر:** ان پر ہیں الاقوامی عدالت میں مقدمہ چلا یا جا سکتا ہے۔

**عبد الرحمن خان مندوخیل:** مولانا صاحب کی یہ بات درست ہے یہ جو محفل کارروائی ہوئی ہے اس میں ماہرین بھائیں اور کورٹ میں مقدمہ چلا یا جائے اس میں ہماری کمزوری نظر آتی ہے۔

**شیخ جعفر خان مندوخیل:** جناب اپنیکر یہ اس طرح کی بات ہے جیسے پہلے ہمارے سوئی گیس فیلڈ بیچ گئے تھے پی پی ایل کے شیر یا ہاشم گروپ کو شیر بچے گئے تھے اس کے لئے ہم نے محمد انور صاحب کو وکیل کیا اور ڈاکٹر حسینی کی طرف سے ہم نے کیس کیا اور اس کو رکاوایا گیا میں سمجھتا ہوں یہ راستے تو ہمارے اب بھی باقی ہیں بند نہیں ہیں اس پر ہم اپنی طرف سے کچھ نہ کچھ کریں گے اور صرف آج اس بیل کے حوالے سے یہ پتہ پوری دنیا کو چل جائے گا اور آسکدہ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے بیچ بھی بلوچستانی ہیں پاکستانی ہیں وہ بھی اس چیز کا خیال رکھیں گے کہ ہماری سر زمین کو کوئی نہ بیچ جا ہے ہماری یہ نوکریں خطرے میں کیوں نہ آ جائیں بلوچستان کے وسائل پر بلوچستان کے حقوق کیلئے نوکریوں کی اتنی کوئی اہمیت نہیں ہے ویسے بھی سال میں ہم تین تین حلقوں لیتے ہیں۔

**پنس موسیٰ جان:** جناب جیسا کہ ہمارے سلمان لیگی ساتھیوں نے کہا کہ وزیر اعظم صاحب کو پتہ نہیں ہے جناب وہ تو اپنے آپ کو برا عاقل سمجھتے ہیں ہم ایوں اختر سے زیادہ ان سے کوئی قریب نہیں ہے تو پھر وزیر اعظم صاحب خواب خروش میں ہے کہ اس کو پتہ نہیں ہے کہ کیا ہو رہا ہے کیا وہ سور ہے ہیں۔

**جناب اپنیکر:** اس میں عرض یہ ہے میں ہاؤس کی توجہ مبذول کرنا تاچا ہوں گا اس میں جو ترمیم آپ سب نے فرمایا ہے اس میں ترمیم ہو گی وہ یہ ہے مرکزی حکومت نے بلوچستان کے ساحلی علاقے میں ایک امریکن کمپنی کو محفل کے ٹکار کی اجازت دینے کے سلسلے میں یک طرفہ معاملہ کیا ہے جس سے صوبہ کے لوگوں اور مقامی ماہی گیروں کی حق تلفی کی گئی ہے اور اس معاملہ پر صوبہ کے لوگوں میں اور ماہی گیروں میں کافی تشویش پائی جاتی ہے لہذا یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ وفاقی حکومت اس معاملہ کو فی الفور منسوخ کرے اور ساحل پر لگرانداز چہازوں کا روکے اور مرکزی حکومت آئندہ اس طرح کا

معاہدہ کرنے سے قبل حکومت بلوچستان کو اعتماد میں لے۔

مولانا عبدالواسع: جو فصیب اللہ نے کہا ہے کہ مقدمہ چلا یا جائے اس کو شامل کریں۔

جناب اپسیکر: یہ تو بعد کی باتیں ہیں اب سوال یہ ہے کہ اس قرارداد کو جو جات اختر میں گل صاحب جناب مندو خیل صاحب مولانا امیر زمان صاحب کی قرارداد کو بجا کر کے ہاؤس میں پیش کرتا ہوں۔ کیا اس قرارداد کو منظور کیا جائے۔ قرارداد منظور کی گئی۔

جناب اپسیکر: مشترکہ قرارداد نمبر ۳۲ میں جناب مولانا امیر زمان سینئر صوبائی وزیر مولانا عبدالواسع وزیر جنگلات اور حاجی ہرام خان اچکزئی وزیر آپاشی و برقيات میں سے کوئی بھی ایک قرارداد پیش کرے۔

حاجی ہرام خان اچکزئی: ہرگاہ کہ مرکزی حکومت صوبہ بلوچستان کو باقی تین صوبوں کی طرح بلوچستان کی ضروریات کے مطابق صوبہ پنجاب سے آتا اور مرکز گندم فراہم نہیں کر رہا ہے بلکہ اپنی مرضی کے مطابق گندم اور آفات فراہم کر رہا ہے جبکہ گندم پر سمیدی ہماری صوبہ ادا کر رہا ہے کچھ عرصہ سے باقاعدہ طور پر حکومت پنجاب نے آئے پر پابندی لگائی تھی اب بھی ان کی مرضی سے ہمیں آنا مل رہا ہے جبکہ آئین کے آنکھیں ۱۵ کے تحت ایک صوبہ دوسری صوبے کی تین الصوبائی تجارت پر پابندی نہیں لگاسکتا لہذا یہ ہمارا آئینی حق ہے اگر صوبائی پیدا اور پنجاب اپنی مرضی سے دوسرے صوبے کو دینا ہے تو ہمیں بھی آئینی حق حاصل ہے ہم بھی صوبائی پیدا اور دوسرے صوبوں کو اور مرکز کو اپنی مرضی سے دیں۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت اور پنجاب حکومت سے رجوع کرے کہ مرکز ہمیں گندم اور پنجاب ہمیں آتا ہماری ضروریات کے مطابق فراہم کریں اور ہماری حکومت کی ترجیحات کے مطابق دیا جائے۔

جناب اپسیکر: قرارداد یہ ہے کہ ہرگاہ کہ مرکزی حکومت صوبہ بلوچستان کو باقی تین صوبوں کی طرح بلوچستان کی ضروریات کے مطابق صوبہ پنجاب سے آتا اور مرکز سے گندم فراہم نہیں کر رہا ہے بلکہ اپنی مرضی کے مطابق گندم اور آفات فراہم کر رہا ہے بلکہ گندم پر سمیدی ہمارا صوبہ ادا کر رہا ہے کچھ

عرضہ سے باقاعدہ طور پر حکومت پنجاب نے آئے پر باندھی لگائی تھی اب بھی ان کی مرضی سے بھیں آتا ہے۔ رہا ہے جبکہ آئیں کے آرنیکل ایڈ کے تحت ایک صوبے دوسرے صوبے کی میں اصولی تجارت پر پاندھی نہیں لگا سکتا لہذا یہ ہمارا آئینی حق ہے اگر صوبائی پیداوار پنجاب اپنی مرضی سے دوسرے صوبے کو دیتا ہے تو ہمیں بھی آئینی حق حاصل ہے ہم بھی صوبائی پیداوار دوسرے صوبوں کو اور مرکز کو اپنی مرضی سے دیں۔ لہذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت اور پنجاب حکومت سے رجوع کرے کہ مرکز ہمیں گندم اور پنجاب ہمیں آتا ہماری ضروریات کے مطابق فراہم کریں اور ہماری حکومت کی ترجیحات کے مطابق دیا جائے محرکین میں سے کوئی بھی صاحب بولنا چاہتے تو بولے۔

**مولوی امیر زمان:** جناب اپنے کر اس معاملے میں جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے اختر صاحب کی دور حکومت میں جب بہاں بجٹ پیش کیا گیا تو اس وقت بھی یہ مشکل زیر غور آیا اور اس مسئلے پر بجٹ کے دوران بھی مختلف ساتھیوں نے اپنے تباویں بھی دیئے اس پر بجٹ ہو گیا اب جو فی الحال مشکل درپیش ہے ایک تو یہ ہے کہ گندم کے معاملے میں کوئی سامنہ (۲۰) کروڑ کے قریب ہم سہیڈی دے رہے ہیں اب ہم سمجھتے ہیں کہ اس سہیڈی سے عوام کو کوئی فائدہ ہے یا نہیں میں سمجھتا ہوں کہ جو چیز اس وقت اوپن ہے جیسے مثلاً چینی، دال، چائے پتی، چاول جو بھی آپ لے لیں خوراک کی چیز وہ جو اس وقت ملک میں اوپن رکھا ہوا ہے اس کا کوئی بحران بھی نہیں اور اس میں کوئی مشکل بھی نہیں اس میں کوئی مشکل بھی نہیں ہے اسکا اس ملک کا مسئلہ بھی نہیں اب جہاں تک گندم ہے اس میں ۲۰ کروڑ ہم سہیڈی بھی ادا کرتے ہیں اور پھر وہ اپنے مرضی کے ساتھ ہمیں جب دیتے ہیں پھر اس میں اس ملک کا مسئلہ جو ہے وہ بھی نہیں درپیش ہے اب ساتھ دوسرے مسئلے جو آئے کا ہے آئے کا مسئلہ جناب اپنے کر کے عرصہ پہلے آپ کو یاد ہو گا کہ پنجاب نے باقاعدہ طور پر ہمارے صوبے کا آٹا بند کر دیا اور جو پہلے دے رہے تھے وہ بھی اس طرح سے ہمارے فودا پیارہ نہیں نے جن افراد کو باقاعدہ سے لائش دیا تھا اور ان کو باقاعدہ طریقہ کاروبار تھا وہ جب وہاں جاتے تو باقاعدہ ملوں سے ان کا سودا کرتے تھے اور پھر اس طرح

تحاکہ وہاں فوڑا ازیکنر جو تھے ہمارا ازیکنر بھی وہاں موجود تھا لیکن پنجاب کے ڈائریکنر کی مرضی سے  
جہاں وہ چاہتے ہمارے لوگوں کو ان ملوں پر نیچ دیتے تھے کہ آپ [ ] وہاں جائے اور وہاں سے آنا  
انھائیں پھر جب آنا وہ دے رہے تھے میرے خیال میں اس طرح کا آنا تھا کہ وہاں وہ اپنے بھینس  
اور ششل وغیرہ ہے ان کو بھی نہیں دیتے اور وہ آنا ہمارے لوگوں کی طرف بھیجتے تھے اور ان سے کہتے تھے  
کہ آپ یہ آنا بلوچستان لے جائیں پھر درمیان میں وہ آنا جوان کے سر ہون منت تھے اور ان کی  
شفقت تھے وہ بھی بند کر دیا اب اس وقت جوان کی پالیسی ہے وہ پالیسی کے لیڈر میرے ساتھ پڑے  
ہیں اس میں باقاعدہ طور پر انہوں نے لکھا ہے کہ بلوچستان حکومت صرف اتنا ہمیں بتا دیں کہ اس نے  
اپنے صوبے کے فلاں ضلع کو کتنا آنا دینا ہے مثلاً بجگور کیلئے کتنے آٹے کی ضرورت ہے پیشیں کے لئے  
کتنے آٹے کی ضرورت لوار الائی اور موئی خیل کے لئے کتنے آٹے کی ضرورت ہے ڈیرہ بگشی نصیر آباد  
کے لئے کتنی ضرورت ہے ہمارا صوبہ بلوچستان کا حکومت صرف اتنا ہمیں بتا دیں پھر اس کے بعد جو آنا  
دینے کا کام ہے وہ ہمارا اپنا کام ہے اور جس کو ہم نے دینا ہے اس کو ہم دے دیں گے اور پھر وہ جا کر کے  
بلوچستان میں بھیجتے اور بلوچستان میں تقسیم طریقہ کارروہ خود طے کر لے تو جناب والا جہاں تک ہماری  
معلومات ہے۔ جتنا بھی آنا وہاں پر دے رہے ہیں اپنی صواب بدید پران کے مل کو دے رہے ہیں وہ  
جناب والا وہاں سے وہ سیدھا وہاں مل میں جا کر کے سودہ کرتے ہیں وہاں آنا سیدھا افغانستان  
جاری ہے ہمارے کسی ضلع کو مل رہا ہے اور نہ ہمارے کسی ڈیلر کو دیا جا رہا ہے لہذا فوڑ کا یہ ایک اہم مسئلہ  
ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بحران جو پہلے گزر گیا اب یہ بحران دوبارہ آنے والا ہے اور یہ ہمارے لئے  
مشکل ہو گا اور جہاں تک یہ مسئلہ ہے کہ آئین کے آرٹیکل نمبر ۱۵ کے تحت وہ ہم پر یہ پابندی نہیں  
لاگاسکتے ہیں کہ وہاں پر پیداوار ہے گندم کی ہے یا آٹے کی ہے یا جو کچھ ہے ہم نے خریدتا ہے وہ بند نہیں  
کر سکتے ہیں اور اگر وہ چاہتے ہیں کہ ہم بند کر دیں گے ہم اپنے مرضی سے دے دیں گے تو پھر ہمارے  
صوبے کی جو پیداوار ہے کم از کم آئین کی اس دفعہ کے تحت ہم بھی حق رکھتے ہیں کہ ہمارا پیداوار بھی ہم  
اپنے مرضی سے اور اپنے ثواب دید پر جس کو ہم چاہتے ہیں اس کو ہم دے دیں لہذا یہ پھر ہمارا بھی حق بنتا

سے اور اگر وہ کہتے ہیں کہ یہ ہمارا حق ہے یہ الگ بات ہے اگر وہ کہتے ہیں کہ ہم زور آور ہے اور آپ  
کمزور ہے اور ہم جو چاہے وہ ہو گا اور آپ جو چاہے آئیں چاہے آپ کے ہاتھ میں کیوں نہ ہو قرآن  
آپ کے ہاتھ میں کیوں نہ ہو حدیث آپ کے ہاتھ میں کیوں نہ ہوں روایات آپ کے ہاتھ میں  
کیوں نہ ہو یعنی الاقوای حصول آپ کے ہاتھ میں کیوں نہ ہو ہم زور آور ہے جب قانون ہمارے  
ساتھ ہے اور سب کچھ ہمارے ساتھ ہے وہ الگ بات ہے اگر قانون اور آئین کو مد نظر رکھتے ہوئے  
ہمارے ساتھ وہ فیصلہ کرتے ہیں تو پھر مناسب ہے اگر ہم نے ان سمیڈی دینا ہے پھر وہ ہمیں بھی  
دیدے اور اگر ہم نے اس سے کوئی چیز خریدنا ہے اسکے مرضی پر تو پھر ہم سے بھی جو کچھ خریدنا چاہتے ہیں  
وہ پھر ہمارے مرضی سے خریدے مثلاً اس وقت ہم ان کو کوئی دے رہے ہیں تو ہمارے مرضی کے مطابق  
لے لیں اور ہمیں اجازت ہو کہ ہم جہاں بھی دینا چاہتے ہو وہاں دے دیں گیں ہم سے خرید رہے ہیں  
پھر ہماری چاہت ہو گئی کہ جس صوبے کو دینا ہے اس کو ہم دے دیں اور جتنی قیمت پر ہم نے دینا ہے  
اتنی پر دے دیں اور جو ذیل ہم نے مقرر کرنا ہے وہ ہم خود مقرر کریں گے تو لہذا اس طرح کی اگر  
ہمارے ساتھ زیادتی شروع کرے اور اس طرح کے حالات کو تشاہید پھر ہمارے اور وفاق کی اتحاد کے  
لئے تقاضاں دو ہو ہم چاہتے ہیں کہ اگر آج ہم آٹے پرقدرتیں ہے آج گندم پر قدر نہیں ہے ہمارا اس  
پرقدرت نہیں ہے وہ ہمارے تمام وسائل پر قبضہ کرتے ہیں تو تشاہید اس صوبے کے ساتھ سراسرنا انصافی  
ہے اور جہاں تک یہ ایک بڑا تفصیل ہے میں چاہتا ہوں کہ جوان کی نولیکھن ہے اور بار بار ان کے جو  
فیصلے ہوئے ہیں اور ذیل حضرات نے کچھ اسکے مسائل ہیں مشکلات ہے میں چاہتا ہوں اسمبلی کے  
پر اپنی کردے میں سیکریٹری کے حوالے کر دوں گا یہ سیری گزارش ہے کہ بلوچستان کا مسئلہ ہے اگر کوئی  
ساتھی اس پر بولنا چاہتے ہیں مزید معلومات فراہم کرنا چاہتے ہیں تو وہ بے شک بول سکتے ہیں اور  
قرارداد کے متعلق میں نے گزارش کرتا ہوں کہ اس کو پاس کیا جائے۔

جناب اسپیکر: کوئی اور مجزہ زرکن۔

سردار محمد اختر مینگل: جناب اسپیکر اس قرارداد میں ایسی کوئی بات نہیں جس میں تصادم ہو سکی مگر

کو اس پر اعتراض ہو دیکھا جائے جناب اپنیکر یہ کھلے آئین کی خلاف ورزی ہے اس صوبے کے حوالے سے آر نیکل ایسا کے تحت آپ دیکھے

151(1) Subject to Clause (2) Trade, Commerce and intercourse throughout Pakistan

کسی چیز کی حریض فری جس کا انٹر پر پیش نہیں جس کو کہا جاتا ہے اس پر کسی طرح shall be free.

کی پابندی نہیں ہوئی چاہیے لیکن ایک صوبے کی وجہ سے اس پر پابندی لگائی گئی ہے جناب اپنیکر اس طرح کا مسئلہ پہلے بھی زیر غور آیا تھا Provincial Autonomy پر پیش اتنا نبی کا

آنا نبی کے سلسلے میں ہم کیوں بات کر رہے وہ مسائل۔ جو آئین کا حصہ ہے وہ پروگرام آج جو آپ کے

آئین کا حصہ ہے ہم آج اس سے بھی محروم ہے اگر ہم اس کا مطالبہ کرتے ہیں تو نگار پڑھنیں کافر کیا کیا

نام لیا جاتا ہے لیکن اسی آئین کے کسی بھی شک کو Vilate کیا جاتا ہے اس کی Vilation کی جاتی

ہے نہ جانے ہم کس عدالت میں جائے وہ کوئی عدالت ہے کوئی ہمیں یہ بتا نہیں کہ کس عدالت میں ہم

جا نسیں جو ہمیں وہ انصاف مہیا کریں کہ آج ایک صوبہ سرے عام اپنے بنائے ہوئے آئین کی خلاف

ورزی کر رہے ہیں۔ اس قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے ہمیں کریں گے کہ صوبہ حکومت مل بیٹھ کر

اپوزیشن کو اعتماد لیکر ہائیکورٹ میں پنجاب کے خلاف پیش نہیں بھی داخل کر سکتے ہیں آج ہم کیفے میرا

میں بیٹھے تھے تو ملک سرور خان کا کڑنے کہا کہ وہ آتا یا گندم جو پنجاب سے کوئے کے حوالے سے

ہمیں ملی جا رہی ہے اس پر وزیر اعظم کے حکم پر سیدیہ بلوچستان گورنمنٹ پر چارج کی گئی ہے اب اس

کارقم گورنمنٹ پیغیر ہی بن سکتے ہیں کہ کتنی سیدیہ کے مد میں وہ گندم جو فری حریض کے حوالے سے ایک

صوبے سے دوسرے صوبے پیش کی جاسکتی ہے حریض کی جاسکتی ہے اس پر بھی سیدیہ کی چارج کی گئی ہے

On Sources Didiction پر میرے خیال میں غلط نہیں

کی گئی ہے صرف ایک صوبے کو خوش کرنے کے لئے جو میں سمجھتا ہوں کل عام اس آئین کی خلاف

ورزی ہے اور جو شخص یا جو حکومت اس آئین کی خلاف ورزی کرتی ہے اس کو حق بھی نہیں بتتا کہ وہ

حکومت کرے شکریہ۔

جناب اپنیکر: جناب عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب۔

عبدالرحیم مندوخیل: جناب اپنیکر میں آپ کا مخلکوں ہوں کہ آپ نے قرارداد نمبر ۳۲۴ میں اپنے معروضات پیش کرنے کا موقع دیا جناب اس میں اس قرارداد میں ایک جواہم حصہ ہے کہ آئین کے آنکھیں ۱۵۱ میں صوبائی یعنی الصوبائی تجارت پر پابندی نہیں ہے ایک اہم پروٹوٹن ہے اور یہ جو انہوں نے دیا ہے قرارداد میں صحیح ہے لیکن یہ جو کچھ چیزیں انہوں نے پہلے سے دی ہے اس میں فراء قرارداد میں کنفیوژن پیدا ہوتی ہے اس سے پہلے مولا نا صاحب نے قرارداد پیش کی تھی اور وہ اصل میں زیادہ حقائق کی انکاس کر رہی تھی انہوں نے قرارداد نمبر ۳۰ تھی اور جو ۲۲ تاریخ کو پیش ہونا تھا اور انہوں نے ترمیم کیا اس میں الفاظ جو ہے ابتدائی زیادہ صحیح ہے الفاظ یہ ہے کہ یہ صوبہ بلوچستان کے باقی تین صوبوں کی طرح بلوچستان کی ضروریات کے مطابق صوبے پنجاب گندم فراہم نہیں کر رہا ہے بلکہ اپنے مرضی کے مطابق کم گندم فراہم کر رہا ہے اس میں مسئلہ اس طرح ہے جناب والا کہ وہاں کے گورنمنٹ نے یہ طریقہ نکالا ہے کہ یعنی گندم کو مرے سے بند کیا ہے پالیسی یہ بنائی ہے کہ آپ کو آئائیں ہے یہ ہے وہ چیز اب یہاں جو اس قرارداد میں الفاظ ہے ہرگاہ کہ مرکزی حکومت صوبہ بلوچستان کو باقی تین صوبوں کی طرح بلوچستان کی ضروریات کے مطابق صوبے پنجاب سے آتا اور مرکز سے گندم فراہم نہیں کر رہا بلکہ اپنے مرضی کے مطابق گندم اور آنا فراہم کر رہا ہے جب کہ گندم پر سہیڈی ہمارا صوبہ ادا کر رہی ہے یہ سہیڈی کا مسئلہ چھوڑ دیتے ہیں کنفیوژن ادھر ہے وہ گندم ہی فراہم نہیں کر رہے ہیں آنا اپنی مرضی سے فراہم کرتے ہیں اور وہ آنا بڑا مہنگا دے رہے ہیں اس میں سہیڈی جو ہے جیسے انہوں نے کہا سانحہ کر دز سے اسی کروڑ روپے الیڈی ادا ہو گئے ہیں اس سہیڈی کو ملا کے اور وہ جو کرایہ ہے اور یہ جو پرست ہے اور پرست جو فکر مل پر فروخت ہوتا ہے اس کو ملا کر جناب والا رقم بنتا ہے یعنی ۸۷ کلوکی جو بوری ہے پنجاب سے آئئے کی وہ ہمیں نوسروپے میں ملتی ہے اصل مسئلہ یہ ہے اگر گندم برائے راست ہو اور وہ ان ریٹس پر ہو مثلاً پا سکو میں ۶۶۵ روپے بوری سو کلو اور یہ جو ہمیں ملے گا اس طرح ایک بوری میں ۲۳۵ روپے کی باقاعدہ واضح فرق اور پھر آئئے کا مسئلہ اور جب آنا اس دن بھی

ہم نے تحریک اتواء پیش کیا تھا اور تمام الفاق و اگر یہ نہ کامنے مانع  
ہمیں کیا ورنہ اس میں ہی بات آتی جتاب والا کہ آتا جب آیا گا گندم بند ہے اس کے معنی ہے آپ کے  
صوبے کے فلوریل بند ہیں آپ کے صوبے کے مزدور جو گندم پے کام کریں گے اور فلوریل میں پسائی کا کام  
کریں گے وہ بند ہے اب عرض اس میں یہ ہے کہ جمیونی طور پر وہ ہمیں گندم نہیں دے رہے ہیں اس پر  
انہوں نے پابندی لگادی ہے یعنی صرف تجارت پر گندم اور آٹے کا نہیں خاص طور پر یعنی وہ گندم آپ کو  
نہیں دے رہے ہیں اس کے معنی ہے وہ نہیں الصوبائی تجارت کے قانون اور آئین کی خلاف ورزی  
کر رہے ہیں اور اس میں اپنی مرضی کا جس میں ان کے فلوریل جو ہے وہ ان کے مشین چلیں اور ہمارے  
لوگوں کے ہمارے صوبے کا کاروبار اس حوالے سے اس نقصان میں جا رہا ہے ہمارا صوبہ ایک پہلو اور  
دوسرے مہنگائی کا پہلو اس میں سوکلو اس ریٹ ملیں گے اور اس میں ۸ کلو اس ریٹ پر ملیں گے اس کے  
علاوہ جب آپ پر مٹ لیں گے یہ جیسے مولانا صاحب نے فرمایا بلکل بجا فرمایا یہاں سے پر مٹ وہاں  
فلوریل والے خریدتے ہیں اور فلوریل والے پھر ان کی مرضی ہے کہ وہ کس قسم کا آتا آپ کو دیں یہ ان کی  
مرضی تو یہ سب چیزیں ملا کر جتاب والا ہمارا مطالبہ بنتا ہے کہ جمیونی طور پر ہمارے صوبے کی مرضی پر یہ  
جو وہاں الفاظ دیے ہوئے ہیں کہ ہمارے حکومت کی ترجیحات کے مطابق حکومت کی ترجیحات پڑتے نہیں  
مولانا صاحب نے وہ کیا بیان کئے ہیں حکومت نے یہ الفاظ اگر میں تو یہ حکومت صحیح نہیں ہے اس میں  
آخری جو الفاظ ہے جتاب والا قرارداد کے انہوں نے الفاظ یہ استعمال کئے ہیں جس میں ہم ترمیم  
چاہے گے لہذا یہاں صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت اور پنجاب حکومت سے  
رجوع کرے کہ مرکز ہمیں گندم اور پنجاب ہمیں آتا ہمارے ضروریات کے مطابق گندم دے بلکہ آٹے  
کا تو میں لفظ ہی استعمال کیا تو وہ کہیں گے کہ اس سے پھر وہ استفادہ کرنا چاہتے ہیں کہ جب  
آپ نے آٹے کا الفاظ استعمال کیا تو وہ کہیں گے کہ بس نمیک ہے آپ ہم سے آتا ہیں ہماری اپنی مرضی  
ہے ہم گندم مانگتے ہیں اور پھر یہ سہنڈی کا یہ بھی جتاب والا حقیقت ہے کہ سہنڈی پہلے سے مل گئی اور  
اس کے علاوہ ایک اور بات کی میں ایسی نشاندہی کرو گا کہ آج کل ہمارے لوگ بڑے اسلام آپا و نہیں

جاتے ہیں جناب والا آج کل برائے راست لا ہور جاتے ہیں ہمارے گورنمنٹ کے لوگ جب بات کرتے ہیں ہمیں سمجھنے پس رہی کہ کیا بات ہوتی ہے کہ یہاں سے آپ لا ہور جاتے ہیں اور لا ہور سے منتظر ہی لیتے ہیں منتظر ہی کے لئے صوبائی گورنمنٹوں کے پاس جاتے ہیں آپ فیڈرل گورنمنٹ کے پاس جاتے ہیں یہ ایسی نشاندہی تھی میری تجویز یہ ہے جناب والا یہ جو پہلے الفاظ ہے یہ کثیر لگ ہے اس میں وہ الفاظ استعمال کئے جائے کہ گندم ہماری ضرورت کے مطابق وہ نہیں دے رہے ہیں تجارت کے آئین کے پروپریٹن کے خلاف ورزی کر رہے ہیں لہذا ہماری وفاقی حکومت اور پنجاب حکومت ہمیں گندم فراہم کرے مہربانی جی۔

**جناب اسپیکر:** کسی اور صاحب نے بولنا ہے جی ظہور حسین کھوسر صاحب۔

**جناب اسپیکر:** شکریہ جی۔ کسی اور صاحب نے بولنا ہے جی ظہور حسین صاحب۔

**میر ظہور حسین کھوسہ:** میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں دوستوں نے سیر حامل تقریر کیا ہے لیکن میں یہ کہونگا کہ اس سے پہلے جو ہے پر منش بند تھی یہاں جو صوبائی حکومت پر مت دیتی تھی اس سے پہلے بند تھی آج کل دھڑا دھڑ چار سو بوری پانچ سو بوری آٹھ سو بوری روزانہ پر منش دے رہے ہیں جو باہر سرحدوں کو سکنگل ہوتی ہے تو اس کو بھی اس قرارداد میں شامل کیا جائے کہ پر منش بھی بند کی جائیں تاکہ ہمارے صوبے کے اندر جو شائع کامسلہ اس وجہ سے پیدا ہوتا ہے وہ بھی نہ ہوں (Thank You) جی۔

**جناب اسپیکر:** شکریہ جی۔ جناب عفرون مددو خیل صاحب۔

**عفرون مددو خیل (وزیر داخلہ):** شکریہ جناب اسپیکر اس قرارداد کی میں مشروط حمایت کروں گا جو نکلے اس میں ہم خود بھی گناہ گار ہیں پنجاب والے بھی گناہ گار ہیں ایف بھی گناہ گار ہے سب بے پہلے اپنے گناہوں سے پر ہم لوگ اٹھائیں پھر قرارداد کی طرف ہم جائیں مولانا صاحب کی قرارداد تو وہ یہے برق ہے جہاں تک اس کا متن ہے لیکن کچھ حقائق سے پر دہ بھی المحتوا چاہئے یا اگر صحیح طور پر طریقہ چلتا ہو میرے شاید پنجاب کو بھی ضرورت نہیں پڑتی کہ وہ بارہ ریل کرتے یہاں اس

میں جو ایک مرکزی فورس پیشی ہوئی ہے جو ہر جگہ بھی چکور میں وس مار دیتے ہیں کبھی ادھر دس مار دیتے  
ہیں ایف سی جس کو کہتے ہیں وہ تمام اس اسمگنگ میں ملوث ہیں کسی ضرب اندازے سے بھی سانحہ  
سے ستر ہزار بوری دن میں اس سے زیادہ جاتے ہیں افغانستان چین کے راستے ٹوب کے راستے  
قلعہ سیف اللہ کے راستے چائی کے راستے قلعہ سیف اللہ کا نیا ذی سی آیا ہے اور مولانا صاحب نے  
وہاں کوشش کیا ہے ادھر اس پر عارض طور پر کمی آئی ہے بلکل میں مانتا ہوں مجھے ادھر لوگوں نے بھی بتایا  
تھا لیکن اس ذی سی کے خلاف بھی لوگوں نے پیسہ محج شروع کر دیا اسمگلز نے کہ ان کو ہم ٹراسٹ  
کروائیں گے تو یہاں تک یہ حال ہے کہ ہماری انتظامی میں ہوئی ہے جو پڑس جاری کرتے ہیں بارڈر  
تک پہنچانے کے لئے ہر بارڈر پر ایف سی میں ہوئی ہے جو ہر ٹرک کو چھوڑتے ہیں وہاں آخر ہم تین  
ملکوں تک تو نہیں پہنچ سکتے ہیں آج پہلے افغانستان کا آج کل تو سینٹرل ایشیاء بھی یہ گندم جا رہا ہے یہی  
آنا جا رہا اور یہاں تک ایک چناب نہیں ہم لوگ بھی مارے جا رہے ہیں آج جو سائز ہے نوس ہزار  
بوری بک رہی ہے اسی وجہ سے بیک رہی ہے کہ بیک پر دوسروپے منافع ہے آپ اندازہ لگا میں دن کا  
ایک کروڑ روپے سمجھنے کا منافع ہے اور ایک ایف سی کا دو تین آدمی ہوتے ہیں اس میں یہاں آکر کے  
ادھر بڑے ایماندار ہمارے سامنے بنتے ہیں ملکنگوں میں لیکن اصل رخ ان کا یہ ہے اس میں آپ کے  
چناب کے فوڈ ڈپارٹمنٹ بھی ملا ہوا ہے اس میں آپ کے بلوچستان کا فوڈ ڈپارٹمنٹ بھی ملا ہوا ہے  
یہ سب کا ایک کریٹیٹ ہے نہ یہ ختم ہو سکتا ہے نہ اس کو کم کیا جاسکتا ہے اس کے اوپر پہلے ہم لوگوں  
مرکزی حکومت کو میرے خیال میں اپنے ایجنسیز کو سنبھالنا چاہیے ہمارے جو فرائض میں آتے ہیں ہم  
اپنے آدمیوں کو سنبھالے کیونکہ اگر ہم اس کی حوصلہ افزائی کرتے رہیں گے چناب کب تک ہم کو  
فید کریگا آخر ان کو اپنے ضرورت کے لئے بھی تو آنا چاہیے اگر ادھر چھ سو روپے بوری بکتی ہے  
افغانستان میں یا سینٹرل ایشیاء میں اس کو پندرہ سو بارہ سو ملتی ہے یہ تو سب اسمگل ہو کر ادھر جائیگی ان کو  
بھی میں سمجھتا ہوں ضرورت کے تحت یہ پھر ان کو بھی جو کنٹرول کرتے ہیں ان کو بھی پیسے ملتے ہیں اس  
بات پر اگر فری کر دیں ویسے تو تجارت فری ہونا چاہیے یہاں پر آج چینی ہے اگر لا ہو رہیں جو ریٹ

ہے کوئی میں بھی وہی ریت ہے آنھ آنے سیر میں فرق ہو گا بارہ آنے فرق ہو گا جو کیرج لگتا ہے اسی طرح آج آپ دوسرے بھی جو خوراک کی اشیاء ہیں ان کی آزادانہ نقل و حمل ہے فرق ادھر آتا ہے جب یہ Of Course the Country اسمگل ہوتی ہے اس چیز کے اوپر ہم کو نظر رکھنی چاہیے وہ یہ ہے کہ ہم صوبائی حکومتیں کوشش کریں اپنی کہ ہم اپنے آپ کو کلیر کریں کہ ہم لوگ جو خود ہی اس میں کھا رہے ہیں وہ ختم ہو جائیں شہری زخان کو اور دوسرے ایک دھکیڈا رجوا بھی سردار اختر نے کہا تھا ان کو پھانسی پر لٹکا دیں پتہ نہیں محمد علی رند چھوڑے گایا نہیں چھوڑے گا تو اس طریقے سے۔

پنس موسیٰ جان: سراذان ہو گئی ہے نماز کا نام ہے سر۔

جعفر خان مندو خل (وزیر داخلہ): بس یہ ختم ہو رہا ہے قرارداد، ہم آپ کو کر لیں گے تو اس صورت میں سمجھتا ہوں کہ ان حقوق کے ساتھ کہ فیڈرل گورنمنٹ میں اس ترمیم پیش کروں گا کہ فیڈرل گورنمنٹ بارڈر دوں کو سیل کر دیں بجائے انٹر پر اونسل سلیگ کرنے کی بارڈر دوں کو سیل کر کے تاکہ سلیگ کا بارہ نہیں ہو ادھر چارا پنا جو فائدہ ہے، ہم لوگوں کو بازار میں سات آنھ سو روپے بوری مل جائے گا بجائے ہزار روپے کے اور پنجاب کا یا ہمارے ملک کا یہ آنا جو ہے ہمیشہ جو کھیت کا بحران آتا ہے وہ بحران بھی اس سے ختم ہو جائے گا۔

جناب اسپیکر: شکریہ جی۔ رحیم خان یہ میں نے تھوڑا سا ہاؤس کی طرف توجہ لے جاتا ہوں تھوڑا سا ترمیم جو کیا ہے آپ کے ارشاد کے بعد۔

عبد الغفور کلمتی (صوبائی وزیر): جناب اسپیکر چونکہ خوراک موجود نہیں ہے اس کی نمائندگی میں کر رہا ہوں اس قرارداد کے سلسلے میں کچھ وضاحتیں کرنا چاہتا ہوں تھوڑی سی دومنٹ لے لیتا ہوں یہاں پر پنجاب سے آنا اور مرکز سے مطلب گندم کی وہ جو ہے اس کو میں تھوڑی سی وضاحت یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ۱۹۹۵ء سے پہلے حکومت پاکستان جو ہے صوبہ بلوچستان کو گندم ۲۶ ہزار سن ماہانہ سپلائی کرتا تھا اور سمسڑی بھی وہ خود پے کر دیتے ۱۹۹۵ء میں یہ فیصلہ ہوا کہ سمسڑی صوبوں سے لیا جائیگا مرکزی حکومت کوئی سمسڑی نہیں دی گی تو اس وقت کے گورنمنٹ نے جب نواب ذوالقدر علی

مگر وزیر اعلیٰ تھے تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم چونکہ کمزور ہیں ہماری مالی پوزیشن سمجھنے نہیں ہے تو ہم جو ہیں ۲۶ ہزار روپے کی ۹۹ بجائے ہم لوگ ۳۳ ہزار روپے کی دلخواہ کرنے کے لئے گرفتار ہیں گے مرکزی حکومت سے ماہان اور اس پر ہم لوگ سبیڈی صوبہ خود پر کرے گا اس کے بعد جناب ایسا ہوا کہ ابھی جو یہ گذشتہ سال ہو جو یہ سنیسیز ہوئی اس میں یہ ہوا کہ ہم نے ۱۹۸۱ء کے مردم شماری کو دس فیصد بڑھا کر اپنی آبادی ۸۰ لاکھ شوکی تھی جب ابھی سنیسیز ہوئی تو ہماری آبادی ابھی ۷۵ لاکھ کے قریب آگئی ہے تو اس طرح مرکز نے جو ہے ہمارا جو کوئی تھا وہ جو ۳۳ ہزار روپے کی دلخواہ کرنے کا ہے تو اس طرح ۲۲ ہزار روپے کی دلخواہ کرو دیا ہے ابھی ہم لوگوں کو مرکزی حکومت ہر میٹنے جو ہے ۲۲ ہزار روپے کی دلخواہ کرو دیا گیا کر رہی ہے ہماری آبادی کے مطابق دوسری بات یہ کہ پچھلے سال ۱۹۹۷ء میں صوبہ پنجاب نے جو ہے ہمیں آنادیا شروع کیا میٹنے کا پندرہ ہزار روپی اور اس پندرہ ہزار روپی کو ہم لوگوں ہمارے محلہ خوراک نے یہاں سے ڈیل مقرر کئے اور وہاں سے اٹھا کر یہاں پر لا کر پہنچا دیتے ہیں لیکن ۱۳ اگست ۱۹۹۸ء کو صوبہ پنجاب نے اس آٹے پر پابندی لگادی اور یہ کہا اس آٹے کو جب لوگ لے جائے ہیں تو اس پر صوبہ پنجاب کو ہمارے ہمیں سبیڈی دی دیں ہمارے لئے نے سبیڈی دینے سے انکار کر دیا کہ ہمارے پاس پیسہ نہیں ہے ہم سبیڈی نہیں دے سکتے اسی لئے صوبہ پنجاب نے کہا کہ اگر آپ لوگ سبیڈی نہیں دیں گے تو ہم آٹا آپ لوگوں کو نہیں دیں گے تو اس پر یہ ہوا کہ وہاں کے مل مالکان نے جو ہمارے ذریعہ غازی خان کے علاقے کے جمل مالکان ہیں انہوں نے حکومت پنجاب کو آفردی کہ آپ ہمیں آنادے دیں بلوچستان پہنچانے کے لئے ہم سبیڈی خود اپنے جیب سے دے دیں گے ابھی اس طرح جو آٹا آرہا ہے جو ہمیں تھوڑا امہنگاں رہا ہے اس کی وجہ بنا دی یہ ہے کہ وہ مالکان جو ہے ذاتی طور پر صوبہ پنجاب جو سبیڈی دے کر وہ آٹا لارہے ہیں ابھی ہمارا صوبائی خوراک کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہے صرف انہوں نے یہ تجویز صوبہ پنجاب نے مانگی ہے کہ آپ لوگ بتائیں کہ ہر ضلعے کو تقریباً مقدار میں آنا چاہیے تاکہ ہم مالکان کو سبیڈی لے کر دے دیں ابھی میں اس کی طرح وضاحت کر رہا تھا جناب اسٹیکر اور میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ قرارداد جو ہے میں اس کی مخالفت تو نہیں کروں گا لیکن صوبائی خوراک کی طرف سے میں یہ وضاحت کرنا چاہتا تھا۔

جناب اپنیکر: نہیں چاہتے کیا ہیں آپ۔

عبد الغفور کلمتی (صوبائی وزیر): میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے جو کوشہ ہے گندم کا جو مرکزی حکومت نے جو کم کیا ہے اس کا بھی بڑھانے کا وہ کہا جائے تاکہ ہماری ضروریات پوری ہو سکیں صوبے کے۔

عبد الرحیم خان مندوخیل: سوال یہ ہے گندم دیا جائے۔ (شور)

عبد الغفور کلمتی (صوبائی وزیر): گندم کا کوشہ بڑھایا جائے بھی۔ (شور)

جناب اپنیکر: میں قرارداد پیش کرتا ہوں میں عرض کر رہا تھا۔

عبد الرحیم خان مندوخیل: نہیں یہاں مسئلہ ہے جناب والا۔

جناب اپنیکر: اتفاق کرتے ہیں اچھا نہیں جب وزیر صاحب کی ترجیحی فرمادے ہیں ہمارے محترم وزیر صاحب میں ان سے پوچھتا ہوں کہ وہ آیا اس کو تسلیم کرتے ہیں اس کی حمایت کرتے ہیں نہیں کرتے ہیں۔

مولانا امیر زمان (سینئر وزیر): سر میں حمایت کرتا ہوں اس نے کہا کہ میں۔

جناب اپنیکر: نہیں کہہ رہا ہے وہ۔

مولانا امیر زمان (سینئر وزیر): مجھے کہہ دے ہے ہیں۔

عبد الغفور کلمتی (صوبائی وزیر): سر میں اس کی حمایت تو کر رہا ہوں میں اسی لئے کہتا ہوں کہ اس میں یہ کہا جائے مرکزی گورنمنٹ کو کہ ہمارا جو کوشہ انہوں نے گھٹا دیا ہے اس کو بحال کیا جائے اور وہ جو سیڈیٰ پنجاب مانگ رہا ہے وہ سیڈیٰ بھی نہ مانگے اور ہمارے گورنمنٹ کو اجازت دیں کہ ہم آتا وہاں سے منگوائیں۔

جناب اپنیکر: یوں لکھا ہے جی یہ الیوان سفارش کرتا ہے کہ وفاقی حکومت اور پنجاب حکومت سے رجوع کریں کہ مرکزی میں گندم اور پنجاب بھی ہمیں بجائے آئے کے گندم ہمارے ضرورت کے مطابق فراہم کریں تھیک ہے جناب یہی لکھا میں نے بھی وہی لکھا ہے۔ تھیک ہے جناب تو سوال یہ ہے کہ

آیا یہ قرار داد ترمیم شدہ صورت میں منظور کیا جائے؟ (قرار داد منظور کی گئی)  
جناب اپسکر: منظور ہوئی تھی۔ آپ ہے جی اسکلی کی مالیاتی کمیٹی کی رپورٹ بابت سال ۷۹ء  
۹۸ء ایوان کے میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مولانا صاحب وہ ایک تھا وہ سنڈ یکیٹ والا۔

مولانا امیر زمان (سینئر وزیر): سنڈ یکیٹ والا جو مسلمہ یہ ہے اگر آپ ڈیفر کر دیں۔

جناب اپسکر: وہ ڈیفر کر دیتے ہیں میں نے ڈیفر کر دیا ہے وہ ڈیفر کر دیا ہے تھی۔

مولانا امیر زمان (سینئر وزیر): مشورہ کر کے پھر مشورے کے بعد لائیں گے۔

جناب اپسکر: نحیک ہے جی ڈیفر کر دیا ہے اب اسکلی کی کارروائی مورخہ ۲۹ اکتوبر بوقت  
۰۰۔۱۱ بجے صبح تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسکلی کا اجلاس چار بجکر پینتالیس منٹ پر مورخہ ۳۰ اکتوبر

بوقت گیارہ بجے تک کے لئے ملتوی ہو گیا)۔